خطباتِ

رمضان المبارک

ابو المبشر صاحبزادہ محمد منور حسین مجددی قادری

ناشر
اعظم پبلیکیشنز
۷۷۴ر گلی مٹیا محل جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ
رمضان المبارک

مصنّف

ابو المبشّر صاحبزادہ محمد حسنور حسین مجدّدی قادری

ناشر

اعظم پبلیکیشنز
۴۷۷، گلی مٹیا محل جامع مسجد دہلی

خطباتِ
رمضان المبارک

KHUTBAT-E-
RAMZAN AL MUBARAK

مُصنّف

ابو المبشر صاحبزادہ محمد منور حسین مجددی قادری

اشاعت جدید : 2017

تعداد : 1100

Rs.

Published by
AZAM PUBLICATION
477, Gali Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-6
Ph:. 011-23288875, 9250728875, 9718444323
E-mail:. azampublisher@gmail.com • Facebook: noori.ehtesham9718

اَلْاِھْدَاء

تاجدارِ عرب و عجم — تاجدارِ کائنات

مالکِ لوح و قلم — فخرِ موجودات

جوہرِ نورِ قدم — منبعِ کمالات

مرکزِ فیضِ اتم — باعثِ تخلیقِ کائنات

حضرت سیّدنا مُحمّد رسُول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

بوساطت

مظہرِ انوارِ خفی و جلی، قدوۃ الکاملین، زبدۃ العارفین

حضرت خواجہ صُوفی محمّد علی قدس سرہٗ مرقدہ

و

خطیبُ العصر

وحیدالدّہر حضرت علامہ محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

سگِ کوئے مدینہ

محمد منور حسین مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

انتساب

- حضرت سیدنا مولا علی علیہ السلام
- حضرت سیدنا مولا حسن علیہ السلام
- حضرت سیدنا مولا حسین علیہ السلام
- حضرت سیدنا زین العابدین علیہ السلام
- حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سیدنا امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے وسیلہ سے میں اپنے والد محترم

حاجی نذر حسین شیخ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتا ہوں

جن کی دعاؤں کی بدولت یہ ناچیز چند حروف لکھنے کے قابل ہوا۔

گدائے در رسول

صاحبزادہ ابوالمبشر محمد منور حسین مجددی قادری

شرفِ عقیدت

پیر طریقت، رہبر شریعت، پیکر علم وحکمت

شہباز خطابت، نازش اہل سنت،

حضرت مولانا علامہ صاحبزادہ والاشان

پیر سید محمد احمد ہاشمی نقشبندی

مجددی توکلی

آف سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

احقر العباد

صاحبزادہ ابوالمبشر محمد منور حسین مجددی قادری

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت فخرِ سادات شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر سید محمد مراتب علی شاہ چشتی سیالوی

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلھو کے شریف ضلع گوجرانوالہ)

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت فخرِ سادات

حضرت پیر سید محمود احمد شاہ گیلانی قادری نوشاہی

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ گیلانیہ کھیالی شاہ پور)

پیکرِ علم و حکمت ۔ ادیبِ اہلِ سنت

صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ازہر کوٹلوی

(ایم اے علوم اسلامیہ)

احقر العباد

صاحبزادہ ابوالمبشر محمد منور حسین مجددی قادری

ماہ رمضان اور نفلی عبادات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ ○

حضرات ذی وقار، واجب الاحترام عشاق مدینہ!

اللہ تعالیٰ عزوجل کی حمد وثناء اور اس کے فضل وکرم کے بعد حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم ......پیغمبر اسلام......سرکار دوعالم ......فخر بنی آدم ......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے آج کی یہ عظیم الشان محفل پاک رمضان المبارک کے استقبال اور اس کی ریاضت وعبادت، تلاوت اور ذکر وفکر، بلکہ روزہ، نماز، تراویح اور اس کی پُرنور راتوں کو اللہ کریم کے حضور میں نفلی عبادات کے ذریعہ قرب الٰہی اور قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنے کی کوشش اور اس کے ضروری مسائل اور نفلی عبادات اور وظائف کا طریقہ کار اور ماہ رمضان کی آمد سے پہلے تیاری وآگاہی کیلئے منعقد کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فقط اپنی رحمت کاملہ کے صدقہ اور نبی کریم ......رؤف رحیم .....حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ومحبت سے سرشار ہو کر ہمیں اس پرنور مہینہ میں زیادہ سے زیادہ عبادات اور روزہ اور نماز، ذکر وفکر، توبہ واستغفار، نفلی عبادات اور نماز تراویح، صدقہ وخیرات، سابقہ گناہوں کی معافی، آئندہ گناہوں سے حفاظت، نیکی کرنے کی ہمت وتوفیق اور اللہ تعالیٰ سے رورو کر اعمال صالحہ پر استقامت کی دعائیں کرنی چاہئیں۔

اس ماہِ مبارک میں مومنین پر کیسے کیسے انعامات ربانی کا نزول ہوتا ہے۔ ایک

شاعر نے اس کی یوں ترجمانی فرمائی ہے۔

روزوں کا مہینہ آیا ہے — پیام خدا کا لایا ہے
سب دُور ہوئے ہیں اندھیرے — ہر سمت اُجالا چھایا ہے
شیطان کو کیا ہے قید اس نے — اللہ کی رحمت لایا ہے
سب روزے رکھو ایماں والو — اللہ نے یہ فرمایا ہے
قرآن پڑھو بخشش مانگو — سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے
اس ماہ میں رکھے جو سب روزے — اس شخص کی پلٹی کایا ہے
ہیں بند سبھی در دوزخ کے — جنت کا سروں پر سایہ ہے
نیکی میں لگو بدیاں چھوڑو — رمضان نے یہ سمجھایا ہے
جو لوگ ہیں طالب صحت کے — یہ ماہ انہیں راس آیا ہے
اس ماہ میں جنگ بدر میں — کفار نے چرکا کھایا ہے
شامل ہے قدر کی رات اس میں — جو رحمت رب کا سایہ ہے
خوش بخت ہے انصر وہ جس نے — رمضان کا مہینہ پایا ہے

حضرات ...... اس ماہ مبارک میں عبادت وریاضت کرنے کا کتنا بڑا ثواب وانعام اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد بھی یہ بیان کیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ معلوم ہوا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد وحید ہی عبادت الٰہی، اطاعت و بندگی ہے۔

حدیث پاک آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا۔ مَنْ قَامَہٗ اِیْمَانًا

وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ جس نے رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری جلد ا ص ۸۱۳ الترغیب والترہیب ص ۳۹۳)

حضرات محترم .... کتنی بڑی عظمت ورفعت قدر ومنزلت ہے اس ماہ مبارک کی بلکہ یہ وہ ماہ مبارک جس کی ہر ساعت ہر لحہ عظمت وشان والا ہے۔

ماہِ رمضان کی پہلی رات :

حضرات ذی وقار، واجب الاحترام دوستو!

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر رمضان المبارک کی آخری رات تک کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ جو بندہ مومن (اللہ کی رضا) کیلئے اس ماہ کی راتوں کو نماز پڑھتا ہے۔ (تراویح ہوں یا دیگر نوافل) تو اللہ تعالیٰ اس بندہ مومن کیلئے ہر سجدہ کے بدلے میں پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور سرخ یاقوت کا محل اس کیلئے جنت میں بناتا ہے۔ اس محل کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے کے اندر ایک سونے کا محل ہوگا، اس پر سرخ یاقوت کی کشیدہ کاری کی ہوگی۔ جب کوئی بندہ رمضان مبارک کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پچھلے رمضان کے اس دن تک کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ہر روز نماز فجر سے لیکر غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتہ اس کی بخشش کی دعا کرتا ہے۔ اور ہر سجدہ جو اس نے ماہ رمضان کے دن یا رات میں کیا ہو اس کیلئے اس کے بدلے میں ایک درخت (جنت) میں لگایا جاتا ہے۔ اس کا سایہ اس قدر دراز ہوگا کہ ایک گھوڑا سوار اس کے سایہ میں پانچ سو سال تک چلتا رہے۔ (الترغیب والترہیب ص ۳۹۵)

معلوم ہوا۔ کہ ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی خلوص نیت سے عبادت اور روزہ .....قرآن کی تلاوت.....توبہ واستغفار.....ذکروفکر.......حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہے اس کیلئے بہت ہی اجروثواب اور دنیا اور آخرت میں کامیابی ہے۔ اور کون بد قسمت ہے جو اتنے انعام واکرام کے باوجود گناہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام ادب و احترام اور خلوصِ نیت سے رمضان المبارک میں عبادت وریاضت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

کسی عاشق نے ماہ رمضان کی عظمت یوں بیان فرمائی۔

رحمتوں نوں لے کے آیا ماہ رمضان اے
ساریاں مہییاں توں ایہدی اُچی شان اے
دنیا دے اُتے ایہدا نور اَج چھا گیا
رحمتاں دے بحر وچ جوش ایہڈا آ گیا
کڈا ساڈے اُتے ہویا راضی رحمان اے
ستے ہوئے موٗمناں، جگائے توں نصیب نوں
یاد کر دلوں ہو کے رب دے حبیب نوں
ساڈا نبی سوہنیاں ساڈا دین تے ایمان اے

خوبصورت آنکھوں والی حوریں:

حضرات ذی وقار ....اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا زیادہ کرم ہے کہ ہمیں اپنے محبوب کریم رؤف رحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے صدقہ سے تمام مہینوں سے افضل واعلیٰ مہینہ عطا فرمایا اور اس میں عبادت کرنے کا بے حد وبے حساب ثواب عطا فرمایا۔ یہ خاص فضل وکرم اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر کیا۔ آیئے ایک حدیث جو کہ ''الترغیب و

الترہیب'' جلد۲ صفحہ ۴۰۰ پر امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی۔

حضرت ابومسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ جس دن .... ماہ رمضان کا چاند طلوع ہوا میں نے حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم سرکار دو عالم فخر بنی آدم پیغمبر اسلام احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا...... بندہ اگر جان لے کہ رمضان المبارک کس قدر برکات والا مہینہ ہے تو میری امت تمنا کرے کہ پورا سال ہی ماہ رمضان رہے۔ بنی خزاعہ کے ایک صاحب عرض کرنے لگے یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... رمضان المبارک کے فضائل و برکات کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

رمضان المبارک کیلئے ابتدائے سال سے انتہائے سال تک جنت کے حسن و جمال کو مزین کیا جاتا ہے لیکن جب رمضان کا پہلا روزہ ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے اشجار جنت کے پتے آپس میں بجنے لگتے ہیں۔ (جس سے ایک خوبصورت آواز پیدا ہوتی ہے) اس کو بصورت پُر نور ہواؤں میں خوبصورت آنکھوں والی حوریں اس کی طرف دیکھتی ہیں اور کہتی ہیں۔

اے ہمارے پروردگار ...... اے خالق کائنات ..... اے ملک ارض وسماوات اپنے بندوں میں سے اس مہینے میں ہمارے لئے شوہر بنا...... جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ پھر سرکار دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ ماہ رمضان کا ایک روزہ رکھتا ہے تو موتیوں کے خیمہ میں خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے۔ حُورٌ مَّقۡصُورٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۲) یعنی خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں۔

المختصر: حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ جنتی عورتوں میں کسی حور کی جھلک زمین کی طرف ہو جائے تو زمین و آسمان کے درمیان فضا روشن ہو جائے اور خوشبو بھر جائے ان کے خیمے موتی اور زمرجد کے ہوں گے۔

حوروں کے متعلق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... ان میں سے ہر عورت پر ستر جنتی حلے (لباس) ہوں گے لیکن ان کے حسن و جمال کا یہ عالم ہوگا کہ ایک رنگ دوسرے رنگ سے ملتا نہ ہوگا اور انہیں خوشبو کے ستر رنگ عطا ہوں گے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔ ہر عورت کی خدمت کیلئے ستر ہزار خادمائیں ہون گی اور ستر ہزار خادم ہوں گے۔ ہر خادم کے پاس سونے کا ایک طباق ہوگا جس میں ایسا لذیذ کھانا ہوگا کہ پہلے لقمہ سے لیکر آخری لقمہ تک ہر لقمہ کا مزہ مختلف ہوگا اور ان میں سے ہر عورت (جنتی عورت) کیلئے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے جن کے اندر موٹا ریشم بھر ہوگا۔ اس کے متعلق خالق ارض و سماء نے ارشاد فرمایا۔ سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴ پر مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۔ ایسے بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے اندر موٹا ریشم بھرا ہوا ہوگا۔

الغرض: سامعین کرام .... ہر بستر پر ستر تکیئے ہوں گے اور یہ سب کچھ اس کے شوہر کو بھی عطا کیا جائے گا۔ وہ سرخ یاقوت کے تخت پر ہوگا جس پر موتی جڑے ہوں گے اور اسے سونے کے دو کنگن پہنائے جائیں گے۔ یہ سب تو رمضان المبارک کے بدلا میں ہوگا۔ رمضان میں دوسرے اعمال صالحہ کا بدلہ اس کے علاوہ ہوگا۔ (انشاءاللہ)

کسی شاعر نے کیا خوب ان اعمال کی ترجمانی کی ہے۔

منائو خوشی کیا مہمان آیا
مبارک ہو پھر ماہ رمضان آیا

خبر اسی کے آنے کی تھی سال بھر سے
دنوں اور مہینوں کا سلطان آیا
سعادت سے پُر ہے یہ ماہ مبارک
اسی ماہ رمضان میں قرآن آیا
ثواب نوافل فرائض کے ہمسر
عطاء و سخاء پر ہے رحمان آیا
ہے اک رات صدہا مہینوں سے بہتر
خداوند عالم کا فرمان آیا

الغرض: سامعین محتشم ....اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار نعمتوں اور رحمتوں کا نزول فرمایا، جہاں اس ماہ مبارک میں بندہ مومن روزہ سے اپنے دلوں کو پُر نور اور نماز و فرائض اور تراویح سے اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس طرح اس ماہ مبارک میں نفلی عبادات اور وظائف سے اپنی مادی زندگی میں پُر نور انقلاب برپا کر سکتا ہے.....آیئے بندہ ناچیز آپ کو چند وظائف اور نفلی نمازوں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے، تاکہ ہم سب اس پر عمل کر کے اپنے اپنے قلوب و اذہان کو منور و معطر فرمائیں۔

رمضان کی پہلی شب اور اس کے وظائف :

حضرت محترم..........ماہ رمضان کی پہلی شب بعد نماز تہجد آسمان کی طرف منہ کر کے بارہ مرتبہ یہ دعا پڑھنی بہت ہی افضل و اعلیٰ عمل ہے لیکن اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول و آخر ۳۔۳ بار درود شریف اور ۱۲ بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْقَآئِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ ۔ یہ دعا انتہائی ذوق و شوق سے پڑھے اور اپنے لئے اور تمام اہل ایمان

کیلئے خصوصی دعا کریں۔

دوسرا عمل: ماہ رمضان المبارک کی پہلی شب بعد از نماز عشاء ایک مرتبہ سورۃ فتح پڑھنا بہت ہی افضل ہے لیکن طریقہ اس کا یہ ہے اچھی طرح طہارت کاملہ کے بعد ۱۱ بار درود شریف کا ورد کریں پھر سورۃ فتح کی تلاوت انتہائی سوز وگداز سے کریں۔ تلاوت کے بعد ۱۱ بار درود شریف پڑھ کر اپنے لئے تمام مومنین اور مومنات کیلئے خصوصی دعا کریں۔

تیسرا عمل: اس عمل کے تین فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ: جنت کا مستحق، دوسرا فائدہ: دوزخ سے آزادی، تیسرا فائدہ: گناہوں کی مغفرت۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

ماہ رمضان المبارک میں ہر روز ہر نماز کے بعد اس دعا کو تین مرتبہ پڑھنا بہت افضل ہے۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اِلَیْہِ تَوْبَۃَ عَبْدٍ ظَالِمٍ لَایَمْلِکُ نَفْسَہٗ ضَرًّا وَّنَفْعًا وَّلَامَوْتًا وَلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا۔

الحمد للہ۔ اس دعا کے بے شمار فوائد ہیں۔ اس کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت ہوگی۔ دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے آزادی ہو گی۔ تیسری مرتبہ پڑھنے سے جنت کا مستحق ہوگا۔

حضرات ذی وقار.......... اللہ اللہ کس قدر عطا وسخا ہے خالق کائنات کی کہ حضور ﷺ کے امتی پر...... اب خوشی سے جھوم جایئے...... اور وقت کو غنیمت جانیئے اور رمضان المبارک میں ذوق وشوق سے زیادہ سے زیادہ نفلی عبادات سے اپنے قلوب واذہان کی تطہیر کیجئے۔

شب قدر :

شب قدر ایک ایسی مبارک رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ اس لئے شب قدر

بہت ہی فضیلت والی رات ہے۔ لیلۃ القدر بامعنی عظیم رات کے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پھر ایک اور حدیث میں ہے۔ شب قدر طاق راتوں میں سے ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں رات یا انتیسویں رات میں تلاش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخری عشرہ کو پانچوں راتیں بڑی برکت او فضیلت والی ہیں۔

مفسرین اور صوفیاء کی اکثریت نے ۲۷ رمضان المبارک کو شب قدر قرار دیا ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو صبح تک عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ مجھے بہت ہی پسند ہے۔

علاماتِ شبِ قدر :

بزرگان دین نے شب قدر کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ یہ رات چمکدار اور شفاف ہوگی۔ نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ معتدل ہوگی۔ آسمان عموماً روشن نظر آئے گا۔ ستارے، بڑے واضح ہوں گے۔ اس رات کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے طلوع نہیں ہوتا، اس رات کو انسانوں اور جنوں کے سوا تمام چیزیں سجدہ میں گر جاتی ہیں مگر ان باتوں کا علم اہل کشف کو ہوتا ہے، ہر ایک کو پتہ نہیں چلتا۔

شبِ قدر میں قبولیت دعا :

شب قدر میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ شب قدر میں ایسی جامع دعا مانگیں۔ جو دونوں

جہانوں میں فائدہ بخش ہو۔ مثلاً اپنے گناہوں کی بخشش اور رضائے الٰہی کے حصول کی دعا مانگی جائے۔ ام المومنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ بتائیں کہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں کونسی دعا مانگوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو یہ دعا مانگ...... اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَا فَاعْفُ عَنِّیْ یَا غَفُوْرُ۔ اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو دوست رکھتا ہے مجھے بھی معاف کر دے۔ (ابن ماجہ)

اس کے علاوہ یہ اذکار بھی فائدہ مند ہیں۔ اگر ہو سکے تو ان کا کثرت سے ذکر کریں۔

(۱) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ (۳۱۳ بار اول آخر درود شریف ۱۱۔۱۱ بار)

(۲) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ (۵۰۰ بار اول آخر درود شریف ۱۱۔۱۱ بار)

(۳) یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ (۱۰۰ بار اول آخر درود شریف ۱۱۔۱۱ بار)

(۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

حدیث شریف میں ہے۔ ان کلمات کو ایک مرتبہ ورد کرنے سے بیس لاکھ نیکیاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ آئیے اس کو اپنا ورد جان بنا لیں۔ دنیا و آخرت میں ذخیرہ کریں۔ کل قبر میں..... حشر میں..... میزان پر کام آئے گا۔ انشاء اللہ

پانچ طاق راتوں کے نوافل :

عابدوں اور زاہدوں کے طریقہ کے مطابق ان پانچ طاق راتوں میں حسب ذیل طریقہ سے نوافل پڑھے جائیں۔ جن کا ثواب بے پناہ ہے۔

اکیسویں رات :

اکیسویں رات کو چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورہ قدر ایک ایک بار، سورۃ اخلاص ایک ایک بار پڑھے۔ بعد سلام کے ستر مرتبہ درود پاک پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کے حق میں فرشتے دعائے مغفرت کریں گے۔

اکیسویں شب کو دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک ایک بار، سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ بعد سلام کے نماز ختم کر کے ستر مرتبہ استغفار پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز اور شب قدر کی برکت سے اللہ پاک اس بندہ کی بخشش فرمائے گا۔

ماہ رمضان المبارک کی اکیسویں شب کو اکیس بار سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی بہت افضل ہے۔

تیئسویں رات :

ماہ مبارک کی تیئسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قدر ایک بار اور سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ پھر بعد سلام کے ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مغفرت گناہ کیلئے یہ نماز بہت افضل ہے۔

﴿﴾ تیئسویں شب کو آٹھ رکعت نماز نفل چار سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک ایک بار سورۃ اخلاص ایک ایک بار پڑھے، بعد سلام کے ستر مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما کر انشاء اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے گا۔

تیئسویں شب کو سورۃ یٰسین ایک مرتبہ سورۃ رحمٰن ایک مرتبہ پڑھنی بہت افضل ہے۔

پچیسویں شب :

ماہ رمضان کی پچیس تاریخ کی شب کو چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھے بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک ایک بار سورۃ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ ہر رکعت میں پڑھے بعد سلام کے کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) ایک سو دفعہ پڑھے۔ درگاہ رب العزت سے انشاء اللہ بے شمار عبادت کا ثواب عطا ہوگا۔

پچیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ بعد سلام کے ستر دفعہ استغفار پڑھے۔ یہ نماز بخشش کیلئے بہت افضل ہے۔

ماہ رمضان کی پچیسویں شب کو سات مرتبہ سورۃ دخان (پ ۲۵) پڑھے۔ انشاء اللہ اس سورۃ کے پڑھنے کے باعث عذاب قبر سے اللہ پاک محفوظ رکھے گا۔

❖ پچیسویں شب کو سات مرتبہ سورۃ فتح ہر مشکل کیلئے پڑھنا بہت ہی افضل ہے۔

انتیسویں رات :

انتیسویں رات کو چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک ایک بار سورۃ اخلاص تین تین بار بعد سلام کے سورۃ الم نشرح ستر مرتبہ پڑھے۔ یہ نماز کامل ایمان کیلئے بہت افضل ہے۔ انشاء اللہ اس نماز کے پڑھنے والے کو دنیا سے کامل ایمان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

ماہ رمضان کی انتیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک ایک بار سورۃ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ

پڑھے بعد سلام کے درود شریف ایک سو دفعہ پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو دربار خداوندی سے بخشش و مغفرت عطا کی جائے گی۔

ماہ رمضان المبارک کی انتیسویں شب کو سات مرتبہ سورۃ واقعہ پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ ترقی رزق کیلئے بہت افضل ہے۔

ماہ رمضان کی کسی شب میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورہ قدر پڑھنا بہت افضل ہے۔ انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے ہر مصیبت سے نجات حاصل ہوگی۔ اگر ہر روز نماز عشاء کے بعد سات مرتبہ سورۃ قدر پڑھ لی جائے تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

ستائیسویں رات بحیثیت شب قدر

حضور انور سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو مرد یا عورت یہ خواہش کرے کہ میری قبر نور کی روشنی سے منور ہو تو اسے چاہئے کہ ماہ رمضان کی شب قدر میں کثرت سے عبادت الٰہی بجالائے تاکہ ان مبارک اور متبرک راتوں کی عبادت سے اللہ پاک اس کے نامہ اعمال سے برائیاں مٹا کر نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے شب قدر کی عبادت ستر ہزار شب کی عبادتوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر میں ایماندار ہو کہ بغرض ثواب شب بیداری کرے، اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص رمضان کے روزے بحالت ایمان ثواب سمجھ کر رکھے، اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف جلد ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس بندہ پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا

بیٹھ کر اللہ سبحانہ' کا ذکر اور عبادت کرتا ہوتا ہے۔ پھر جب ان کی یعنی مسلمانوں کی عید (عید الفطر) کا دن ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ' اپنے ان بندوں کے سبب اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے فرشتو اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار۔ اس کی اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ اللہ سبحانہ' کہتا ہے۔ اے میرے فرشتو۔ میرے غلاموں میری لونڈیوں نے فرض ادا کر دیا۔ پھر وہ گھروں سے دعا کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے۔ قسم ہے اپنی عزت کی، اپنے جلال، اپنی بخشش، اپنے کرم، اپنے بلند مرتبہ اور اپنی بلند منزلت کی، میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ سبحانہ' فرماتا ہے۔ اے میرے بندو۔ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ میں نے تم کو بخش دیا۔ اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پس واپس ہوتے ہیں مسلمان عید گاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بیہقی، مشکوٰۃ شریف)

ستائیسویں شب کو دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ اخلاص سات سات مرتبہ پڑھے، بعد سلام کے ستر مرتبہ یہ تسبیح معظم پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کا پڑھنے والا اپنے مصلے سے نہ اٹھے گا کہ اللہ پاک اس کے اور اس کے والدین کے گناہ معاف فرما کر انہیں بخش دے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اس کے لئے جنت آراستہ کرو اور فرمایا کہ وہ جب تک تمام بہشتی نعمتیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا اس وقت تک موت نہ آئے گی۔ مغفرت کے لئے یہ نماز بہت ہی افضل ہے۔

ستائیسویں شب کو دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ الم نشرح ایک ایک بار سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ بعد سلام کے ۲۷ مرتبہ سورۃ قدر پڑھے۔ انشاء اللہ بے شمار عبادت کا ثواب ملے گا۔ یہ نماز بہت ہی افضل ہے۔

جو شخص دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد انا انزلنا ایک بار، سورۃ اخلاص تین بار پڑھے تو اس کو شب قدر کا ثواب حاصل ہوگا اور ثواب حضرت ادریس، حضرت شعیب حضرت ایوب، حضرت داؤد، حضرت نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسا عطا ہوگا فضیلت کے اعتبار سے، ورنہ انبیاء کا مقام بہت اعلیٰ ہے اور اس کو ایک شہر جنت میں دیا جائے گا، جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔ (فضائل ایام والشہور)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف، قل ھو اللہ سات بار بعد ختم نماز......

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ ستر مرتبہ پڑھے۔ تو یہ اپنے مصلے سے نہ اٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا۔ اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کیلئے جنت میں میووں کے درخت لگاتے رہیں، محل تعمیر کرتے رہیں۔ نہریں بناتے رہیں، یہ پڑھنے والا ان کو جب تک اپنی آنکھ سے خواب میں نہ دیکھ لے گا اس وقت تک اس کو موت نہ آئے گی۔ (تفسیر یعقوب چرخی)

جو شخص چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے ایک بار اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھے۔ اس پر موت کی سختی آسان ہوگی۔

عذاب قبر اُٹھ جائے گا اس کو جنت میں چار ستون ملیں گے۔ جن کے ہر ستون پر ہزار محل ہوں گے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱)

جو شخص ستائیسویں شب چار رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تین بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار پڑھے۔ اور بعد ختم نماز

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر

پڑھے تو جو دعا مانگے قبول ہوگی۔

جو شخص ستائیسویں شب رمضان میں چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے انا انزلنہ ایک بار قل ھو اللہ ستائیس بار پڑھے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہوا ہے اور اس کو جنت میں ہزار محل ملیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ انا انزلنہ پڑھے تو اسے ہر مصیبت سے نجات ملے۔ ہزار فرشتے اس کیلئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، نزہۃ المجالس، فضائل ایام والشھور)

ستائیسویں شب کو ساتوں حٰمٓ پڑھے۔ یہ ساتوں حٰمٓ عذاب قبر سے نجات اور مغفرت گناہ کیلئے بہت افضل ہے۔

ستائیسویں شب کو سورۃ ملک سات مرتبہ پڑھنا، مغفرت گناہ کیلئے بہت فضیلت کی بات ہے۔

شب قدر کے وظائف :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں اس میں کیا پڑھوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَا فَاعْفُ عَنِّيْ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ۔

اے اللہ بیشک تو معاف کرنے والا کریم ہے اور معافی چاہنے والے کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے معاف کردے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سجدے میں تھے۔ تو میں نے آپ کے پاس جا کر کان لگایا تو آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اعوذبعفوك من عقابك اعوذبرضاك من سخطك اوعوذبك منك جل وجهك اللهم لا حصي ثناء عليك انت كما اثنيت علي نفسك۔

یا اللہ میں تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں تیری سزا سے اور تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں تیرے غصے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیری سختیوں سے اور یا اللہ میں آپ کی تعریف کا شمار نہیں کرسکتا۔ آپ کی ذات ایسی بلند و بالا ہے جیسے آپ نے بیان کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں عشاء کے بعد سات مرتبہ سورۃ قدر پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر بلا سے محفوظ اور مصیبت سے نجات دیتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اس کیلئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔

❁ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شب قدر میں صدق دل سے تین مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کہے تو اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ کہنے پر اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ دوسری مرتبہ کہنے پر اس کو جہنم سے آزاد کردیتے ہیں تیسری مرتبہ کہنے پر جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اس کے بعد سات

مرتبہ سورۃ اخلاص پھر سلام پھیرنے کے بعد.....

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

ستر مرتبہ پڑھے تو اس کا پڑھنے والا مصلّے سے نہ اٹھنے پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت و بندگی اور ریاضت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اعمال حسنہ کی پیروی نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنَ

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ۔

جب رمضان آتا ہے تو آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہ رمضان المبارک

مژدہ اے دل کہ تیرے درد کا درماں آیا　　رحمتیں بانٹنے اللہ کا مہماں آیا
جس سے روشن ہوا ہر گوشہ ایوان خیال　　حق کی جانب سے وہ خورشید درخشاں آیا
آپ آئی ہے اجابت مرے گھر چل کر　　آپ چل کر مرے گھر چشمہ ....آیا
سب کی بخشش کا وسیلہ غم عصیاں کا علاج　　ہر مسلماں کی تسکین کا ساماں آیا
رحمت خالق کونین کا بحر مواج　　پئے سیرابی گلزار دل و جاں آیا
حق کی رحمت کا نشاں میری دعاؤں کا اثر　　صورت اکبر سوئے موختہ جاناں آیا
بھول جاؤں نہ کہیں تشنہ لبوں کی فریاد　　زندہ کرنے کو مرا جذبہ ایماں آیا
یہ شرف کسی اور ماہ کو حاصل نہ ہوا　　لے کے انعام الٰہی تہہ داماں آیا
اسکی عزت میں ذرا فرق نہ آنے پائے　　سال کے بعد ترے گھر میں یہ مہماں آیا

کر گیا میرے دل و جاں کو روشن اعظم
ایک نظارہ جو صد حسن بہ داماں آیا

☆☆☆☆☆☆

(نیر اعظم صفحہ ۹۴)

استقبالِ رمضانُ المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ

حضرات محترم .... اللہ تعالیٰ جل جلالہ عمّا نوالہٗ کی حمد وثناء کے بعد نبی کریم رؤف رحیم ،نور مجسم ،شفیع معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں لاتعداد مرتبہ درود پاک ہو جن کے صدقے سے اللہ کریم جل جلالہٗ نے ہم کو یہ عظمت والا ، برکت والا ، رحمت والا ، بخشش والا ، صبر والا ہمدردی والا رمضان المبارک عطا فرمایا ہے۔ ہر طرف آمد آمد ماہ رمضان ہے.......... ہر طرف نور کا سماں ہے.......... ہر طرف رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے، مومنوں کے چہرے پُرنور ہو رہے ہیں.......... ہر طرف مساجد کو آباد کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہو رہا ہے .... بزرگوں ، نوجوانوں میں بلکہ بچوں میں بھی نماز فرض روزے اور نماز تراویح اور تسبیحات کا ورد اور وظائف کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مصطفےٰ ﷺ اور دنیا و آخرت میں کامیابی اور بخشش کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے.......... آیئے اس پُرنور اور عظمت و رفعت والے مہینہ کے فضائل و برکات کو سماعت فرما کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ایک شاعر نے اس کی یوں ترجمانی فرمائی ہے۔

ماہ رمضان کا چاند ظاہر ہوا
فضل کی بدلیاں چار سو چھا گئیں

رحمت کبریا جوش میں آگئی
بارشیں فیض و عرفاں کی برسا گئیں
حق تعالیٰ نے اس ماہ ذیشان میں
کیسے کیسے انعامات بخشے ہمیں
ایک رمضان دنیا میں کیا آگیا
عرش کی نعمتیں فرش پر آگئیں

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب ماہ مبارک کی آمد ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو پُرنور خطبہ ارشاد فرماتے جس میں تمام ماہ مبارک کے فضائل برکات کو بڑی فصاحت وبلاغت سے بیان فرماتے اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے اپنے اپنے قلوب واذہان کو منور ومعطر فرمانے کی کوشش کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰه
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰه
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا نَبِیَّ اللّٰه
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰه

انوار رمضان بزبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی زبان مبارک سے اعلان فرمایا۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَّقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً

فِيمَا سِوَاهُ ۔ (مشکوٰۃ)

اے لوگو تم پر عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے شَهْرٌ مُبَارَكٌ یہ مہینہ برکت والا ہے جس کی ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں بہتر ہے۔ یہ وہ مہینہ جس کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں اور جس کی راتوں کو قیام کرنا نفل بنایا جو اس ماہ میں نفلی بھلائی ست قرب الٰہی حاصل کرے تو گویا اس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور اس میں ایک فرض ادا کرے تو ایسا ہوگا جیسے اس نے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔

یہ صبر کا مہینہ ہے :

وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ ۔ (مشکوٰۃ)

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

آیئے دیکھیں اللہ تعالیٰ کن کن لوگوں سے محبت کرتا ہے ان آیات بینات کا ذکر خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (آل عمران:۱۳۴)

اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۔ (آل عمران:۱۴۶)

اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے تکلیفوں پر صبر کرنے والوں سے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۔ (آل عمران:۱۵۹)

بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ (سورۃ المائدہ:۴۲)

بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔

معلوم ہوا ....اللہ تعالیٰ ......احسان کرنے والوں سے ....تکلیفوں پر صبر کرنے والوں سے ....توکل کرنے والوں سے ....انصاف کرنے والوں سے۔ محبت کرتا ہے۔ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔

صبر کا اجر بہت زیادہ ہے۔ آیئے قرآن پاک اور اللہ کریم جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ صبر کی جزا کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

یَا اَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُو اسْتَعِیْنُو ابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (پ۲)

اے ایمان والو مدد طلب کیا کرو صبر اور نماز (کے ذریعہ) سے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔ (پ۴ آل عمران: ۱۴۶) اور اللہ پیار کرتا ہے (تکلیفوں میں) صبر کرنے والوں سے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

صبر کی دو قسمیں ہیں۔ مصیبت کے وقت صبر اچھا ہے، اور اس سے بھی اچھا صبر اللہ کے محارم سے صبر کرنا (یعنی نفس کو حرام کاموں سے روکنا)

❁ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کی تین قسمیں ہیں۔ مصیبت پر صبر کرنا۔ اطاعت پر صبر کرنا اور معصیت سے صبر کرنا۔

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں سواری پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے بیٹے کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھادوں جن سے اللہ تمہیں نفع دے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کو یاد رکھو، اللہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کو یاد رکھو تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے، اللہ تعالیٰ کو تم آسانی میں یاد رکھو وہ تمہیں مشکل میں یاد رکھے گا۔ اور جو جان لو کہ جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تم سے ٹلنے والی نہیں تھی، اور جو مصیبت تم سے ٹل گئی ہے وہ تمہیں پہنچنے والی نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ تمہیں جس چیز کے دینے کا ارادہ نہیں کیا تمام مخلوق بھی جمع کر تمہیں وہ چیز نہیں مل سکتی۔ اور جو چیز اللہ تمہیں دینا چاہے تو سب مل کر اس کو روک نہیں سکتے قیامت کی تمام باتیں لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے جب تم سوال کرو تو اللہ سے کرو اور جب تم مدد چاہو تو اللہ سے چاہو، اور جب تم کسی کا دامن پکڑو تو اللہ کا دامن پکڑو اور شکر کرتے ہوئے اللہ کیلئے عمل کرو اور جان لو کہ ناگوار چیز پر صبر کرنے میں چیز کثیر ہے اور صبر کے ساتھ نصرت ہے اور تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے اور مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

صبر وہ چیز ہے کہ دنیا میں جو بھی چیز کامل نظر آتی ہے اس کو یہ کمال صبر کی بدولت حاصل ہوا شاخوں پر پھل صبر نہ کرتے تو کامل اور شیریں نہ ہوتے۔ کاملین مشائخ اور اساتذہ کی صحبت میں محنت اور ریاضت پر صبر نہ کرتے تو کامل نہ ہوتے نیز انسان کو اپنی ہر راہ میں صبر آزما مصائب سے سابقہ پڑتا ہے۔ کامیابی سے وہی شخص ہمکنار ہوتا ہے جو صبر اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا عادی ہو۔ پس یہ گراں بہا وصف انسان کو روزہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر صبر بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) تکالیف پر صبر (۲) عبادت پر صبر (۳) گناہوں کے ترک پر صبر۔ اور یہ تینوں روزہ میں موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اَلصَّبْرُ ضِیَاءٌ۔ صبر ایک روشنی ہے۔

لہذا روزہ تینوں اقسام صبر کی مجموعہ، طاقت کے ساتھ باطن کیلئے قوی روشنی اور ضیاء ہے۔ اللہ کریم صبر کرنے والے کو اجر بے حساب عطا کرتا ہے۔

بے حساب اجر:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (پ۲۳ الزمر:۱۰) (مصائب وآلام میں صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ (ترجمہ جمال القرآن)

حضرات.........ان قرآنی آیات سے معلوم ہوا صبر کرنے والوں کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے صبر کرنے والے سے خدا محبت کرتا ہے۔ صبر کرنے والے کو اجر بے حساب دیا جائے گا۔

غمخواری کا مہینہ :

پیارے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ ۔ (مشکوٰۃ) یہ غرباء کی غمخواری کا مہینہ ہے۔

وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ۔ (مشکوٰۃ) یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اس کی گردن آگ سے آزاد ہو گی اور اسے روزہ دار کا سا ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کمی ہو۔ صحابہ کرام عرض کیا کہ ہم میں سے ہر شخص وہ نہیں پاتا (یعنی اتنی استطاعت نہیں رکھتا) کہ روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مُذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے گا۔ جو روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

جہنم سے آزادی کا مہینہ :

حضور سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ)

فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اور اس مہینہ میں جو اپنے ماتحت سے کام میں تخفیف کرے اس شخص کو بخش دیا جائے گا اور آگ سے آزاد کر دیا جائے گا۔

حضرات محترم .... سرکار دو عالم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان سے معلوم ہوا کہ یہ مہینہ بہت ہی عظمت والا، برکت والا، بخشش و رحمت والا ہے، یہ مہینہ اللہ کریم نے ہم کو کیوں دیا۔ ہم تو اس قابل نہیں تھے ہم تو گناہ گار تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کریم کا اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے کہ اے محبوب ہم آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اس لئے رمضان مبارک کا مہینہ عطا فرمایا کہ محبوب کی امت گناہ گار ہے اس کی بخشش کا بہانہ بن جائے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ولسوف یعطیك ربك فترضی۔ (الضحیٰ:۵) اور عنقریب آپ کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (ترجمہ جمال القرآن)

دو خوشیاں :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ نبی مکرم ..... نور مجسم ..... رسول محتشم ..... احمد

مجتبیٰ......محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ بنی آدم کے تمام اعمال کا بدلہ دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ جتنا بھی اللہ تعالیٰ چاہے۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ اِلَّا الصَّوْمَ ۔ مگر روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ ۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

کیونکہ وہ میرے لئے اپنی خواہشات اور کھانا چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خدا کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کی منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱/ص ۴۶۶)

یہ مہینہ بھی ہم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملا۔

شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی۔

لا رب العرش جس کو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی
جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا

نماز ملی تو حضور کے صدقہ سے ...... جان ملی تو حضور کے صدقے سے
اولاد ملی تو حضور کے صدقے .... مال ملا تو حضور کے صدقے
قرآن ملا تو حضور کے صدقے .... رمضان ملا تو حضور کے صدقے
ایمان ملا تو حضور کے صدقے .... عرفان ملا تو حضور کے صدقے

ہاں ہاں......بلکہ رحمان ملا تو حضور ﷺ کے صدقے سے۔

نیکی کی طرف آؤ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی پیاری زبان سے ارشاد فرمایا۔

اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیٰطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ)

جب پہلی رات رمضان المبارک کی آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ۔

اور ان میں سے کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔

حضرات گرامی! یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں............

رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

برکتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

رفعتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

بخشش کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

لیکن......ان رحمتوں اور رفعتوں کے ماہ مبارک میں دوسری سعادت یہ بندہ مومن کو ملتی ہے کہ بندہ بُرائی سے باز آ جاتا ہے، گناہ سے دور ہو جاتا ہے۔ جس کے متعلق مدینہ کے تاجدار......احمد مختار......سید الابرار......نور الانوار......امت کے غم خوار......نبیوں کے

تاجدار......رسولوں کے سردار......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

وَ نَادٰی مُنَادِیًا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ ۔ ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے نیکی اور بھلائی کی طرف آؤ۔

وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ ۔ اے برائی اور بدی کے چاہنے والے برائی سے رک جا۔

ساری رات منادی ہوتی رہتی ہے .... اے جھوٹ بولنے والے رک جا

اے غیبت کرنے والے رک جا .... اے چغلی کرنے والے رک جا

اے کم ناپنے والے رک جا .... اے ظلم کرنے والے رک جا

اے والدین کی نافرمانی کرنیوالے رک جا...... اے بد دیانتی کرنے والے رک جا

اے شرابی شراب پینے سے رک جا۔اے ذخیرہ اندوزی کرنے والے رک جا

اے فلم دیکھنے والے فلم بینی سے رک جا.......... اے اولیاء اللہ کے گستاخ شان اولیاء کی گستاخی سے رک جا۔

اے انبیاء کی شان کی گستاخی کرنے والے انبیاء کی گستاخی سے رُک جا

رحمت کی برسات :

سرکار دو عالم تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا رمضان مبارک کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیٰطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ ۔ (مشکوٰۃ)

جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت

میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

کسی شاعر نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے۔

سعادت کی جلو میں رحمت پر وردگار آئی
مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا
درمیخانہ وحدت کے در جبرئیل نے کھولے
ترستے تھے جسے میخوار گردش میں وہ جام آیا

روزہ فرض ہے :

معزز سامعین کرام .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر روزہ فرض کیا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ : ۱۸۲)

اے ایمان والو..... فرض کئے گئے ہیں تم پر روزے جیسے فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے اگر تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (ترجمہ جمال القرآن)

وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران : ۱۳۰)

اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے۔

اب اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول مقبول ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ جو آپ کا امتی رمضان المبارک کے روزے رکھے گا اس کو کیا ملے گا تو حضور نبی کریم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی زبان

اقدس سے فرمایا۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ (مشکوٰۃ)

جو ایمان واخلاص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ایمان والے کون؟ :

حضرات محترم ....اس فرمان عالیشان سے معلوم ہوا کہ ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھنے والے کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایمان والے کون ہیں۔ ہر انسان کہتا ہے میں ایمان والا ہوں۔ سنی کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں۔ وہابی کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں۔ دیوبندی کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں۔ ہم اللہ کریم جل شانہٗ کے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فیصلہ فرمادیں کہ ایمان والے کون ہیں۔

مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(بخاری)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حضرات ذی وقار ....فیصلہ ہوگیا جس کے سینے میں

رفعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی.......اس کا ایمان کامل ہوگا

محبت رسول اللہ ﷺ کی ہوگی.......اس کا ایمان کامل ہوگا

عقیدت رسول اللہ ﷺ کی ہوگی.......اس کا ایمان کامل ہوگا

تعظیم رسول اللہ ﷺ کی ہوگی.........اس کا ایمان کامل ہوگا

توقیر رسول اللہ ﷺ کی ہوگی.........اس کا ایمان کامل ہوگا

عظمت رسول اللہ ﷺ کی ہوگی.........اس کا ایمان کامل ہوگا

عزت رسول اللہ ﷺ کی ہوگی.........اس کا ایمان کامل ہوگا

وہی ایمان وایقان بلکہ کامل الایمان والا ہوگا اگر یہ سعادت اس انسان کے پاس نہیں ہوگی تو اس کا ایمان نہیں ہوگا۔ اس کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ آج کل لوگ

نماز کو ایمان کہتے ہیں .... روزہ کو ایمان کہتے ہیں

حج کو ایمان کہتے ہیں .... زکوٰۃ کو ایمان کہتے ہیں

تبلیغ کو ایمان کہتے ہیں .... ذکر و فکر ایمان کو کہتے ہیں

بیشک یہ تمام اعمال برکت وعظمت والے ہیں اگر یہ اعمال محبت اور نسبت، عقیدت عزت، رفعت رسول اللہ ﷺ سے خالی ہوں تو یہ اعمال بیکار ہو جاتے ہیں اگر یہ اعمال عشق مصطفےٰ ﷺ کے نور سے منور ہیں تو یہ اعمال پُرنور بلکہ نور اعلیٰ نور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ

نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

محبت رسول ﷺ جزو ایمان ہے اعمال کا ثواب اور اجر ملے گا جب ایمان اور عقیدہ

درست ہوگا۔

تربیت ماہ رمضان :

یہ ماہ مبارک تعلیم وتربیت کا بہترین مہینہ ہے۔ایک روایت میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔

روزے کے سوا ہر عمل کی جزا جنت :

حضرات محترم ....جب انسان اپنا ایمان صحیح کر کے سینہ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلا کر کوئی بھی نیکی کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔آیئے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کی زبان سے فرمایا۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلُ ابْنِ اٰدَمَ یُضْعِفُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةَ ضَعْفٍ۔ (مشکوٰۃ۔بخاری۔مسلم)

کہ (اس ماہ میں) انسان کی ساری نیکیاں دس گناہ سے سات سو گناہ تک بڑھائی جاتی ہیں۔

حضرات محترم..........اس فرمان عالیشان سے معلوم ہوا۔کہ ہر انسان کو نیک عمل کی جزا سات سو گنا تک ملتی ہے........تو عمل کی جزا جنت ہے..........ہر عبادت کی جزا جنت

ہے.........نماز کی جزا جنت ہے.........حج کی جزا جنت ہے.........عمرہ کی جزا جنت ہے.........زکوٰۃ کی جزا جنت ہے ....تلاوت قرآن کی جزا جنت ہے ....جہاد کی جزا جنت ہے.........والدین اطاعت کی جزا جنت ہے.........واعظ کی جزا جنت ہے.........صدقے کی جزا جنت ہے ....ذکر خدا کی جزا جنت ہے ....درود پاک کی جزا جنت ہے.......سبحان اللہ ہر عبادت کی جزا جنت ہے مگر روزہ دار کے متعلق خالق دوجہاں نے فرمایا۔قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلاَّ الصَّوْمُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (مشکوٰۃ)

سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور روزہ کا بدلہ جنت والا۔رب دوجہاں جل جلالہٗ

حضرت آدم علیہ السلام بھی روزہ رکھتے تھے :

حضرات محترم .... اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔(پ۲)

یعنی تم سے پہلے انبیاء کرام اور گذشتہ امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے۔

ایک روزہ کا ثواب ایک لاکھ سال کا :

حضرات محترم .... سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۴۵۲ پر فرماتے ہیں۔

امیر المومنین سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔میں ایک دن دوپہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔میں نے سلام کیا۔آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا۔اے علی.....یہ

جبرئیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں ۔ میں نے جواباً عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ پر اور ان پر بھی سلام ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ چنانچہ میں قریب ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ عنہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں کہتے ہیں ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھو۔

- پہلے دن کے بدلے دس ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔
- دوسرے دن کے بدلے تیس ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔
- تیسرے دن کے بدلے ایک لاکھ سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ

کیا یہ ثواب صرف میرے لئے ہے یا تمام لوگوں کیلئے عام ہے۔

نبی کریم ﷺ نے وماینطق عن الھوی کی زبان اے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور وہ لوگ جو تیرے بعد یہ عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ ثواب عطا فرمائے گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کون سے دن ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایام بیض، تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے دن۔

ایک صحابی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ان دنوں کو ایام بیض کیوں کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو سورج کی گرمی نے آپ کے جسم مبارک کو سیاہ کر دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اے آدم علیہ السلام کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا جسم سفید ہو جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا پھر آپ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلا روزہ رکھا تو جسم کا تہائی حصہ سفید ہو گیا۔ دوسرے دن روزہ رکھا تو دو تہائی حصہ سفید ہو گیا۔ تیسرے دن روزہ رکھا تو پورا جسم سفید ہو گیا۔ لہٰذا ان دنوں جو ایام بیض کہا گیا۔ سب سے پہلے آدم علیہ السلام پر روزہ فرض کیا گیا۔ (غنیۃ الطالبین ص ۴۵۲)

آگ سے ستر ہزار سال کی دوری :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے.....

من صام یوم فی سبیل اللہ بعد اللہ وجهه عن النار سبعین خریفا۔ (مرات جلد سوم ص ۱۱۷)

جو اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ اسے آگ سے ستر سال کی راہ دور رکھے گا۔

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے..........

من صام یوما فی سبیل اللہ جعل اللہ بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض۔ (ترمذی، مرات ج ۳ ص ۱۹۲)

کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایسی خندق کر دے گا جیسی آسمان اور زمین کے درمیان۔

حضرات محترم ....ان تین احادیث سے معلوم ہوا کہ ساری برکت وعظمت اور بخشش ہم کو حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے میں ملی ہے۔ کیوں نہ ہم رمضان المبارک کے روزے رکھ کر اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش حاصل کرلیں۔

علامہ اقبال درویش لاہوری فرماتے ہیں۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں

حضرات محترم .... اگر اللہ کریم جل جلالہٗ نے آپ کو مال عطا کیا ہے پھر اس کی زکوٰۃ فرض کردی ہے۔ اگر سال بھر کی زکوٰۃ نکال دی جائے تو مال میں برکت آجاتی ہے۔ مال پاک صاف، طیب وطاہر ہو جاتا ہے، آیئے پیارے آقا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ ہمارے جسم کی زکوٰۃ کیا ہے؟ حضور نبی کریم، آقائے دوعالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی پیاری زبان سے فرمایا۔

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَّزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

جو انسان نفس کی اصلاح کیلئے روزہ رکھے گا تو وہ انسان شیطان کے فریب کاریوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس جسم پاک اور اس کی روح نفیس ہو جائے گی۔ اس کے دل میں سرور اور چہرے پر نور آجائے گا۔

روزہ دار اللہ کا محبوب ہے :

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملتے وقت۔ (شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۳۵)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ۔

روزہ دار کی منہ کی بو اللہ کریم (جل جلالہٗ) کو مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

(شرح مشکوٰۃ ج۳ ص۱۳۵)

حضرات محترم ....جس روزہ دار کی منہ کی بو اللہ کریم مشک سے زیادہ پسند ہو وہ انسان اللہ کریم کو کس قدر محبوب ہوگا اور جو انسان اللہ کا محبوب بن جائے وہ اللہ کی ساری مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ روزہ دار سے محبت فرماتا ہے۔ تو مومن کیوں نہ اس سے محبت کریں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی پیاری زبان سے اعلان فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل سے ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے محبت فرماتا ہے۔ اس لئے تم اس سے محبت رکھا کرو تو جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور جبرئیل آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ اس لئے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر زمین پر بھی اس شخص کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

(خزائن العرفان)

حضرت محترم ....اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روزہ دار سے اللہ کریم محبت فرماتا ہے۔ آیئے غور کریں کہ روزہ دار سے کون کون محبت فرماتے ہیں۔

روزہ دار اصفیاء کے محبوب	روزہ دار انبیاء کے محبوب
روزہ دار اسخیاء کے محبوب	روزہ دار اتقیاء کے محبوب

روزہ دار اصحاب کے محبوب　　روزہ دار اولیاء کے محبوب
روزہ دار اغیاث کے محبوب　　روزہ دار اقطاب کے محبوب
روزہ دار ولیوں کے محبوب　　روزہ دار محدثین کے محبوب
روزہ دار مجددین کے محبوب　　روزہ دار عارفین کے محبوب
روزہ دار کاملین کے محبوب　　روزہ دار عاملین کے محبوب
روزہ دار ذاکرین کے محبوب　　روزہ دار مومنین کے محبوب

ہاں ہاں ...... سنوسنواے اہل دل

روزہ دار تو زمین والوں کے محبوب

زماں والوں کے محبوب　　زمیں والوں کے محبوب
مکاں والوں کے محبوب　　مکیں والوں کے محبوب
عرش والوں کے محبوب　　فرش والوں کے محبوب

حضرات ذی وقار .... ذرا توجہ فرمائیں ....روزہ دار اللہ کریم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی محبوب......الغرض! روزہ دار کی عظمت وفضیلت میں آخری حدیث پیش کر کے اجازت طلب کروں گا۔

حضرات محترم......روزہ بھی روزہ دار کیلئے قبر میں شفاعت کرے گا۔ (انشاءاللہ عزوجل)

قبر کا ساتھی :

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ۔روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ ۔ روزے عرض کریں گے۔ اے خالق کائنات اے ہمارے رب میں نے اس روزہ دار کودن میں کھانے اور شہوت سے روکا۔ لہٰذا اس روزہ دار کے حق میں میری شفاعت قبول

فرما۔اسکے بعدقرآن کی تلاوت کرنے والوں کیلئے قرآن اس طرح شفاعت کرے گا۔

اَلقُرآنُ مَنَعتُہُ النَّومَ بِاللَّیلِ فَشَفِّعنِی فِیہِ فَیُشَفَّعَانِ۔(رواہ البیہقی،شعب الایمان)

اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روکا لہٰذا اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے اوراس بندہ مومن کو جنت میں اعلیٰ مقام عطافرمائے گا۔

الغرض ....حضرات محترم روزہ ایک ایسی عبادت ہے اس کوادا کرنے والے ہر جگہ کامیاب ہوجائیں گے۔اس لئے روزہ سب سے افضل عبادت ہے۔

روزہ ریا کاری سے محفوظ ہے .... روزہ دار کو دیدار خدا ہوگا

روزہ روح کی غذا ہے .... روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے

روزہ دل کی روشنی اور آنکھوں کا نور ہے.......روزہ اسلام کی روح ہے

روزہ قبر کا ساتھی ہے .... روزہ قبر کا نور ہے

روزہ روح کی معراج ہے.................روزہ حلاوت ایمان ہے

روزہ حب الٰہی کا زینہ ہے.............روزہ رہنمائے جنت ہے

روزہ مومن کی شفاعت کا ضامن ....روزہ مجسم صبر ہے

روزہ نفس کی موت ہے ....روزہ اُخروی سرخروئی کا ذریعہ

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ۔(پ۲)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی

شان رمضان دی رب نے ودھائی اے

شان رمضان دی رب نے ودھائی اے
رحمتاں دی جھڑی میرے سوہنے مولا لائی اے

ہر پاسے رونقاں نرالیاں نیں لگیاں
رب سوہنے دیاں نالے رحمتاں نیں وسیاں
لیلۃ القدر ایس مہینے چہ آئی اے
شان رمضان دی رب نے ودھائی اے

سحری ویلے منہ اندھیرے لوکی اٹھ دے
رکھ دے نیں روزہ تے رب اگے جھک دے
آپ سرکار جیہدی صفت فرمائی اے
شان رمضان دی رب نے ودھائی اے

ایس مہینے رب بھیجیا قرآن نوں
تے نالے سوہنے نبی آکے دسیاں جہان نوں
اللہ پاک روزے دی جو عظمت بنائی اے

شان رمضان دی رب نے ودھائی اے

میرے آقا دیاں شاناں نرالیاں تے سوہنیاں
پوریاں نے آقا دے دوارے آساں ہونیاں
نقشی دے دل وچ گل ایہہ سمائی اے
شان رمضان دی رب نے ودھائی اے
رحمتاں دی جھڑی میرے سوہنے مولا لائی اے

سحری وافطاری کے برکات وفضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ○ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ

سامعین ذی وقار .... اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں اپنے محبوب کریم رؤف رحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے بے شمار اعمال کے ذریعے قرب الٰہی اور قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دنیا وآخرت مین کامیابی وکامرانی، آخرت میں شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار الٰہی سے اپنی آنکھوں کو پُرنور کرنے کی سعادت عطا فرمائی

سامعین محترم .... جب کسی کام کے آغاز سے پہلے آقائے دوعالم..... نورمجسم ......رسول محتشم ......احمد مجتبیٰ ......محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس نواز میں ہدیہ عقیدت کے پھول پیش نہ کیے جائیں تو اس وقت تک کوئی کام بارگاہ الوہیت میں قبول ومنظور نہیں ہوتا۔

برکات درود شریف :

حضرات ذی وقار ـــــ اللہ کے رسول .... نبی بے مثال ......رسول مقبول...... آمنہ کے لال.....پیکر حسن وجمال ......صاحب شرف وکمال.....احمد مختار.......سید

الابرار......نورالانوار، امت کے غم خوار......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفےٰ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ

قَالَ اَوْلیٰ النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلیَّ صَلَاةً (الترغیب والترہیب، ترمذی وابن حبان)

قیامت کے روز لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (اس دنیا میں) ان میں سے سب سے زیادہ درود شریف بھیجتا ہے۔

فائدہ : کتنی عظمت وعزت ہے۔ درود شریف پڑھنے والوں کی۔ آیئے اس عظمت و رفعت کو حاصل کرنے کیلئے چند بار انتہائی ذوق وشوق سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه

وَعَلیٰ اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللّٰه

سامعین محترم .... اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں رمضان المبارک حضور نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے عطا فرمایا۔ اس ماہ مبارک کی بڑی عظمت ورفعت ہے اس ماہ مبارک کا لمحہ لمحہ بلکہ شب وروز نورعلیٰ نور ہے۔ اسی عظمت وشان کو بیان کرتے ہوئے امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔

روزہ دار کیلئے جنت کا انعام :

حضرات محترم .... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی (ایسا) عمل بتائیں (جس سے جنت میں داخل ہو جاؤں)

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لا عدل لَهٗ۔روزہ رکھواس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔

میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی اور عمل بھی بتائیں۔امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لا عدل لَهٗ۔روزہ رکھواس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔

(سنن النسائی۔احمد،ابن حبان،ابن خزیمہ،والحاکم)

سامعین ذی وقار...........اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

تمام اعمال بہت ہی..........افضل واعلیٰ ہیں

نماز بہت ہی........افضل واعلیٰ عبادت ہے

زکوٰۃ بہت ہی.......افضل واعلیٰ عبادت ہے

حج بہت ہی.......افضل واعلیٰ عبادت ہے

ذکر وفکر بہت ہی.....افضل واعلیٰ عبادت ہے

تبلیغ دین بہت ہی افضل واعلیٰ عبادت ہے

صدقہ وخیرات بہت افضل واعلیٰ عبادت ہے

لیکن دوسرے دیگر اعمال صالحہ ایک دوسرے سے افضل بھی ہیں اور اعلیٰ بھی مگر روزہ تمام بدنی اور جسمانی، مالی عبادات سے افضل بھی ہے اور اعلیٰ بھی ہے۔اس لئے کہ اس کی جزا خود خالق ارض وسماوات کی ذات ہے۔

حضرات محترم ......اس ماہ مبارک کی فضیلت اور قدر ومنزلت بہت ہی زیادہ.... ...بلکہ اس کا لمحہ لمحہ پُر نور ہے روزہ دار کا کھانا عبادت.........سونا عبادت....سحری کھانا عبادت ....افطاری کرنا عبادت ....نماز ادا کرنا عبادت .....تراویح ادا کرنا

عبادت .... مزدوری کرنا عبادت .... سفر کرنا عبادت .... بازار جانا عبادت .... دینی کتب پڑھنا عبادت .... مسواک کرنا عبادت .... وضو کرنا عبادت ...... غسل کرنا عبادت ...... مسجد میں آنا عبادت .... مسجد سے جانا عبادت ..... الغرض اس ماہ کا لمحہ لمحہ عبادت ہی عبادت ہے .... آج ہم نے جس عنوان پر لب کشائی کرنی ہے، وہ ہے ''سحری وافطاری کی برکات'' .... اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت کاملہ کے صدقے انشاء اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس موضوع کو بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ سے حق بیان کرنے، حق سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الغرض .... سحری کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید کے پارہ ۲ سورۃ البقرہ میں آیت ۱۸۷ میں ارشاد فرمایا ہے۔ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ حلال کردیا گیا ہے تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو۔ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ۔ اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے نفسوں میں خیانت کرتے تھے سو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف کردیا۔ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ سو اب تم (چاہو تو) ان سے عمل زوجیت کرو اور جو اللہ نے تمہارے لئے مقدر کردیا ہے اور اس کو طلب کرو۔ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ پھر روزہ کو رات آنے تک پورا کرو۔ (البقرہ:۱۸۷)

شانِ نزول :

حضرات ذی وقار .... حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ مسلمان ابتداء میں ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے پھر رمضان کے روزے فرض ہو گئے جب کوئی شخص افطار کے وقت کھانا کھائے بغیر سو جاتا تو پھر اگلے روز افطار تک کھانا نہیں کھا سکتا تھا اور اگر وہ سو جاتا یا اس کی بیوی سو جاتی تو پھر وہ بیوی سے عمل زوجیت نہیں کر سکتا تھا۔ انصار میں سے ایک شخص جس کا نام صرمہ بن مالک جو بوڑھا تھا۔ اس نے افطار کے وقت اپنی بیوی سے کہا.... کھانا لاؤ...... بیوی نے کہا..... میں گرم کر کے لاتی ہوں۔ اتنی دیر میں اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ شخص سو گیا۔ (اور اگلے روز بھوک کی وجہ سے اس کی حالت غیر ہو گئی) اس پر یہ آیت کریمہ کا نزول ہوئی۔

دوسرا واقعہ اس طرح ہے۔

حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو عمل زوجیت کے لئے بلایا۔ انہوں نے کہا۔ میں سو چکی ہوں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا کہ وہ بہانے کر رہی ہیں.... اور ان سے اپنی خواہش پوری کر لی اور دونوں نے رات گزار لی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے نفسوں میں خیانت کرتے تھے سو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف کر دیا سو اب (چاہو تو) ان سے عمل زوجیت کرو جو اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے۔ اس کو طلب کرو اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر روزہ کو رات آنے تک پورا کرو۔ (جامع البیان ص ۹۵ ج ۲)

سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے کا بیان اور طلوع فجر کے بعد سحری کی ممانعت

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور ہر نماز کے وقت میں نماز پڑھنا سکھایا۔ پھر فرمایا جب رمضان آئے تو کھاتے پیتے رہنا حتیٰ کہ فجر کا سفید دھاگا رات کے سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرنا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ کالے اور سفید دھاگے سے کیا مراد ہے۔ (میں نے دو دھاگے لئے) اس دھاگے کو میں فجر تک دیکھتا رہا اور وہ مجھے ایک جیسے دکھائی دیئے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور عرض کی ...... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ہر وہ چیز جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی مجھے یاد ہے.... البتہ سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا مطلب میں نہیں سمجھ سکا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن کر مسکرائے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کیا کہا تھا........ میں نے کہا میں نے ان دونوں دھاگوں کو بٹ لیا.....اور ساری رات میں ان کو دیکھتا رہا۔ مجھے یہ ایک جیسے دکھائی دیئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے حتیٰ کہ آپ علیہ السلام کی ڈاڑھیں دکھائی دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں نے تم سے فجر کا لفظ نہیں کہا تھا۔ اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

حضرات محترم .... اس سے مراد صبح صادق کا طلوع ہے۔ یعنی وہ روشنی جو دائیں بائیں پھیلتی .... الغرض حضرات صبح صادق سے پہلے کے وقت کو سحر کہتے ہیں اور اس وقت کھانے پینے کو سحری کہا جاتا ہے (عموماً روزہ رکھنے کے ارادے سے

کھانا پینا سحری کہلاتا ہے یہاں یہی مراد ہے) یعنی آخری رات غذا، سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہو جاتا ہے، مگر سنت یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں سحری کھالی جائے روزہ رکھنے کیلئے سحری کھانا فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

سحری کھانے میں برکت ہے

حضور ﷺ نے فرمایا کیونکہ اس سے میں مدد ملتی ہے نیز اس سے اہل اسلام اور اہل کتاب کے روزوں میں امتیاز وفرق پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا گیا۔ فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتَابِ اُکْلَۃُ السَّحَرِ ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ہمارے اور اہل اسلام کے روزوں کے درمیان سحری کے چند لقموں کا ہی فرق ہے، نبی کریم رؤف رحیم، نور مجسم، رسول محتشم، پیغمبر اسلام سرکار دو عالم، فخر بنی آدم، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَعم سحور الْمُؤْمِنُ التمرَ ۔ (ابوداؤد شریف مشکوٰۃ جلد صفحہ)

کہ مومن کی اچھی سحری چھوارے ہیں۔

یعنی سحری کے نوالے یا سحری کھانے مسلمانوں اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق کا باعث ہیں کیونکہ ان کے ہاں رات کو سونے کے بعد کھانا حرام ہو جاتا ہے۔ اسلام میں بھی پہلے یہی حکم تھا۔ اب پو پھٹنے تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ سحری کھانے میں اللہ کی دعوت کا قبول کرنا ہے اور اس کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ سحری تھوڑی کھانا بہتر ہے۔ زیادہ کھانے سے دوپہر تک کھٹی ڈکاریں آتیں ہیں۔

فرشتے کی دعا

حضرات ذی وقار .... سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے رحمتوں کا نزول،

فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول نبی بے مثال آمنہ کے لال پیکر حسن جمال صاحب شرف کمال حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۲۴۵، الجامع الصغیر ص ۷۷ ۳ ج ۷، الترغیب والترہیب ص ۴۲۶ ج ۱)

حضرات محترم .... کتنی بڑی عظمت ورفعت اور مقام وانعام ہے سحری کھانے والوں پر۔ تو ہمیں انتہائی ذوق وشوق اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے سحری کا انتظام کرنا چاہئے کیونکہ

- سحری کھانے والوں پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے
- سحری کھانے والوں پر فرشتے رحمتوں کا نزول فرماتے ہیں
- سحری کھانے والوں سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے
- سحری کھانے سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوتے ہیں
- سحری کھانے سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے
- سحری کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہوتی ہے

المختصر .... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین راحۃ العاشقین، مراد المشتاقین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً۔ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۴۳، ترمذی ج ۱ ص ۳۸۸، بخاری شریف)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ .... آمنہ کے لال، پیکر حسن و

جمال......صاحب شرف وکمال ......نبی بے مثال ......اللہ کے دلدار......رسولوں کے تاجدار......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سحری کھاؤ کیونکہ اس میں برکت ہے اور اس کا وقت آخر شب ہے۔ جس نے سحری کھائی اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جنت میں قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائی جائیں گی۔ اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ ہر لقمہ جو سحری کے وقت کھائے گا اس میں ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا اور قیامت کے دن اس کھانے کا حساب نہ ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین ص ۵۹۴)

الغرض ......سامعین ذی وقار سحری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ اس وقت نماز تہجد ادا کرے......اپنے خالق و مالک کے حضور رو رو کر انتہائی ذوق و شوق اور خلوص نیت سے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ یہاں ایک مستند پیش کر رہا ہوں۔ ہو سکے تو اس کو کثرت سے پڑھیں فائدہ ہوگا۔

یَا وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃ ۔کم از کم تین سو مرتبہ اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار

اس وظیفہ کی کثرت سے روزہ دار کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس بندہ مومن کی روحانی ترقی ہوتی ہے اور اسکے قلوب و اذہان کے معرفت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا کثرت سے ورد کرنا چاہئے۔

روزہ دار کیلئے انعامات ربانی :

حضرات محترم ....اللہ تعالیٰ نے اپنے روزہ دار بندہ کیلئے بے شمار انعامات کا ذکر فرمایا، ان انعامات میں چند کا ذکر علامہ عبدالرحمٰن الصفوری نے نزہۃ المجالس ج ا ص ۴۳۵ میں تحریر فرمایا۔ ان انعامات ربانی کو سماعت فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکر ادا کریں۔ حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ ماہ رمضان کی پہلی شب کو آسمان کے اور جنت کے دروازے کھل جاتے

ہیں، پھر اس کی آخری رات تک بند نہیں کیئے جاتے اور جو بندہ اس کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر سجدہ کے عوض میں ایک ہزار اور سات سو نیکیاں درج فرماتے ہیں۔ اور جنت میں یاقوت سرخ کا گھر اس کیلئے بنایا ہے۔ جس میں ستر ہزار دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے میں سونے کے دو پٹ یاقوت سرخ سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ پس جب کوئی ماہ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو مہینے کے آخر دن تک اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور دوسرے ماہ رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ہر دن کے عوض (بدلہ) میں جس میں وہ دروازہ رکھے گا اسے جنت میں ایک محل ملے گا جس میں ہزار سونے کے دروازے لگے ہوں گے اور اس کیلئے ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک استغفار کرتے رہیں گے۔ وہ بندہ مومن رات یا دن کو جو سجدہ کرے گا ہر سجدہ کے بدلہ میں اسے جنت میں ایک درخت ملے گا جس کے سایہ میں اگر سوار سو برس تک چلتا رہے جب بھی اس کا سفر ختم نہیں ہوگا۔

رحمتیں بانٹنے اللہ کا مہمان آیا　　مژدہ اے دل کہ ترے درد کا درماں آیا
جس سے روشن ہوا ہر گوشہ ایوان خیال　　حق کی جانب سے خورشید درخشاں آیا
آپ آتی ہے اجابت میرے گھر چل کر　　آپ چل کر میرے گھر چشمہ فیضاں آیا
سب کی بخشش کا وسیلہ غم عصیاں کا علاج　　ہر مسلمان کی تسکین کا سامان آیا

سحری کی تیسری فضیلت :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم .....رؤف رحیم احمد مجتبیٰ.....محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تین اشخاص وہ ہیں جو بھی کچھ کھائیں ان کا انشاء اللہ حساب نہیں ہوگا جبکہ کھانا حلال کا ہو۔

(۱) روزہ دار افطاری کے وقت　(۲) روزہ رکھنے والا سحری کے وقت　(۳) اللہ تعالیٰ

کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ (طبرانی، الترغیب والترہیب ص ۴۲۷ ج ۱)

حضرات محترم .... معلوم ہوا کہ تین افراد ایسے ہیں جن کے کھانے کا حساب و کتاب نہیں ہوگا، لیکن کھانا رزق حلال سے کمایا ہوا ہو تو پھر اس کا ثمر یہ ہوگا۔

افطاری کے کھانے کا حساب و کتاب نہیں ہوگا

سحری کے کھانے کا حساب و کتاب نہیں ہوگا

جہاد کے وقت کے کھانے کا حساب و کتاب نہیں ہوگا

یہی نہیں بلکہ مزید یہ کہ سحری کے کھانے والوں کی عظمت کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

سحری مکمل طور پر برکت ہی برکت ہے۔ اسے چھوڑا نہ کرو چاہے پانی کا ایک ہی گھونٹ پی لیا کرو، کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے
سحری کھانے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کے اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ ﷺ اس وقت سحری تناول فرما رہے تھے۔ مدینہ کے تاجدار ﷺ نے فرمایا یہ ایک برکت والا کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اسے کبھی ترک نہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔ سحری کے کھانے سے دن کے روزہ پر اور دوپہر کو تھوڑا سا (آرام) لینے سے ... رات کو عبادت پر مدد حاصل کرو۔

(الترغیب والترہیب ص ۴۲۷ ج ۱)

حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.....وہ فرماتے ہیں مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے رمضان المبارک میں سحری کیلئے بلایا اور ارشاد فرمایا۔ هَلُمَّ اِلَى الْغِذَاءِ الْمُبَارَكِ ....اس برکت والے کھانے کو خوب کھاؤ.....کہ اس میں صحت بھی ہے.........برکت بھی ہے۔اور دن بھی آرام سے گزرتا ہے۔

حضرات ذی وقار ....ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ سحری کھانا آقا دو عالم ......فخر بنی آدم.....نور مجسم.......رحمت عالم ﷺ کی محبوب سنت سے ہے۔اس کو ضرور کھانا چاہئے بلکہ اس کھانے میں

برکت ہی برکت ہے........رحمت ہی رحمت ہے

صحت ہی صحت ہے........عبادت ہی عبادت ہے

سنت ہی سنت ہے.........راحت ہی راحت ہے

فضیلت ہی فضیلت ہے.....عظمت ہی عظمت ہے

الغرض........اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کریم......رؤف رحیم.......نور مجسم......شفیع معظم ﷺ کی محبوب سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور ﷺ کے صدقہ سے ہماری اور ہمارے والدین اور تمام اہل ایمان کی مغفرت فرمائے، دنیا میں عزت، قبر میں وسعت و رحمت اور آخرت میں بخشش اور دیدار الٰہی اور شفاعت مصطفےٰ ﷺ عطا فرمائے۔آمین

افطاری کی برکات

حضرات ذی وقار .... یہ وہ ماہ مبارک ہے۔جس کا لمحہ لمحہ پُر نور ہے........ جس میں روزہ دار کا سحری کھانا بھی عبادت ہے.......افطاری کرنا بھی عبادت ہے... ...نماز پڑھنا بھی عبادت........نماز تراویح ادا کرنا بھی عبادت.......ذکر و فکر کرنا

بھی عبادت .....توبہ واستغفار کرنا بھی عبادت ....تلاوت قرآن کرنا بھی عبادت ....اعتکاف کرنا بھی عبادت بلکہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت .....کاروبار کرنا بھی عبادت (بشرطیکہ رزق حلال کی کوشش کرے)

الغرض ....حضرات محترم! کیسے کیسے انعامات کا ذکر ہے، جو خالق کائنات نے اپنے محبوب کریم رؤف رحیم ﷺ کے صدقہ سے ہم پر کئے ہیں۔اے خالق کائنات تیرا بے انتہا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔

کرم ہی کرم :

حضرات محترم .... اللہ تعالیٰ کا اس ماہ مبارک میں مسلمانوں پر، اپنے بندوں پر کرم ہی کرم.......فضل ہی فضل ....رحمت ہی رحمت بلکہ بے حد حساب رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ذرا توجہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں اس سے پہلے کسی امت کو نہیں عطا کی گئیں۔

پہلی عظمت :

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ.......روزہ ڈھال ہے۔

فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ وَاِنْ امْرُؤٌ قَاتَلَهٗ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ۔

پس کوئی شخص کسی سے جنگ کرے یا اس کو گالی دے تو اس کو دو مرتبہ کہنا چاہئے کہ میں

روزہ دار ہوں۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے روزہ دار کی منہ کی بوضرور اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

حضرات......اس حدیث کی رو سے دیکھیں تو اللہ تعالیٰ سونگھنے سے منزہ وپاک ہے پھر روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ کیسے پسند ہے۔

علامہ مازری نے کہا ہے کہ اس حدیث میں مجاز اور کنایہ ہے کیونکہ یہ انسان اور حیوان کی صفت ہے کہ وہ اچھی خوشبوؤں کو سونگھ کر ان کی طرف مائل ہوتا ہے اور بدبوؤں کو سونگھ کر اس سے متنفر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ تو سونگھنے سے منزہ ہے لیکن ہماری عادت یہ ہے کہ ہم اچھی خوشبو کو اپنے قریب کرتے ہیں۔اسی طرح اس حدیث میں روزہ دار کے منہ کی بو کو پسند کرنے سے اس کو قریب کرنے کا کنایہ اور استعارہ ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل روزہ دار کو اپنے قریب کرے گا اور اس کو اچھی جزا دے اور اس کے منہ سے مشک سے زیادہ عمدہ خوشبو آئے گی۔ایک قول یہ ہے کہ اس کے منہ کی بو کے پسندیدہ ہونے کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔اس کی ثناء جمیل فرمائے گا اور اس کو ثواب عظیم عطا فرمائے گا۔دوسرا قول یہ ہے کہ فرشتوں کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ اچھی لگے گی کیونکہ فرشتوں کو خوشبو سے راحت ملتی ہے۔

دوسری عظمت :

روزہ دار کو دوسری عظمت یہ عطا ہوتی ہے کہ افطاری تک سمندر کی مچھلیاں ان کیلئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرشتے ان کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

تیسری عظمت :

روزہ دار کو تیسری عظمت یہ ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہر روز روزہ داروں کیلئے جنت کو آراستہ فرماتا ہے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ عنقریب میرے نیک بندے اپنے ثواب کو پالیں گے اور اے جنت تیری طرف آئیں گے

چوتھی عظمت :

ماہ رمضان المبارک میں روزہ دار کو چوتھی عظمت یہ ملتی ہے۔ اس مہینے میں سرکش شیاطین مضبوطی کے ساتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ اس ماہ میں چھوڑے نہیں جاتے جیسا کہ غیر رمضان میں کھلے پھرتے۔

پانچویں عظمت :

ماہ رمضان میں روزہ داروں کو پانچویں عظمت یہ عطا کی جاتی ہے کہ رمضان مبارک کی آخری رات میں تمام روزہ داروں کی مغفرت فرما دی جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ آخری رات کیا لیلۃ القدر ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ لَا وَلٰکِنِ الْعَامِلُ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرُہٗ اِذَا قَضٰی عَمَلَہٗ۔ نہیں لیکن عمل کرنے والا جب عمل پورا کرتا ہے تو اسے اس کا پورا پورا اجر عطا فرمایا جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۱ حصہ دوم ص ۳۹۶)

حضرت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی حلال کمائی سے ماہ رمضان میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو ماہ رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر نزول رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور لیلۃ القدر میں حضرت

سیدنا جبرائیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کریں (اس کی نشانی یہ ہے) کہ اس بندہ کے دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے اکثر آنسو بہتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو افطاری کروانے کیلئے اپنے پاس کچھ نہ پاتا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ فَقَبْضَةٌ مِنْ طَعَامٍ چٹکی بھر کھانے سے کرادے۔ میں نے عرض کی..... اگر کسی کے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔ فَمَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ۔ دودھ کا ایک گھونٹ پلادے۔

میں نے پھر عرض کی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی رحمت جوش میں آئی...... فَشَرْبَةٌ مِنْ مَآءٍ۔ پانی کے ایک چلو ہی سے افطار کرادے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ حصہ دوم ص ۳۹۶)

تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا میری قسمت جگانا ترا کام ہے
میری آنکھوں کو دید کی آرزو رُخ سے پردہ اٹھانا ترا کام ہے
تیری چوکھٹ کہاں اور میری جبیں ترے فیضِ کرم کی تو حد ہی نہیں
جن کو دنیا میں کوئی نہ اپنا کہے ان کو اپنا بنانا ترا کام ہے

دس لاکھ کی بخشش :

حضرات محترم ....افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔ نبی مکرم ......رسول محتشم......سرکار دو عالم......فخر بنی آدم......نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ماہ رمضان میں افطاری کے وقت ہر روز دس لاکھ افراد کو

جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے یہ سب وہ افراد ہوتے ہیں جن پر جہنم کی آگ واجب ہو چکی ہوتی ہے (اعمال سیہ کی وجہ سے) پھر جب ماہ رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس روز اتنے لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے جتنے ابتدائے رمضان سے آخر رمضان تک آزاد فرمانے ہوتے ہیں۔

ملائکہ کی دعائے مغفرت

حضرات محترم ....روزہ دار کیلئے ملائکہ عرش پر دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا سلیمان فارسی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ جو کوئی کسی روزہ دار کو حلال کھانے پینے سے افطار کرائے تو ماہ رمضان المبارک کی تمام ساعات میں ملائکہ اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور لیلۃ القدر کو حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس کے حق میں دعائے مغفرت و رحمت فرماتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ حصہ دوم ص ۴۳۰)

حضرات محترم .... ان احادیث سے معلوم ہوا روزہ داروں کو اللہ تعالیٰ کتنی شان وعظمت عطا فرماتا ہے کہ فرشتے بھی اس کیلئے دعائے مغفرت ورحمت فرماتے ہیں اور اس ماہ مبارک میں اللہ رب العزت اپنے گناہگار بندوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما کر جنت عطا فرما دیتا ہے۔ یہ کتنا بڑا فضل وکرم ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہم گناہگاروں پر اپنی رحمت کے صدقہ ہمیں اور تمام اہل ایمان کی بخشش ومغفرت فرمائے۔

افطاری :

روزہ کھولنے کو افطاری کہا جاتا ہے۔ سحری کے وقت روزہ رکھ کر کھانے پینے کی جو پابندی لگتی ہے وہ شام کے وقت ختم ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے ختم ہونے کو افطار کہتے ہیں۔ اس کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (البقرہ:۱۸۷) پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔ (صحیح بخاری رقم ۱۹۵۴)

جب رات اس طرف (مشرق) سے آئے اور دن اس طرف (مغرب میں) چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو گیا۔

❁ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور آپ روزہ سے تھے جب سورج ہو گیا تو کسی سے فرمایا اے فلاں اٹھو اور میرے لئے ستو بناؤ عرض کیا یا رسول اللہ شام ہونے دیجئے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو بناؤ۔ وہ پھر بولا یا رسول اللہ ابھی دن باقی ہے فرمایا اترو میرے ستو بناؤ چنانچہ وہ اترا اور آپ کیلئے ستو گھولے اور آپ نے نوش فرمائے اور فرمایا جب تم دیکھو کہ رات اس طرف سے آ گئی تو روزہ کے افطار کا وقت ہو گیا۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب سے پہلے روزہ افطار کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے سورج

غروب ہونے پر روزہ افطار فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّاعَجَّلُوالْفِطْرَ عَجِّلُوا الْفِطْرَ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُؤَخِّرُوْنَ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اسوقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک افطار میں عجلت کریں گے۔ لہٰذا تم افطار میں جلدی کیا کرو کیونکہ یہود تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔

جلدی کا مفہوم :

اسلام سے قبل اہل کتاب میں روزہ افطار کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ روزہ اس وقت افطار کرتے تھے جب آسمان پر ستارے اچھی طرح نمودار ہو جاتے تھے یعنی افطاری میں جتنی دیر کرتے تھے اسے وہ اچھا سمجھتے تھے۔ اور اسی کو تقویٰ قرار دیتے تھے۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میرے طریقہ پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے گی۔ لہٰذا افطاری میں اتنا انتظار کرنا کہ خوب ستارے ظاہر ہو جائیں، جائز نہیں ہے۔ مستحب وقت یہی ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد روزہ افطار کیا جائے۔

وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے کی سزا :

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں محو استراحت تھا کہ دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے۔ اور مجھ سے کہا چڑھیے، میں نے کہا مجھ میں طاقت نہیں۔ انہوں نے کہا اللہ آسان کر دے گا۔ میں چڑھا، بیچ میں پہنچا تو سخت آوازیں سننے میں آئیں، میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں، کیا جہنمیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا۔ ایک قوم کو دیکھا کہ وہ الٹے لٹکائے گئے ہیں، ان کی باچھیں چیری ہوئی ہیں کہ جن سے خون بہتا ہے، میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔ پس اتنی جلدی نہ کرو کہ کہیں وقت سے پہلے افطار کرنے سے روزہ ٹوٹ نہ جائے اور قضا لازم آجائے۔

افطاری کا سنت طریقہ :

روزہ حلال چیز سے جو بھی میسر ہو اس سے افطار کریں لیکن نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ تازہ کھجوروں یا پانی سے افطار کیا جائے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَآءٍ فَاِنَّ الْمَآءَ طُهُوْرٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور پائے اس سے روزہ افطار کرے اور جسے نہ ملے وہ پانی سے افطار کرے کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی شریف)

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلٰى رُطَبَاتٍ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فَعَلٰى تَمَرَاتٍ فَاِنْ

لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَآءٍ۔ (ابوداؤد)

ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے تر کھجوروں کے ساتھ روزہ افطار فرماتے اگر ایسا نہ ہوتا تو خشک کھجوروں سے، یہ بھی نہ ہوتا تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرمایا کرتے۔

روزہ افطار کی دعا :

جب روزے کے افطار کا وقت ہو جائے تو اس وقت اسماء الٰہی کا ورد کیا جائے پھر اللہ کے حضور انتہائی عاجزی وانکساری سے دعا کی جائے۔ روزہ کی صحیح ادائیگی پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور اس کی قبولیت کی دعا جائے۔ رزق حلال سے جو چیز میسر ہو اس سے افطاری کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے بندوں پر بے حد خوش ہوتی ہے۔

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا فرمایا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا پس میری طرف سے قبول فرما بے شک تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مذکورہ دعاؤں میں جو یاد ہو وہ پڑھ لے ورنہ عموماً یہ دعا افطار کے وقت پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

دُعا کی قبولیّت :

رمضان المبارک کے فضائل میں سے روزہ کی فضیلت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کی دعا قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماہ رمضان کی ہر شب وروز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم) کے قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کیلئے ہر شب وروز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔(بزاز)

اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی، خلوص نیت سے دعا جب پیش ہوتی ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے، یوں تو ہر وقت دعا مانگی جا سکتی ہے مگر بعض مخصوص موقعوں پر یا مقدس وقت پر مانگی جانے والی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ ان مستجاب گھڑیوں میں ایک وقت افطاری کا بھی ہے۔ اس وقت جو دعا مانگی جائے اللہ قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں روزہ کے تقاضے اس کے احکام وشریعت وسنت کی پیروی نصیب فرمائے۔ **آمین**

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ الْعَالَمِیْنَ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا وَعَلٰی اَبِیْہَا وَبَعْلِہَا وَابْنَیْہَا اَلْاَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ

اونچا ہے سب سے مرتبہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا
پایا نہیں کسی نے بھی پایہ بتول کا
حوروں نے خضر شوق سے غازہ بنا لیا
ام حسین زہرا کے قدموں کی دھول کا

واجب الاحترام بزرگو۔ ساتھیو!

اللہ کریم جل جلالہٗ کی حمد وثنا کے بعد آقائے دوعالم......نبی مکرم......نور مجسم......تاجدار کون ومکاں......قبلہ گاہ قدسیاں ......شہنشاہ انبیاء احمد مجتبیٰ......محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام کے بعد عرض ہے کہ آج جس ذات پاک کا ذکر خیر ہو رہا ہے وہ ہیں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، آج ماہ مبارک کی تین تاریخ ہے۔ اس تاریخ کو سیدہ کائنات، خاتون جنت، فاطمہ، بتول رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال ہوا۔ اسی نسبت سے آج کا خطبہ جمعۃ المبارک کا موضوع ''سیدہ فاطمہ

الزہرا سلام اللہ علیہا" منتخب فرمایا۔

جمادی الثانی کی بیس تاریخ اور نبوت کا پہلا سال ہے۔تاجدار کون ومکاں امام الانبیاء ﷺ کے گھر میں شہزادیٔ کون ومکاں سیدہ فاطمۃ الزہرا، خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی تشریف آوری ہونے والی ہے۔کائنات ارضی کا ذرہ ذرہ کیف ومستی میں ڈوبا ہوا ہے.....ملائکہ نے احترام سے نگاہیں جھکا رکھی ہیں، حوریں ملکہ فردوس بریں کے استقبال کیلئے سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ کے حجرہ مقدسہ کے اندر وباہر صفیں باندھے کھڑی ہیں۔ایک طرف تو شان وشوکت سے یہ اہتمام خاص بارگاہ خداوند قدوس سے کیا جارہا ہے، مگر دوسری طرف یہ روح فرسا، دل ہلا دینے والا منظر بنا ہوا ہے کہ ان مخصوص لمحات میں کوئی عورت موجود نہیں۔اس کسمپرسی کا تصور کرتے ہوئے بھی رواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔کائنات کا دل لرز لرز جاتا ہے کہ مکہ معظمہ کی جس قابل صد احترام ہستی سے شرف ہم کلامی حاصل کرکے قریش کی عورتیں فخر کیا کرتی تھیں جس کے ایک پیغام پر پورے شہر کی عورتیں جمع ہوجایا کرتی تھیں جس کے گھر میں آنا جانا باعث عزت وافتخار سمجھا جاتا تھا مگر آج قریش کی وہ عظیم المرتبت ہستی یوں اکیلی ہے نہ کوئی سہیلی ہے نہ تیماردار نہ دایا ہے نہ غم گسار۔

حضرات گرامی!.......... قریش کی عورتیں جان چکی تھیں کہ شہر کی یہ عظیم امیر ترین عورت اپنی دولت کا کافی حصہ خرچ کرچکی ہے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انہیں اسلام سے عداوت تھی وہ بدقسمتی سے یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ اس نے اپنے جاہ جلال.... مال ومنال کو ایک عبداللہ کے دریتیم کی جھولی میں ڈال دیا ہے۔اس نے روسائے قریش کے پیغامات کو ٹھکرا کر ابوطالب کے اس دریتیم سے نکاح کیا ہوا ہے جس کے

پاس دنیا کا مال و منال نہیں مگر انہیں کیا معلوم کہ اس در یتیم کی شان کیا ہے۔ آیئے ذرا سنیے ہم قرآن سے پوچھتے ہیں۔

شانِ مصطفےٰ ﷺ : اللہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔

يَاۤ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر۔

ایک اور مقام پر خالق کائنات نے اعلان فرمایا۔

قُلْ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

اے لوگو! بے شک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں۔

اور حدیث پاک میں فرمان رسول ﷺ ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ولادت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضرات محترم .... میں عرض کرر ہا تھا کہ جب سیدہ فاطمۃ الزہرا کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قریبیوں کے ہاں پیغام بھیجا کہ میرے پاس ان کی عورتیں آئیں۔ قریش کی عورتوں نے جواب بھیجا کہ اے خدیجہ تو ہمارے نزدیک گنا ہگار ہے تو نے ہماری بات نہ مانی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یتیم کی زوجہ بن گئی اور تو نے فقیری کو امیری پر ترجیح دی۔ اس لئے ہم تیرے پاس نہیں آئیں گی۔

حضرت سارہ اور مریم بنت عمران رضی اللہ عنہما کی آمد :

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ان کے اس جواب سے غمگین ہوگئیں تو اچانک گندمی رنگ اور دراز قد کی چار خواتین آپ کے سامنے ظاہر ہوگئیں اور بنو ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں آپ انہیں دیکھ کر خوف زدہ ہوگئیں تو ان میں سے ایک نے عرض کیا اے خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت کیلئے بھیجا ہے اور ہم آپ کی بہنیں ہیں۔ میں سارہ اور یہ دوسری مریم بنت عمران ہیں اور تیسری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم اور چوتھی فرعون کی بیوی آسیہ ہیں اور یہ سب بہشت میں تیری ساتھی ہیں۔ بعد ازاں ان میں سے ایک خاتون آپ کے دائیں طرف اور ایک بائیں، ایک سامنے اور ایک پیچھے بیٹھ گئیں۔ تو سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جب سیدہ فاطمۃ الزہرا طاہرہ مطہرہ عابدہ رضی اللہ عنہا نے صحن عالم میں قدم رکھا تو آپ کے نور مبارک سے درخشاں ہوگیا۔ چنانچہ آپ کے نور کے مکہ معظمہ کے مکانوں کو گھیر لیا اور زمین کے شرق وغرب میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے اس نور نے روشن نہ کیا ہو۔

(روضۃ الشہداء ص ۱۱۷۔۱۱۸، آل رسول ص ۲۶۷)

فاطمۃ رضی اللہ عنہا :

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے خوشی خوشی بیٹی کو گود میں لیا اور رسالت مآب ﷺ نے آپ کا نام فاطمۃ الزہرا رکھا۔

فلسفہ نام فاطمہ رضی اللہ عنہا :

حضرات محترم .... سیدہ بتول بنت رسول رضی اللہ عنہا کا اسم مقدس فاطمہ ہے اور فاطمہ

کے معنی ہیں چھڑانے والی۔

سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّ اللهَ تَعَالٰى فَطَمَهَا عَنِ النَّارِ (نورالابصار)

آپ کو فاطمہ کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ سے علیحدہ کردیا ہے۔

دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

اِنَّمَا سُمِّيَتْ لِاَنَّ اللهَ فَطَمَهَا وَ مُحِبِّيْهَا عَنِ النَّارِ

کہ سیدہ فاطمہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے ساتھ محبت کرنے والوں کو دوزخ سے دور کردیا ہے۔ (نورالابصار)

بتول :

حضرات محترم ....سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا دوسرا اسم بتول ہے۔ سیدہ نساء العالمین فاطمہ کو بتول اس لئے کہا جاتا ہے کہ

لِاِنْقِطَاعِهَا عَنْ نِّسَآءِ زَمَانِهَا فَضْلًا وَّ دِيْنًا وَّحَسَبًا۔

کہ آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے فضیلت و دین و حسن و نسب کے اعتبار سے منفرد ہیں۔

زہرا :

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب الشرف المؤید میں رقم طراز ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب خصائص الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک تھیں۔

وَكَانَتْ اِذَا وَلَدَتْ طَهَرَتْ مِنْ نِفَاسِهَا بَعْدَ سَاعَةٍ

اور بچے کی ولادت سے ایک ساعت کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوتی اور اسی وجہ سے آپ کا نام زہرا ہے۔

(الشرف المؤید)

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ ، طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرات محترم ....کون فاطمہ؟ آیئے غور کریں۔

سخی فاطمہ کے .... سخاوت فاطمہ کی
امام فاطمہ کے ...... امامت فاطمہ کی
قاری فاطمہ کے ...... قرأت فاطمہ کی
شہید فاطمہ کے ...... شہادت فاطمہ کی

نہیں نہیں....خدا فاطمہ کا ساری خدائی فاطمہ کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

اس لئے کہ ....

تیرا بابا نبی اور شوہر ولی نام جن کا علی
اللہ اللہ تیرا مرتبہ سلسلہ بنت خیرالوریٰ
در پہ جو بھی گیا اس کا دامن بھرا گھر میں فاقہ رہا
مرحبا مرحبا تیرا جود و سخا بنت خیرالوریٰ

سامعین محترم !.......آیئے بزبان رسالت مآب نبی مکرم، نور مجسم، امام الانبیاء ﷺ سے شان فاطمہ سماعت فرمایئے۔

جسم کا حصہ :

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔ (بخاری) (مشکوٰۃ)

گستاخ بتول کافر ہے :

مواہب اللدنیہ میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے سیدہ بتول کو بِضْعَةٌ مِنِّي فرمایا ہے وَالْبِضْعَةُ قِطْعَةُ اللَّحْمِ اور بِضْعَةٌ سے مراد گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اسی سے امام سہیلی (عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے استدلال کیا ہے کہ چونکہ جناب سیدہ زہرا سید عالم ﷺ کے جسم کا حصہ ہیں، اس لئے آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا کفر ہے۔

امام المحدثین شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں یوں رقمطراز ہیں۔ میگوید کہ پیغمبر خدا ﷺ

قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي

فاطمہ گوشت پارہ من است و سبکی استدلال کردہ است۔ بایں کہ ہر کہ دشنام

کردفاطمہ راکافرشود

سامعین محترم .... ان دونوں حدیثوں سے مسئلہ حل ہوگیا کہ جس طرح حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کفر ہے اسی طرح حضرت فاطمہ زہرا خاتون رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ اللہ کے محبوب علیہ السلام اپنی پیاری بیٹی سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف.........ان کی اذیت کو اپنی اذیت بتارہے ہیں۔

اللہ کریم نے انسان کی کامیابی کا راز حضور ﷺ کی اطاعت میں رکھا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (القرآن)

یعنی تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

توسیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی سیرت کی مظہر کامل تھیں۔ آیئے مومنوں کی ماں کی بارگاہ میں عرض کریں کہ آپ فاطمہ زہرا کی شان بیان فرمائیں۔

تعظیم بتول :

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی سے بڑھ کر کسی کو عادات، حسن سیرت، وقار اور اٹھنے، بیٹھنے میں حضور علیہ السلام سے متشابہ نہیں دیکھا۔ آپ فرماتی ہیں جب حضرت خاتون جنت نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو

قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِىْ مَجْلِسِهٖ

محبوب خدا علیہ السلام کھڑے ہوجاتے اور آپ کے سر اقدس کو چومتے اور اپنی

جگہ پر بٹھاتے۔

تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرات مکرم........تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو

قَامَتْ مِنْ مَّجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا

تو آپ کھڑی ہو جاتیں اور اپنے بابا کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ترمذی)

اس حدیث پاک کے الفاظ سے یہ ثابت ہو گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آمد پر کھڑے ہو جاتے اور آپ کی پیشانی اقدس کو بوسہ دیتے تھے اور جس کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عزت افزائی فرماتے ہیں۔ ہم پر بھی ان کی تعظیم لازم ہے بلکہ ہم پر واجب کی حیثیت رکھتی ہے۔

فاطمہ ساری کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں:

بڑھے گی تا ابد شان علی ہر آن زہرا کی
کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا کی
کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفےٰ انکا
خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہرا کی
بپاس پردہ ملک الموت کے انکار کرنے پر
خدا نے قبض فرمائی تھی خود ہی جان زہرا کی

حضرات محترم ....سیدہ نساء العالمین خاتون جنت زہرا بتول رضی اللہ عنہا کو یہ شان اور عظمت اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ آپ کو ساری کائنات کی عورتوں کی سردار بنا کر دنیا میں بھیجا.........آیئے حدیث پاک پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم رحمت کائنات..... آن کائنات..... وجہ تخلیق کائنات..... نور مجسم...... شفیع معظم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے دوران ان کے ہاں بغرض عیادت تشریف لے گئے اور فرمایا اے میری بیٹی تمہارا کیا حال ہے..... سیدہ فاطمہ نے عرض کیا مجھے درد ہے اور میری تکلیف میں یہ چیز مزید اضافہ کر رہی ہے کہ میرے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں جسے تناول کر سکوں حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يَا بُنَيَّةُ اَمَا تَرْضِيْنَ اَنَّكِ سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ۔

اے میری بیٹی کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو۔

سیدہ فاطمہ نے عرض کیا مریم بنت عمران کیا ہیں؟ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔

تِلْكَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ عَالَمِهَا وَاَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَآءِ عَالَمِكِ۔

وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو اور پھر حضور ﷺ نے خدائے بزرگ و برتر کی قسم اٹھا کر ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔

(ذخائر العقبیٰ، آل رسول ص ۲۹۱)

سامعین کرام!

اس حدیث پاک کے الفاظ سے واضح ہو گیا کہ سیدہ فاطمہ خاتون جنت ساری کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اب جس کو جو بھی عظمت ملے گی وہ فاطمہ کے قدموں کی خیرات ملے گی۔

ساری کائنات کو عظمت فاطمہ کے گھر سے ملتی ہے:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان وعظمت کا احاطہ کرنا ناممکن ہی نہیں بلکہ یہ امر محال ہے۔ اس لئے کہ

ولایت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... امانت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
شہادت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... صداقت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
شجاعت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... سعادت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
ہدایت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... نیابت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
سخاوت ہے تو فاطمہ کے گھر میں ... . تلاوت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
رحمت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... راحت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
شفاعت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... جنت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
نبوت ہے تو فاطمہ کے گھر میں .... رسالت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

سامعین محترم ....سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کی کیا بات ہے جہاں پر اصول ہائے دین مرتب ہوتے ہیں۔

جہاں سے دستورِ اسلام کا نفاذ ہوتا ہے
جہاں سے قانون خداوندی کو نافذ کیا جاتا ہے
جہاں سے کائنات عالم کو درس حیات ملتا ہے
جہاں سے منزل طریقت کی نشاندہی ہوتی ہے

بلکہ جہاں پر منزل شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کی انتہا ہوتی ہے۔ یہی تو وہ دولت کدہ بتول ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تمام نعمتیں جمع فرمادی ہیں۔

سن لو مسلمانو! شان فاطمہ رضی اللہ عنہا

ذرا مل کر کہہ دو سب مسلمانو!........

جنت پہ کس کا قبضہ زہرا بتول کا ....رحمت ہے کس کا صدقہ زہرا بتول کا
عفت کی کون مالک بیٹی رسول کی...........عصمت کی کون مالک بیٹی رسول کی
رحمت ہے عام کس کی بنت رسول کی........حوریں غلام کس کی بنت رسول کی
جس کو ہے جو بھی صائم لینا حضور سے......کرنا طلب ہے پڑتا زہرا بتول سے

فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار :

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی پیاری زبان سے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس سے پہلے مجھ پر نازل نہیں ہوا۔ اس نے مجھے سلام کہنے کیلئے اللہ کریم جل جلالہ سے اذن طلب کیا۔

فَبَشَّرَنِیْ اَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

پس اس فرشتے نے مجھے بشارت دی کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۱/آل رسول ص ۲۹۶)

سامعین محترم .... اس حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی تاجدار ہیں۔

فاطمہ دنیا کی ساری عورتوں کی سردار ہے... فاطمہ حضور علیہ السلام کی سیرت کی مظہر تھیں آیئے سنیئے سیرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چند جھلکیاں.........

حضور کا اخلاق اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کا وقار اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی سیرت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی سخاوت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی صداقت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی عدالت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی شجاعت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی طہارت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کی عبادت اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کا علم اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

حضور کا صبر اعلیٰ .... فاطمہ اس کی مظہر تھیں

بلکہ اس طرح کہیے کہ حضور علیہ السلام کی ذات اعلیٰ تھی۔ فاطمہ زہرا کی ذات بھی اعلیٰ تھی۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی تھا اور نہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا کوئی ثانی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبت فاطمہ سے فرماتے۔ آیئے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے۔

حضور علیہ السلام فاطمہ سے بہت محبت کرتے:

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا ۔ (مشکوٰۃ)

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا۔ فرمایا حضرت فاطمہ۔ پھر مردوں میں

نے عرض کی مردوں میں سے کون۔ فرمایا ان کے شوہر مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ۔

اس لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیدہ ، زاہدہ ، طیبہ ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

سخاوت زہرا بتول رضی اللہ عنہا :

حضرات کرام!............اللہ کریم جل جلالہٗ کا ارشاد مبارک ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران آیت ۹۲)

تم ہرگز بھلائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت مبارکہ کی مکمل تفسیر کی تھی۔ علامہ صفوری نے علامہ ابن جوزی کے حوالے سے لکھا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کیلئے جس شب ان کی شادی ہوئی تھی ایک کرتہ بنایا اور سیدہ کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کرتہ تھا۔ اتنے میں ایک سائل نے دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کیا۔

اَطْلُبُ مِنْ بَيْتِ النُّبُوَّةِ قَمِيْصًا خَلَقًا

کہ میں نبوت کے گھر سے پرانا کرتہ مانگتا ہوں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اسے پرانا کرتہ دے دوں لیکن آپ کو فوراً خدا تعالیٰ کا یہ

فرمان یاد آیا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران آیت ۹۲)

تم ہرگز بھلائی حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ تم اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔

اور آپ نے سائل کو اپنا کرتہ عطا فرمایا۔

بوقت رخصتی حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا نے آپ کو سلام کہا اور مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کو سلام کروں اور ان کیلئے جنتی لباسوں میں سے سندس اخضر کا ایک خاص لباس ہدیۃً بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جبرائیل کا سلام پہنچایا اور وہ لباس جو جبرائیل لائے تھے، پہنایا۔ سیدہ خاتون جنت اس دیبائے بہشتی کو پہن کر جب کافر عورتوں کے درمیان بیٹھیں تو اس کا نور مشرق و مغرب میں چھا گیا۔

فَلَمَّا وَقَعَ النُّوْرُ عَلٰی اَبْصَارِ الْکَافِرَاتِ خَرَجَ الْکُفْرُ مِنْ قُلُوْبِهِنَّ وَ اَظْهَرْنَ الشَّهَادَتَیْنِ۔ (نزہۃ المجالس ج ۲)

جب وہ نور ان کافر عورتوں کی آنکھوں پر پڑا تو ان کے دلوں سے کفر نکل گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور حضور ﷺ کی رسالت کی شہادت دینے لگیں۔

عظمتِ زہرا بتول :

آیئے سنیئے عظمت فاطمہ! ....

عظمت کی مالک ہیں تو زہرا بتول ...... رفعت کی مالک ہیں تو زہرا بتول

عصمت کی مالک ہیں تو زہرا بتول ......عفت کی مالک ہیں تو زہرا بتول

رحمت کی وارث ہیں تو زہرا بتول ......جنت کی مالک ہیں تو زہرا بتول

نہیں نہیں....بلکہ

شہزادیٔ کون ومکاں ہیں تو فاطمہ .... ملکہ ملک جناں ہیں تو فاطمہ

عصمت کا درنہاں ہیں تو فاطمہ .... عفت کا گنج گراں ہیں تو فاطمہ

کرم کا بحر بیکراں ہیں تو فاطمہ .... نبی کی روح رواں ہیں تو فاطمہ

عظمتوں کا آسماں ہیں تو فاطمہ .... رفعتوں کا ارفع نشاں ہیں تو فاطمہ

شہیدوں کی مادر مہرباں ہیں تو فاطمہ .... پیکر شرم وحیاء ہیں تو فاطمہ

علی کے گھر کی ضیاء ہیں تو فاطمہ .... مخزن لطف وعطا ہیں تو فاطمہ

سراپائے صبر ورضا ہیں تو فاطمہ .... صورت شمس الضحیٰ ہیں تو فاطمہ

مرکز مہر ووفا ہیں تو فاطمہ .... محور صدق وصفا ہیں تو فاطمہ

نقشہ خیر الوریٰ ہیں تو فاطمہ .... ناموس رسول خدا ہیں تو فاطمہ

عبادت اور بنت رسول خدا :

حضرات محترم..........اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۔(پ ۲۷)

اور میں نے جن اور انسان اس لئے بنائے کہ وہ میری عبادت کریں۔

سیدہ فاطمہ عابدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو عبادت الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔وہ قائمۃ اللیل اور صائمۃ الدھر تھیں۔خوف الٰہی سے ہر وقت لرزاں وترساں رہتی تھیں۔ تلاوت قرآن کرتے وقت عذاب الٰہی کا ذکر آتا تو آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو

جاتا، روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں اور جسم اطہر پر کپکپی طاری ہو جاتی زبان پر ہر لمحہ اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا گھر کے کام کر رہی ہوتی تھیں تو زبان پر قرآن کی تلاوت جاری ہوتی تھی۔ وہ چکی پیستے وقت بھی قرآن کی تلاوت کر رہی ہوتی تھیں۔

قیامت تک آنے والی عورتوں کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ اے عورتو! گھر کا کام کاج عبادت الٰہی سے نہیں روکتا، اگر نیت صاف ہو۔ اگر ارادہ پختہ ہو اگر دل میں خوف الٰہی ہو۔ اگر دل میں اللہ کے احکامات کو بجالانے کا جذبہ کارفرما ہو۔ اگر انسانی محبت صادق ہو تو دنیا کی کوئی چیز انسان کو ذکر الٰہی سے اور عبادت خداوندی سے دور نہیں رکھتی خواہ تندرستی ہو یا بیماری، جوانی ہو یا بڑھاپا، غربت کا دور دورہ ہو یا امارت بلکہ اگر انسان صحیح معنوں میں انسان ہو تو اسے ہر چیز عبادت الٰہی پر ابھارے گی اور اس کی جیتی جاگتی تصویر سیرت فاطمۃ الزہرا ہمارے سامنے ہے۔

مہر بتول شفاعت امت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم :

سامعین محترم!........ جب سیدہ زہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ اے فاطمہ! میری یہ وصیت ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچو تو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا یا رسول اللہ میں آپ کا بڑا مشتاق ہوں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا۔ میری بھی ایک وصیت ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ پر چیخ چلا کر ماتم نہ کرنا اور میرے نور چشم حسن وحسین کو مارنا نہیں اور اے شیر خدا وہ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے انبوہ میں تشریف لے آئے ہیں۔ اب میں جا رہی ہوں اور میرے انتقال کے بعد فلاں جگہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا بڑی حفاظت

سے رکھا ہوا ہے اور اس کاغذ کو میرے کفن میں رکھ دینا اور اسے پڑھنا نہیں۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا...... یا فاطمہ رسول کریم ﷺ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتادو کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرا نکاح جب آپ سے ہونے لگا تھا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا فاطمہ میں علی سے چارسو مثقال چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے قبول ہے لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں، اتنے جبرائیل امین نے حاضر ہوکر حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تم خود ہی بتاؤ کہ مہر کیا ہو۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہر وقت اپنی امت کے غم میں رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار امت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو، چنانچہ جبرائیل امین واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے۔

جَعَلْتُ شِفَاعَةَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صِدَاقَ فَاطِمَةَ۔ (جامع المعجزات)

کہ میں نے امت محمد ﷺ کی شفاعت فاطمہ کا حق مہر مقرر کیا۔

کون فاطمہ سلام اللہ علیہا................

جس کا باپ .... کائنات کا امام
جس کی ماں کائنات کی عورتوں کی سردار
جس کا شوہر کائنات کے ولیوں کا امام
جس کا بیٹا کائنات کے شہیدوں کا امام

کون خاتون جنت؟

جو جنت کی ورتوں کی سردار

کون خاتون جنت؟

جس کا لقب زہرا ہے۔ زہرا کلی کو بھی کہتے اور ضیاء کو بھی۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں میری بیٹی سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ آپ جنت کی اس کلی کو سونگھا کرتے تھے۔

کون خاتون جنت؟

جس کی سواری میدان محشر میں آئے گی تو منادی کردی جائے گی کہ اے اہل محشر اپنی نگاہیں نیچی کرلو فاطمہ بنت رسول کی سواری گزرنے والی ہے۔

کون خاتون جنت؟

جو نور مصطفےٰ ﷺ سے پیدا ہوئی اور جس نے پیدا بھی نور ہی کیا۔

اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

کون خاتون جنت؟

جس کا نام مبارک فاطمہ اور فاطمہ اس کو کہتے ہیں جو نجات دلانے والی ہو اور جو جہنم سے اپنے غلاموں کو آزاد کرانے والی ہو۔

کون خاتون جنت؟

جس کے حضور میں علامہ اقبال عقیدت کے پھول اس طرح پیش کرتے ہیں۔

مریم از یک نسبتے عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ھل اتٰی
مرتضٰی مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پُرکار عشق
نادر آں قافلہ سالار عشق

خدا کی رضا فاطمہ کی رضا :

حضرت محترم !..........اب میں ایک ایسی حدیث رسول ﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ

خدا کی رضا.....فاطمہ کی رضا ہے

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا۔

يَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْضِبُ بِغَضَبِكِ وَيَرْضٰى لِرِضَاكِ

(ذخائر العقبٰی)

اے فاطمہ ! اللہ تعالٰی تیرے ناراض ہو جانے سے ناراض ہوتا ہے اور تیرے راضی ہو جانے سے راضی ہو جاتا ہے۔

عظمت فاطمہ میدان محشر میں :

جناب ابوبکر نے الغیلانیات میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ يَا اَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُءُوْسَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ جَارِيَةٍ مِنَ

اَلْحُوْرِ الْعَيْنِ كَمَرِّ الْبَرْقِ (صواعق المحرقہ۔آل رسول ص ۳۱۱)

جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے دو بطنوں (درمیانی حصہ) سے ایک پکار نے والا پکارے گا کہ اے لوگو! فاطمہ بنت محمد ﷺ کے پل صراط کے گزرنے تک اپنے سروں کو جھکائے رکھو اور نگاہیں نیچی رکھو۔آپ صراط سے ستر ہزار کنیزوں کے ساتھ جو موٹی آنکھوں والی حوروں سے ہوں گی بجلی کی طرح یعنی برق رفتاری سے گزر جائیں گی۔

سامعین محترم!.........یہ ہے عظمت سیدہ بتول ،شہزادئ رسول ﷺ کے پردے کا اہتمام کو قیامت کے دن بھی کسی کو آپ کی صورت دیکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔اللہ کریم کی طرف سے یہ آپ کی پردہ داری کا انعام ہے کہ میدان محشر میں جمع ہونے والوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم بارگاہ ایزدی سے دیا جارہا ہے اور پھر یہ اعزاز بھی خاتون جنت ہی کا ہوگا کہ حوریں جنت کے محلات و باغات چھوڑ کر میدان محشر میں آپ کے استقبال کیلئے آئی ہوں گی اور یہ عمل بھی قابل توجہ ہے کہ آپ کے گرداگرد ستر ہزار حوروں کا جھرمٹ ہونے کے باوجود تمام اہل محشر کو نگاہیں جھکا لینے کا حکم دیا جائے گا۔

وصالِ سیّدہ زہرا رضی اللہ عنہا :

سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کے وصال مبارک کی تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن تحقیق شدہ امر یہ ہے کہ آپ اپنے والد ماجد حضور نبی کریم ﷺ کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔اور حضرت علی حیدر کرار نے رات کے وقت آپ کی تدفین فرمائی۔(حلیۃ الاولیاء)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محبّت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ

معزز و محتشم حضرات :

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور آقائے دو عالم .... پیکر علم وحکمت .... پیکر دین فطرت .... پردہ کشائے راز حقیقت .... پیکر رحمت .... صاحب شرف و کمال .... پیکر حسن و جمال .... پیکر صدق و صفا .... پیکر جود و سخا .... پیغمبر کون و مکان ..... پیغمبر آخر الزمان ...... پیکر الفت ...... پیکر شفقت ...... احمد مجتبیٰ .... محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ بے کس نواز میں دورد و سلام پیش کرنے کے بعد .... آج کی یہ تقریب سعید خلیفہ چہارم ..... امام المتقین ...... حیدر کرار ...... محبّ نبی مختار ...... مولا مشکل کشاء ..... امیر المومنین .... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یاد میں منعقد کی گئی ہے۔

حضرات محترم .... جس کام کے آغاز میں اور آخر میں درود و سلام کا تذکرہ نہ ہو۔ اس میں برکت نہیں ہوتی ...... آیئے اس برکت اور عظمت کو حاصل کرنے کیلئے چند بار انتہائی محبت وعقیدت اور ذوق وشوق سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاسل کریں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

محتشم حضرات! ....آج کی اس محفل کی صدارت محترم المقام جناب.........فرما رہے ہیں۔اس محفل کا اہتمام انجمن محبان اولیاء پاکستان گوجرانوالہ نے کیا ہے۔خراج تحسین کے مستحق ہیں وہ حضرات جنہوں نے اس فقید المثال ، روحانی ایمانی ،وجدانی ، محفل پاک کا اہتمام وانصرام فرمایا۔مجھ ناچیز کو محبت علی المرتضی رضی اللہ عنہ پر کچھ عرض کرنے کو کہا گیا ہے۔تو آیئے ذرا ملکر شان علی مرتضٰی کی بارگاہ میں ہدیہ محبت وعقیدت پیش فرمائیں۔انتہائی ذوق وشوق سے کوئی لب خاموش نہ رہے، باآواز بلند مل کر پڑھیں۔

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی
رحمت نے لیا مجھے آغوش نور میں
میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی
اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن
جب سے ہوا ہے ورد ہمارا علی علی
کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی
دنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نور ہو
اس واسطے ہے نام تمہارا علی علی
اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

معزز و محترم حضرات .... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان و مقام آپ نے سماعت فرمایا۔ اب سیرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک سماعت فرمایئے۔

آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی، کرار آپ کا لقب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔

حیدر کے معنی ہیں شیر، آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا۔

کرار کے معنی ہیں پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔ حضرت ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا اور علی کے معنی بلندی کے ہیں۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اسد اللہ کا خطاب دیا بلکہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور خلیفۃ الرسول بھی ہیں۔ حضرت امام حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے والد محترم ہیں۔

مولا علی رضی اللہ عنہ :

پیارے اسلامی بھائیو! .... حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت بے شمار مقامات پر بیان فرمائی ہے۔ آیئے ایک حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمائیں جس سے عظمت و رفعت علی مرتضیٰ آشکارا ہو جائے گی۔

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ۔ (ترمذی جلد۲ ص ۱۷۰)

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

معلوم ہوا کہ ولی سے مراد دوست یا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۔(المائدہ:۵۵)

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور ہر حال میں بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔(ترجمہ جمال القرآن)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی مددگار ہے۔

رسول اللہ بھی مددگار ہیں اور مومنین بھی مددگار ہیں۔

محتشم حضرات .... اس آیت اور حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ عین ایمان ہے فقط فرق یہ ہے کہ اللہ کی مدد ذاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد عطائی ہے۔ اور صحابہ کرام اور اولیاء کاملین اور دیگر مقربین کی مدد بھی اللہ کی عطا کردہ ہے۔ اب اگر اس طریقہ سے بھی کوئی نہ مانے تو اس کی عقل کا علاج کروانا چاہیے۔

الغرض .... محترم دوستو.....ولی کسے کہتے ہیں۔ توجہ فرمائیں۔

ولی کا معنی .... مددگار بھی ہے

ولی کا معنی .... دوست بھی ہے

ولی کا معنی .... قریب بھی ہے

ولی کا معنی .... محبّ بھی ہے

ولی کا معنی .... صدیق بھی ہے

ولی کا معنی .... پیارا بھی ہے

تو اس فرمان عالیشان سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ مصیبت میں یا علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت (انشاء اللہ باذن اللہ) دوسرے یہ کہ آپ کو مولا علی کہنا جائز ہے، آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولا ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ حضور کا فرمان عالی شان ہے کہ

جس کا میں مولا اس کا علی مولا.......تو اگر اس کو اسی انداز سے کہا جائے تو کیسا لگے گا۔

جس کے نبی مولا..............اس کے علی مولا

جس کے نبی دوست.......اس کے علی دوست

جس کے نبی مددگار..........اس کے علی مددگار

جس کے نبی رہبر...........اس کے علی رہبر

جس کے نبی مشکل کشا...اس کے علی مشکل کشا

جس کے نبی امام.......... ..اس کے علی امام

جس کے نبی حاجت روا اس کے علی حاجت روا

جس کے نبی پیر..............اس کے علی پیر

جس کے نبی شفیع..............اس کے علی شفیع

جس کے نبی مولا..............اس کے علی مولا

پھر کہنے دیجئے۔

ہے منکر جھدے دل دے اندر نہیں عشق صدیق ولی دا

اوہ جان ایمان توں خالی جہڑا دشمن عمر جری دا
جنت کدی نہ جاسی جس نوں نہیں پیار عثمان غنی دا
اعظم اوہ بھی وڈا کافر جہڑا نہیں حب دار علی دا

پیارے اسلامی بھائیو!..........ذرامل کر میرے ساتھ ذکر مولا علی کا ورد کریں۔

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی
رحمت نے لیا مجھے آغوش نور میں
میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی
اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن
جب سے ہوا ہے ورد ہمارا علی علی
کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی
دنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نور ہو
اس واسطے ہے نام تمہارا علی علی
اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

سبحان اللہ.......سبحان اللہ.......سبحان اللہ..........سبحان اللہ

محتشم حضرات..........اللہ کریم جل جلالہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں نبی کائنات، رحمت کائنات، حیات کائنات، منبع کائنات، حسن کائنات، جمال کائنات

،کمال کائنات ،نور کائنات ،سکون کائنات ،برکت کائنات ،عظمت کائنات ،رفعت کائنات، باعث کائنات ،مقصود کائنات ،خلاصہ کائنات ،باعث تخلیق کائنات ،اصل کائنات ،مبداء کائنات ،بلکہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا امتی بنایا پھر ان کے وسیلے سے اولیاء کاملین کا غلام بنایا پھر ان کی نسبت سے ہمیں عقیدہ اہل سنت عطا فرمایا۔ اسی میں ہم سب کی نجات ہے۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔

نہ عزت نہ شہرت نہ زر چاہیے
مجھے آپ کی خاک در چاہیے
اسی در پہ اک بار جھکنے کے بعد
نہ اٹھے کبھی ایسا سر چاہیے
مرا پھر مقدر سنور جائے گا
مجھے آپ کی اک نظر چاہیے
فضائے ارم مجھ کو بھاتی نہیں
مدینے کی شام و سحر چاہیے

اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا محبوب :

معزز و محترم حضرات.......... ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت امیر المومنین، امام المتقین مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور اس کے رسول کے بڑے مقرب اور محبوب تھے۔ امام مسلم اپنی صحیح مسلم میں اور امام بخاری صحیح بخاری میں، علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب السیرۃ النبویہ، علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت حلبیہ جلد ۵ ص ۱۲۸ پر یوں تحریر فرمایا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو

کبھی کبھی درد شقیقہ کی تکلیف ہوتی تھی۔ یہ ایک دو روز جاری رہتی تھی۔ جب اللہ کے محبوب ﷺ خیبر میں تشریف لائے تو پھر اس درد شقیقہ کی تکلیف ہوگئی۔ جس کی وجہ سے آپ باہر تشریف نہ لا سکے پھر آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا پرچم عطا فرما کر بھیجا، جنہوں نے شدید جنگ کی لیکن قلعہ فتح نہ ہوا دوسرے روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سرکار دوعالم ﷺ کا پرچم لیکر قلعہ پر حملہ کیا اور شدید جنگ کی جو پہلے دن سے بھی زیادہ سخت تھی لیکن قلعہ فتح نہ ہوا بارگاہ رسالت میں عرض کی گئی۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا۔

لَأُعْطِيَنَّ رَايَةً غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيْسَ بِضَرَّارٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَاْخُذُهَا عَنْوَةً۔

کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔ وہ شخص فرار نہیں ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا ہوگا اور قوت بازو سے اس قلعہ پر قابض ہو جائے گا۔

بلکہ ترمذی جلد دوم ص ۲۱۴ پر یوں تحریر ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خیبر کے موقعہ پر اللہ کے محبوب ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔

جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر جامع ترمذی جلد دوم ص ۲۱۸ پر محبت مولا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق

یوں تحریر ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود روایت فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا کہ

اَنَّہٗ لَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ ۔

تجھ سے مومن ہی محبت رکھے گا اور تجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہی ہوگا۔

الغرض .... حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب بھی تھے ، مولا علی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرتے تھے، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سب مجاہدین نے سن لیا ان کی یہ رات پیچ و تاب کھاتے گزری ہر ایک کی خواہش تھی ہر ایک کی تمنا تھی کہ یہ سعادت اس کو نصیب ہو۔

پرچم کیلئے صحابہ کی آرزو :

معزز حضرات .... یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کی زبان مبارک سے پیغام حق سن کر ہر صحابی کے دل میں یہ آرزو مچل رہی تھی کہ کاش یہ سعادت مجھے مل جائے بلکہ سیرت حلبیہ ج ۵ ص ۱۲۸ پر یوں تحریر ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اس دن کے سوا کبھی دستہ کا امیر بننا محبوب نہیں ہوا یعنی نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد کے بعد اس روز میری بھی یہ آرزو تھی کہ دستے کا امیر مجھے بنا کر پرچم عنایت فرما دیا جائے۔

جب صبح ہوئی تو سارے مجاہدین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے وہ جاننے کیلئے از حد بے قرار تھے کہ وہ کون خوش نصیب ہے جس کو آج پرچم عطا کیا جائے گا۔

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی تکلیف کے باعث مدینہ طیبہ سے حضور ﷺ کے ہم رکاب خیبر کی طرف روانہ نہیں ہو سکے تھے جب سرکار دو عالم ﷺ

مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گئے تو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ جہاد پر تشریف لے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں ۔ بخدا ایسا ہرگز نہیں ہو گا چنانچہ دُکھتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اپنے آقا و مولا ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ خیبر کے مقام پر حضور ﷺ کے قریب جا کر اپنی اونٹنی بٹھالی اور حالت یہ تھی کہ آنکھوں پر پٹی بندھی تھی اور اس رُوز جب حضور ﷺ نماز جمعہ ادا فرما چکے تو جھنڈا منگوایا اور کھڑے ہو کر لوگوں میں واعظ فرمایا۔ پھر پوچھا این علی..... علی کہاں ہیں؟ عرض کی گئی۔ ان کی دونوں آنکھیں دُکھتی ہیں۔ اس لئے یہاں موجود نہیں۔...... حضور ﷺ نے انہیں بلا بھیجا حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کو بلانے کیلئے میں گیا میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضور کی بارگاہ میں لے آیا رحمت عالم ﷺ نے پوچھا علی تمہیں کیا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آنکھیں دُکھنے لگی ہیں اور مجھے اپنے سامنے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک آجاؤ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نزدیک ہوا۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے میرا سر اپنی گود مبارک میں رکھا پھر اپنا لعاب دہن ہاتھوں پر لگا کر میری آنکھوں پر ملا، میں اسی وقت صحت یاب ہو گیا گویا مجھے کبھی آشوب چشم کی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ اس لعاب دہن کی برکت سے ساری عمر آپ کی آنکھوں کو کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

معزز اسلامی بھائیو!.......... حضور پُر نور ﷺ کی ذات باعث رحمت اور باعث شفا ہے ان لوگوں کو اپنا عقیدہ درست کر لینا چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہماری ہی طرح ایک بشر ہیں۔ آپ کے لعاب دہن سے سیدنا علی کی آنکھوں کو شفا مل گئی، یہ فقط میرے آقائے دو عالم ﷺ کا کرم ہی کرم ہے کیونکہ وہ جدھر بھی گئے اپنے کرم سے

کرم ہی کرتے گئے۔اس لئے کہ

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے
میں ان کے در کی غلامی پہ کیوں نہ ناز کروں
سہارا ان کا رہا دن مرے گزرتے گئے

محتشم حضرات............ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ پھر نبی رحمت ﷺ نے انہیں پرچم عطا فرمایا۔

آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔آہستہ آہستہ ان کے میدان میں جاؤ اور وہاں پہنچ کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو۔ نیز انہیں بتاؤ کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کون سے حقوق ان پر واجب الادا ہوں گے۔اے علی بخدا۔اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک شخص کو یہی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ تمہیں سرخ اونٹ ملے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ رخصت ہو کر قلعہ کے سامنے تشریف لے گئے اور جا کر اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ایک یہودی نے اس قلعہ کی چھت سے جھانکا اور آپ کو دیکھ کر پوچھا آپ کون ہیں۔آپ نے فرمایا میں علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ یہودی کے منہ سے نکلا کہ اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی۔آپ یہودیوں پر غالب آجائیں گے۔

الغرض......... یہودیوں طرف سے قلعہ سے جو شخص پہلے نکلا وہ مرحب کا بھائی حارث تھا۔اس نے آکر دعوت مبارزت دی،سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کا مقابلہ کرنے

کیلئے نکلے آپ رضی اللہ عنہ نے پلک جھپکنے میں اس کا کام تمام کر دیا اور جو یہودی حارث کے ساتھ گئے تھے وہ لوٹ کر اپنے قلعہ میں آ گئے پھر ایک دوسرا یہودی جو طول القامت اور بھرے ہوئے جسم کا تھا اس نام ''عامر'' تھا وہ مقابلہ کیلئے نکلا تو حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس پانچ گزے کو تم دیکھ رہے ہو۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کیلئے نکلے آپ نے اس پر کئی وار کئے لیکن اس کا کچھ نہ بگڑا۔ پھر آپ نے اس کی پنڈلیوں پر تلوار کا وار کیا وہ وہیں گھٹنوں کے بل گر پڑا اور آپ نے اس کو جہنم رسید کیا اس کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔

لڑائی ہوتی رہی لیکن آخر پھر بقول امام مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ مرحب اپنی تلوار ہوا میں لہراتا ہوا میدان میں نکلا اس کے سر پر زرد رنگ کا خود تھا جو یمن کا ہوا تھا اس نے یہ رجز پڑھتے ہوئے مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اِنِّیْ مَرْحَبْ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ
اِذَا اللُّيُوْثُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبْ

خیبر کے در و دیوار جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے مسلح ہوں، بہادر ہوں اور تجربہ کار ہوں۔ جب شیر مجھ پر حملہ کرتے ہیں تو میں جوش سے بھڑک اٹھتا ہوں۔

معزز حضرات .... اس کافر کے مقابلہ کیلئے عامر بن اکوع نکلے اور اور آپ نے یہ رجز پڑھا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اِنِّیْ عَامِرٌ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ

خیبر جانتا ہے کہ میرا نام عامر ہے میں اسلحہ سے مسلح ہوں بہادر ہوں اور خطرات میں کود جانے والا ہوں۔

انہوں نے ایک دوسرے پر وار کیئے مرحب کی تلوار حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر لگی، عامر نے جھک کر اس پر اپنی تلوار کا وار کیا آپ کی تلوار زیادہ لمبی نہ تھی اور وہ آپ کے گھٹنے کی ہڈی پر جا لگی جس کے باعث وہ شہید ہو گئے، مرحب پھر شیر کی طرح دھاڑتا ہوا میدان میں آیا۔

رجز پڑھا اور مدمقابل کا مطالبہ کیا۔ اب اس کے سرِ غرور کو خاک میں ملانے کیلئے اللہ کے شیر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ نے سرخ رنگ کا جبہ پہنا ہوا تھا اور آپ پر رجز پڑھ رہے تھے۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرًا کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرْ اُوْفِیْھِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ

میں وہ ہوں جس کا نام اسکی ماں نے حیدر رکھا ہے جنگل کے شیروں کی طرح میں بڑا خوفناک ہوں میں ان کو ایک صاع کے بدلے بہت بڑے پیالے سے ماپ کر دوں گا۔

معزز اسلامی بھائیو!............ حضرت سیدنا مولا علی شیر خدا مشکل کشاء حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اپنی شمشیر خارا گداز کا وار مرحب کے سر پر کیا۔ آپ کی تلوار اس کی فولادی خود کاٹتی ہوئی اس کے دانتوں تک اتر گئی پھر آپ نے اس کا سر کاٹ کر تن سے جدا کر دیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ اللہ کریم جل جلالہٗ نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر خیبر کو فتح فرما دیا۔ (شرح مسلم ج ۶ ص ۹۵۲، سیرت حلبیہ ج ۵ ص ۱۲۸، ضیاء النبی ج ۴ ص ۲۳۱)

لائق صد احترام دوستو!............معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے محبوب ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا اور مشکل کشا حیدر کرار بھی ہیں۔

حضرت علی سے دلی محبت کا ثمرہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دلی محبت رکھے اسے امت کے تیسرے حصہ جتنا ثواب ملے گا اور جو ان سے زیادہ زبان و دل کے ساتھ محبت رکھے اسے دو ثلث کا ثواب عطا کیا جائے گا اور جو ان سے زبان، دل اور ہاتھ سے محبت رکھے اسے پوری امت جتنا ثواب میسر ہوگا۔

اے لوگو!.......سن لو مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں۔ وہ شخص سعادت کاملہ سے بہرہ مند ہوگا۔ جو میری ظاہری زندگی میں اور اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے گا اور وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو میری ظاہری زندگی اور اس کے بعد علی سے دشمنی رکھے گا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۶۱۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت گناہوں کو اس طرح جلا دیتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اگر تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی محبت کو اختیار کر لیتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۶۱۶)

یا یوں کہہ لیجئے۔ کہ

ہے منکر جہدے دل دے اندر نہیں عشق صدیق ولی دا
اوہ جان ایمان توں خالی جہڑا دشمن عمر جری دا
جنت کدی نہ جاسی جس نوں نہیں پیار عثمان غنی دا
اعظم اوہ بھی وڈا کافر جہڑا نہیں حب دار علی دا

جان نشین رسول علی .... داماد رسول علی

حق کا امام علی .... صحابہ کا پیغام علی

خیبر کا شہسوار علی .... عظمتوں کا مینار علی

شیر خدا علی .... شمشیر بے نوا علی

حیدر کرار علی .... حق کا علمبردار علی

مشکل کشاء علی .... حاجت روا علی

اس لئے کہ

جہڑا خادم غوث جلی دا اوہنوں کوئی لتاڑ نہیں سکدا
نام لیوا جہڑا ہند ولی دا اوہنوں کوئی وگاڑ نہیں سکدا
جس گلشن نوں علی وساوے اوہنوں کوئی اُجاڑ نہیں سکدا
اعظم جس تن عشق نبی دا، اوہنوں دوزخ ساڑ نہیں سکدا

لائق صد احترام بھائیو!

حضرت امیر المومنین خلیفہ چہارم سیدنا مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمان عالی شان ہے کہ

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ۔ (مشکوٰۃ۔ ترمذی)

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔

دوسرے مقام پر یوں اظہار فرمایا۔

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ۔ (مشکوٰۃ)

علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ تو سیدنا علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہ کرام میں بھائی چارہ کرادیا، مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا، تو رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۳۲)

تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو۔

دوسرے مقام پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں یوں دعا کی۔ الٰہی میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے زیادہ تجھے پسند ہو اور وہ آکر میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے۔ تو ان کے پاس مولا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چڑیا کو مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر کھایا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یُحِبُّ عَلِیاً مُنَافِقٌ وَلَا یبعضہٗ مُؤْمِنٌ۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے مومن بغض نہیں رکھتا۔

معزز و محتشم حضرات ! .... حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان اور عظمت حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما کر عشاق علی رضی اللہ عنہ کے دلوں کو پُر نور فرمایا۔ معلوم ہوا.... حضرت علی رضی اللہ عنہ نائب نبی اور ساری کائنات کے ولی اور مددگار ہیں .... توجہ فرمائیں اس لئے.........

مومنوں کا امیر علی .... صحابہ کا سفیر علی

سنیوں کا پیر علی .... نبی کی زلفوں کا اسیر علی

ناطق قرآن علی .... مومنوں کی جان علی

مفسر قرآن علی .... حامل قرآن علی

قاری قرآن علی .... عامل قرآن علی

متقیوں کا امام علی .... مجاہدین کا امام علی

عاشقوں کے دل کا قرار علی .... گلشن ولایت کی بہار علی

علامہ محمد صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں محبت کا اظہار فرمایا۔

بغیر حب علی رضی اللہ عنہ مدعا نہیں ملتا

عبادتوں کا بھی ہرگز صلہ نہیں ملتا

خدا کے بندوں سنو غور سے خدا کی قسم

جسے علی نہیں ملتے اسے خدا نہیں ملتا

سیدنا علی المرتضیٰ کی نگاہ کے کمالات :

معزز و محترم ذی وقار حضرات!

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس وقت جنگ صفین میں مشغول تھے۔آپ کے ساتھیوں کو پانی کی سخت ضرورت پڑی۔لوگ دائیں بائیں دوڑے لیکن پانی دستیاب نہ ہوا۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے توجہ ایک کنویں سے ہٹالی تو لق ودق صحرا میں ایک کلیسا نظر آیا۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کلیسا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق پوچھا اس نے کہا یہاں سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانی موجود ہے،سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ ہمیں اجازت دیجئے شاید ہم اپنی قوت ختم ہونے سے پہلے پانی تک رسائی حاصل کرلیں۔اس حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس کی کیا حاجت ہے؟ پھر آپ نے اپنے خچر کو مغرب کی طرف ایڑ لگائی اور ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہاں سے زمین کھودا بھی تھوڑی ہی زمین کھودی تھی تو نیچے سے ایک بڑا پتھر نکلا جسے ہٹانے کیلئے کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہوسکا، حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ پتھر پانی پر واقع ہے۔ ذرا ہمت کر کے اسے اکھاڑ پھینکو۔آپ کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی لیکن اسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔اس پر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے خچر سے نیچے تشریف لائے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا۔اس پتھر کو پانی سے ہٹایا تو نیچے سے نہایت ٹھنڈا میٹھا اور صاف پانی نکل آیا۔ایسا صاف کہ تمام سفر میں انہوں نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔سب نے پانی پیا اور جتنا چاہا بھرلیا۔پھر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھ دیا اور فرمایا۔اس پر خاک ڈال دو جب راہب نے ان احوال کا مشاہدہ کیا تو کلیسا سے نیچے اتر کر حضرت امیر المومنین مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حضور میں حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو کر عرض کی؟ آپ پیغمبر و مرسل ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔

اس نے پوچھا! کیا آپ کوئی ملک مقرب ہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں

اس نے پوچھا، پھر آپ کون ہیں۔

حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں وصی پیغمبر مرسل جناب محمد بن عبداللہ خاتم النبیین ﷺ ہوں۔

راہب کہنے لگا۔ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو راہب نے کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

بعدازاں سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم مدت سے اپنے دین پر کاربند تھے۔ اور اب تم ایمان لے آئے ہو؟

اس نے کہا۔ اے امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ!

اس کلیسا کی بنیاد اس پتھر ہٹانے والے کیلئے تھی، مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے رہے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا اور اپنے علماء سے سنا تھا کہ اس جگہ پر چشمہ ہے اور اس پر ایک پتھر ہے کہ کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اکھاڑ نہ سکے گا جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا ہے تو میری مراد پوری ہوگئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی، جب حضرت مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی کے بال تر ہوگئے، پھر فرمایا۔ سب تعریف اللہ رب العزت کیلئے ہے کہ میں اس کے ہاں بھولا بسرا نہیں ہوں بلکہ اس کی کتابوں میں میرا ذکر ہے۔

اس کے بعد وہ راہب مولا علی کا ملازم بن گیا اور آپ کے ساتھ اہل شام سے مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا اس کیلئے دعا مغفرت کی جس وقت بھی اس کا ذکر ہوتا، آپ اسے اپنا غلام کہہ کر پکارتے ۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۸۸)

محبوب، محبوب خدا :

معزز بھائیو! ....آپ نے سیرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مختلف پہلو پر گفتگو سماعت فرمائی۔اب آخر میں سیدنا مولا علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی محبت ومودت کا تذکرہ سماعت فرمائیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو ساری کائنات سے زیادہ محبوب تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ محبوب محبوب خدا تھے، فرمان عالی شان ہے۔سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا۔(ترمذی ج۲/ص ۷۶۳)

رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سے زیادہ محبت کس سے تھی فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے، پھر پوچھا مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا......فاطمہ کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ

دوسری حدیث میں ہے۔

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے کہ نبی پاک ﷺ نے چار آدمیوں سے محبت کا حکم فرمایا اور بتایا کہ میں بھی ان چار سے محبت کرتا ہوں۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان کے نام بتایئے۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

ان میں ایک سیدنا علی المرتضیٰ ہیں۔(ترمذی جلد دوم ص ۷۱۲)

تیسری حدیث میں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس (پکا ہوا) ایک پرندہ رکھا تھا، آپ نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَیْكَ یَاْكُلُ مَعِیْ هٰذَا الطَّیْرَ فَجَآءَ عَلِیٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ۔

یا اللہ! مخلوق میں سے اپنے محبوب ترین شخص کو میرے پاس لاتا کہ وہ میرے ساتھ پرندہ کھائے اتنے میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے نبی پاک کے ساتھ پرندہ کھایا۔

ایک اور حدیث خیبر کے موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور ایک اور مقام پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان کے والدین سے محبت کرے گا۔

كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (ترمذی جلد دوم ص ۲۱۷)

وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

معزز و محترم حضرات .... آپ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر مشکل کشاء رضی اللہ عنہ کے فضائل و برکات، اخلاق و کردار کے متعلق بڑی محبت و عقیدت سے سماعت فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نائب نبی پاک ﷺ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب تھے۔ اب ان آیات اور احادیث کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کائنات کی ہر چیز کے محبوب ہیں۔ آپ اللہ کریم کے بھی محبوب اور اللہ کے رسول کے بھی محبوب ہیں......... آپ فرشتوں کے محبوب .... حور و غلماں کے بھی محبوب...... صحابہ کرام کے بھی محبوب .... تابعین اور تبع تابعین کے محبوب .... اولیاء عظام کے بھی محبوب .... ائمہ مجتہدین کے بھی محبوب .... مفسرین کے

محبوب.........محدثین کے بھی محبوب.........مقربین کے بھی محبوب.........مکرمین کے بھی محبوب ....عاشقین کے بھی محبوب.........ساجدین کے بھی محبوب ....عابدین کے بھی محبوب.........عاملین کے بھی محبوب.........کاملین کے بھی محبوب

معزز حضرات.........سنو سنو غور سے اے عشاق علی رضی اللہ عنہ.....مولا علی رضی اللہ عنہ تو

زمین و زماں کے محبوب　　مکین و مکاں کے محبوب
شمس و قمر کے محبوب　　شجر و حجر کے محبوب
خشک و تر کے محبوب　　برگ و شجر کے محبوب
جن و بشر کے محبوب　　سماک و سمک کے محبوب
حور و ملک کے محبوب　　افلاک و فلک کے محبوب

الغرض ....

مکے اور مدینہ والوں کے محبوب
عرب و عجم والوں کے محبوب
خاکیوں اور افلاکیوں کے محبوب
عرش و فرش والوں کے محبوب

بلکہ کائنات کے ذرے ذرے کے محبوب

ہر ولی کے محبوب .... ہر مفسر کے محبوب
ہر مقرر کے محبوب......... ہر مجدد کے محبوب
ہر محدث کے محبوب.........ہر غوث کے محبوب
ہر قطب کے محبوب.........ہر ابدال کے محبوب
ہر اوتاد کے محبوب .... ہر جن کے محبوب

ہر فرد کے محبوب .... ہر زاہد کے محبوب

ہر بشر کے محبوب .... ہر مبشر کے محبوب

تیرے محبوب .... میرے محبوب .... ہم سب کے محبوب .... ذرا مل کر کہہ دو

اللہ کے محبوب اور اللہ کے رسول کے محبوب ﷺ

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سچی محبت وعقیدت عطا فرمائے

اور اُن کے وسیلہ سے ہماری بخشش ومغفرت فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

سیّدہ خاتونِ اوّل رضی اللہ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ

جسے ہے طلب سکوں کی درِ مصطفٰے پہ جائے
وہ نصیب جگمگائے وہ مراد دل کی پائے
درِ مصطفٰے کی عظمت کا ثبوت اور کیا ہو
یہاں بادشاہ بھی آئے تو فقیر بن کے آئے
جو یہ چاہے اسکے دل سے مہک آئے مصطفٰے کی
تو زمین دل میں پودے وہ درود کے لگائے
کبھی خواب ہی میں مجھ کو نظر آئے سبز گنبد
میرے آقا تیری فرقت کبھی ایسی شب بھی لائے

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد حضور پُر نور......شافع یوم النشور......نور الانوار......سر الاسرار......نبی مختار......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس نواز میں ہدیہ درود شریف پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا نَبِیَّ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰه
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

حضرت ذی وقار.........اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج ماہ رمضان المبارک کی ۱۰ تاریخ ہے۔آج جس موضوع پر خطبہ ہوگا وہ ہے، ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔آپ کا وصال چونکہ رمضان المبارک میں ہوا۔اسی مناسبت سے آپ کی سیرت کے چند پہلو بیان کئے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے ،حق سننے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

واجب الاحترام سامعین کرام!

آقائے دوعالم......نبی مکرم....نور مجسم....تاجدار کون ومکاں......احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر لاتعداد مرتبہ درود وسلام ،جن کی نسبت ذریعہ نجات ہے.....جن کی نسبت سے اللہ کی رضا ملتی ہے....جن کی نسبت سے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا خاتون اول بن گئیں......جن کی نسبت سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ مومنوں کی ماں بن گئیں.......جن کی نسبت سے خدیجۃ الکبریٰ معلّمہ اول بن گئیں....جن کی نسبت سے خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ اول بن گئیں........جن کی نسبت سے خدیجۃ الکبریٰ عابدہ اول بن گئیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہی خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلے اسلام لانے والی بن گئیں......حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے نبوت کی اول تصدیق کرنے والی بن گئیں۔ایسی عظمت ورفعت کو خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں بیان فرمایا ہے۔اللہ کریم کا ارشاد ہے۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ (پ۲۲)

اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح

اس آیت مقدسہ میں ازواج مطہرات کی فضیلت وعظمت بیان کی گئی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وزوجیت کے سبب دنیا کی تمام عورتوں سے بالاتر ہے۔

مقام غور ہے کہ جب آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی مثل دوسری عورتیں نہیں ہوسکتیں تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کون ہوسکتا ہے۔

مومنوں کی مائیں:

خالق ارض وسماء نے قرآن مجید میں ازواج رسول امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا تذکرہ فرمایا۔ ہے اوران کوتمام اہل اسلام کے مائیں قرار دیا ہے۔ارشاد باری ہے۔

نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اورآپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

حضرات محترم .... اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو صراحۃً امت کی مائیں اور حضور علیہ السلام کوامت کے روحانی باپ قرار دیا ہے۔

اولیٰ کے معنی :

اولیٰ کے معنی زیادہ قریب.....زیادہ مالک.....زیادہ حقدار کے ہیں۔یہاں یہ تینوں معنی درست ہیں۔آیئے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن لیں۔بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَامِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ (بخاری)

کوئی مومن ایسا نہیں جس کیلئے میں دنیا اور آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اولیٰ اور اقرب نہ ہوں۔

مومن کی نشانی :

حضور نبی کریم ﷺ کی محبت دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ آیئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ مومن کون ہے؟ بخاری شریف جلد اول کی حدیث پیش خدمت ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ (بخاری ج ۱)

تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں میری محبت اپنے باپ، بیٹے اور سب انسانوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔

حضرات محترم! .... اللہ کے قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوا کا ازواج رسول ﷺ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس تعلق کے باعث ہر مومن کا فرض ہے کہ ان کا اسی طرح احترام کرے جس طرح اپنی ماں کا احترام کرتا ہے، بلکہ اپنی ماں سے بھی زیادہ ادب و احترام کریں۔ اگر ان جسمانی ماؤں کا احترام نہ کرنے والا رحمت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے تو جو بدنصیب اپنی روحانی ماؤں کے متعلق گستاخیاں کرنے سے باز نہیں آتے انہیں اپنے حشر کا ابھی سے اندازہ کرلینا چاہئے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

ازواج رسول جنتی ہیں :

امام طبرانی اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن اوفی سے بیان کیا ہے کہ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَاَلۡتُ رَبِّیۡ اَنۡ لَّا اَتَزَوَّجَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنۡ اُمَّتِیۡ وَلَا یَتَزَوَّجَ اِلَیَّ اَحَدٌ مِّنۡ اُمَّتِیۡ اِلَّا کَانَ مَعِیَ فِی الۡجَنَّۃِ فَاَعۡطَانِیۡ ذٰلِکَ ۔ (صواعق محرقہ، آرسول ص ۱۳۴)

میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس سے نکاح کروں اور جو میری امت میں سے مجھ سے شادی کرے وہ میرے ساتھ جنت میں ہو۔ اللہ تعالٰی نے میری یہ دعا قبول فرمالی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ تمام ازواج رسول امہات المومنین رضی اللہ عنہن جنتی ہیں۔ ازواج رسول دنیائے اسلام کی عظیم ترین مائیں ہیں۔ ان کا ادب واحترام اور تعظیم کرنا فرض ہے۔ ہم آج ان عظیم ماؤں میں سے ایک ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

شانِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا :

ان عظیم ماؤں میں سے ایک عظمت والی ماں خاتون اول، عابدہ، ساجدہ، مومنہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ محسنہ کائنات سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ ایک ایسی پاکیزہ شخصیت کا اسم گرامی ہے جو اسلام کی تاریخ میں ایک نمایاں اور امتیازی مقام رکھتی ہیں۔ آج ہم خدیجۃ الکبریٰ کی حیات طیبہ کے ان روشن پہلوؤں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو اسلام کے دامن میں چمکتے ہوئے موتیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا وہ عظیم المرتبت ہستی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سخت ترین مشکلات ومصائب کو برداشت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے اپنی دولت ومال ومتاع کو اللہ کریم کے راستے میں خرچ کیا اور آپ علیہ السلام کی پہلی زوجہ ہونے کا شرف بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا۔

نام ونسب :

آپ کا اسم مبارک خدیجۃ الکبریٰ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ ہے۔

لقب :

آپ رضی اللہ عنہا کا لقب طاہرہ اور کنیت ام ہند، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت زاہدہ ہے۔

حضور ﷺ سے نکاح :

جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کو اپنی ذہانت وامانت اور بلندیٔ اخلاق اور حسن سیرت کی وجہ سے پورے مکہ معظمہ میں امین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اسی طرح سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو اپنی پاکیزگی اور عفت وراست بازی کی وجہ سے طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی لوگوں کی زبانوں پر محبوب ﷺ کو امین مشہور کرادیا اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو طاہرہ مشہور کردادیا تاکہ دونوں کی امانت اور طہارت میں آپ کا کوئی ثانی نہ ہو۔ (ضیاء النبی جلد ۲)

خاتونِ اول نے خواب دیکھا:

ایک دن سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب آسمان سے اتر کر میرے گھر داخل ہوا پھر اس کی اتنی روشنی پھیلی کہ مکہ معظمہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا جو اس کی روشنی سے روشن نہ ہو گیا ہو۔ جب خواب سے بیدار ہوئیں تو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے اپنا خواب بیان کیا۔ وہ بڑے معبر تھے انہوں نے کہا کہ نبی آخر الزماں تیرے خاوند ہوں گے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے پوچھا کہ یہ نبی کس شہر میں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں، پھر پوچھا کہ کس قبیلے سے

تعلق رکھیں گے، انہوں نے کہا کہ قبیلہ قریش سے، پھر پوچھا کس بطن سے، انہوں نے کہا بنی ہاشم سے، پوچھا ان کا اسم گرامی کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ ان کا نام مبارک محمد ﷺ ہے۔ اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہمیشہ اسی انتظار میں رہیں کہ کس وقت میری قسمت کا ستارہ چمکتا ہے۔ (آل رسول/ مدارج النبوۃ/ جامع المعجزات)

بلکہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ پر یوں نغمہ لاہوتی ہوگا۔

یارب میری سوئی تقدیر جگا دے
آنکھیں مجھے دی ہیں تو مدینہ بھی دکھا دے
سننے کی جو قوت مجھے بخشی ہے خداوند
پھر مسجد نبوی کی اذانیں بھی سنا دے
حوروں کی نہ غلماں کی نہ جنت کی طلب ہے
مدفن مرا سرکار کی بستی میں بنا دے
منہ حشر میں مجھ کو نہ چھپانا پڑے یارب
مجھ کو محبوب ﷺ کی کملی میں چھپا دے

حضور ﷺ کو تجارت کی پیش کش:

ایک روز سید العرب والعجم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے گھر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ کے چچا حضرت ابو طالب اور پھوپھی عاتکہ آپ کے حسن اخلاق اور اچھی سیرت دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ محمد ﷺ جوان ہو چکے ہیں مگر ہمارے پاس اتنا مال نہیں کہ ہم ان کی شادی کر سکیں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ کی پھوپھی عاتکہ نے کہا خدیجہ ایک ایسی عورت ہے کہ جو شخص بھی اس کے کاروبار میں شرکت کرتا ہے۔ اس

کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے، اب اس کا ارادہ ہے کہ ملک شام کی طرف اپنا قافلہ روانہ کرے۔ ہم محمد ﷺ کو خدیجہ کے حوالے کریں تا کہ کچھ مال حاصل ہو۔ جس سے ہم آپ کی شادی کا انتظام کر سکیں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امادگی کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ آپ کی پھوپھی عاتکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان کو اپنے مشورہ سے آگاہ کیا کہ تم حضور علیہ السلام کو اپنا مال دے کر ملک شام بھیجو۔ (ضیاء النبی)

صاحب خلق عظیم نبی :

اللہ کریم کا ارشاد مبارک ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ (پ۲۹)

بے شک آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلق عظیم کا پیکر بنا کر بھیجا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن ادا کی قسم

سامعین محترم !......... جب حضور ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال لیکر شام جانے لگے تو حضرت خدیجہ نے دل میں کہا یہ میرے خواب کی تعبیر معلوم ہوتی ہے کیونکہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کہ تمہارا خاوند عرب سے ہوگا اور آپ عربی ہیں اور مکی ہاشمی بھی ہیں اور آپکا نام مبارک بھی محمد ﷺ ہے اور صاحب خلق عظیم بھی ہیں۔ خیال آیا کہ ابھی ان سے عقد نکاح کر لیں مگر کسی مصلحت کی بنا پر رُک گئیں۔ (کتاب الاستیعاب)

قافلہ کی روانگی

سرکار مدینہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے مگر طبیعت اداس تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ادھر قافلہ کی روانگی کا وقت آ گیا۔ میسرہ جو خدیجہ کا غلام اور امیر قافلہ تھا اس نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ اونٹوں کی قطار کی باگ پکڑ لیں اور شام کی طرف چلیں۔ چنانچہ یہ قافلہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گیا۔ (جامع المعجزات ص ۲۳۰)

راستہ میں نور نبوت کی جھلکیاں :

قافلہ جونہی حدود مصر داخل ہوا تو وہاں ایک مقام پر پڑاؤ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک سفید بدلی بھیجی جو امام الانبیاء ﷺ پر سایہ کرتی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو تاکید کر دی تھی کہ وہ محمد ﷺ کو بہترین کپڑے پہنائیں اور بہترین سواری پر سوار کریں چنانچہ میسرہ نے اپنی مالکہ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔

آمنہ کے لال پیکر حسن و جمال علیہ السلام اونٹ پر سوار ہیں اور بدلہ سایہ کرتی ہے اور ٹھنڈی ہوا پنکھا ہلاتی ہے۔ جب قافلہ ایک راہب کے عبادت خانہ کے قریب پہنچا جو راستہ میں تھا، قافلہ ایک درخت کے نیچے ٹھہرا جب راہب اپنے عبادت خانہ سے باہر نکلا تو دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ پر بادل سایہ کئے ہوئے ہے۔ راہب سمجھ گیا کہ بے شک یہ شخص اللہ کا نبی ہے اس نے قافلہ والوں کی دعوت کی تا کہ صاحب کرامت شخص کا پتہ چلے۔ (جامع المعجزات، خاتم النبیین امام محمد ابوزہرہ جلد اول)

اہل قافلہ راہب کے عبادت خانہ میں کھانے کیلئے چلے گئے جو مقصود کائنات تھا یعنی حضور ﷺ اس کو سواریوں اور اسباب کی حفاظت کیلئے چھوڑ گئے۔ جب راہب نے

عبادت خانہ سے باہر نکل کر دیکھا کہ بادل کا سایہ اسی جگہ قائم ہے۔ مہمانوں سے دریافت کیا کہ تمہارا کوئی آدمی اسباب کے پاس تو نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ ایک یتیم جو اونٹوں کو چراتا ہے اور اسباب کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی کو اپنے ڈیرہ پر چھوڑ آئے ہیں۔

یہ سن کر راہب سرکار مدینہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے عبادت خانہ کی طرف لے چلا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ وہاں سے چلے تو راہب نے دیکھا کہ بادل بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ جب عبادت خانہ آپ داخل ہوئے تو کھانا کھانے کے لئے دستر خوان پر بیٹھے تو راہب نے دیکھا کہ بادل عبادت خانہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ راہب نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کس شہر کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا مکہ مکرمہ کے۔ کہا کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا قبیلہ قریش سے۔ پھر پوچھا قریش کی کونسی شاخ سے۔ آپ نے فرمایا بنی ہاشم سے۔ پھر اس نے آپ کا نام مبارک پوچھا۔ فرمایا میرا اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ راہب آپ کے قدموں مبارک پر گر پڑا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ راہب نے کہا ذرا ایک اور نشانی بھی دیکھا دیجئے تا کہ یقین میں اضافہ ہو۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی؟ تو راہب نے عرض کی کہ آپ ذرا کندھوں سے کپڑا اتاریں کہ میں مہر نبوت کی زیارت کرسکوں۔ حضور ﷺ کندھوں سے کپڑا ہٹایا تو راہب مہر نبوت سے مشرف ہوا۔

اٰمَنْتُ بِكَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ الَّذِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِی التَّوْرَاةِ فَلَمَّا رَاَی الْخَاتَمَ قَبَّلَهٗ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الَّذِیْ بَشَّرَ بِكَ عِیْسٰى۔

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جن کا ذکر اللہ

تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے پھر جب اس نے مہر نبوت کو دیکھا تو چوم لیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، نبی امی ہیں جس کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ (خاتم النبیین، امام ابوزہرہ جلد اول۔ بحوالہ ضیاء النبی جلد دوم ص ۱۳۰)

آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زنجیریں ٹوٹ گئیں:

محترم سامعین! قافلہ شام میں پہنچا۔ وہاں تجارت کی خرید وفروخت کی، ان دنوں میں وہاں یہودیوں کا عید کا دن تھا۔ چنانچہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور میسرہ تینوں حضرات یہودیوں کی عید گاہ میں چلے گئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قندیلوں پر نظر نبوت فرمائی جو زنجیروں سے لٹکی ہوئی تھیں تو تمام زنجیریں ٹوٹ کر گر پڑیں۔ جس سے یہودی بہت ڈر گئے۔ انہوں نے اپنے علماء سے اس کے متعلق دریافت کیا تو علماء یہود نے کہا کہ توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جب نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی عید گاہ میں تشریف لائیں گے تو اس وقت یہ علامت ظاہر ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔

یہودیوں کے دلوں میں آخرالزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حسد کینہ بھرا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہ اگر ہم نے ان کو دیکھ لیا تو ان کو قتل کر دیں گے۔ انہوں نے آپ کی تلاش شروع کر دی مگر خدا نے آپ کی حفاظت کا انتظام فرما دیا۔ ارشاد خالق کائنات ہے۔

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور میسرہ جب یہودیوں کے ان عزائم پر مطلع ہوئے تو بہت جلد وہاں سے مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹنا شروع کیا جب قافلہ مکہ معظمہ سے سات

دن کی مسافت پر پہنچا تو میسرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دیا تا کہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو قافلہ کی آمد کی خوشخبری سنائیں۔

قافلہ کی واپسی اور شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم :

سامعین !........ جب قافلہ شام سے واپس آیا تو میسرہ نے ایک عمدہ اونٹنی کو ریشمی کپڑے سے مزین کر کے اللہ کے برگزیدہ نبی کو سوار کیا اور ان کو ایک خط دیا جس میں لکھا تھا کہ سید قریش گذشتہ تمام سالوں سے اس سال تجارت میں زیادہ نفع ہوا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار مکہ مکرمہ کی طرف رواں دواں ہیں جس مال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک لگ جائیں اس مال میں برکت آجاتی ہے۔ حکم الٰہی ہوا اے جبرئیل علیہ السلام! میرے محبوب کی اونٹنی کے قدموں کے نیچے کی زمین لپیٹ دو۔

اے اسرافیل علیہ السلام! تم ان کے دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام آپ کے بائیں طرف محافظ بن جاؤ، اے بادل! تم میرے حبیب پر سایہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر نیند سوار کر دی اور سرکار مدینہ سو گئے اور قدرت الٰہی سے تھوڑے سے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی سرزمین میں داخل ہو گئے۔

آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور لونڈی کی آواز :

اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اپنی باندیوں کے ساتھ بالا خانہ پر تشریف رکھتی تھیں۔ جب انہوں نے شام کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ اونٹنی سوار آرہا ہے جس کے سر پر بادل سایہ کیا ہوا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اپنی لونڈیوں سے پوچھا کہ تم اس اونٹنی سوار کو جانتی ہو جو تشریف لا رہا ہے۔ ایک باندی نے کہا یہ محمد امین علیہ السلام کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

نے فرمایا اگر یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں گے تو میں ان کی آمد کی خوشی میں تم کو آزاد کرتی ہوں۔
اتنے میں محبوب خدا، والضحیٰ کے چہرے والے حضرت خدیجہ کے گھر کے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کا استقبال کیا اور خیر مقدم کیا، اور کہا کہ جس اونٹنی پر آپ سوار ہو کر آئے ہیں میں نے اسے آپ کو بطور تحفہ عطا کر دیا۔

خاتونِ اوّل سلام اللہ علیہا کی شادی۔

سامعین محترم ! سرکار دو عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال ہوئی تو ادھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بہت سے پیغامات بھی نکاح لئے مل چکے تھے مگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت وصداقت، دیانت کا پہلے چرچا سن رکھا تھا اور اب ذاتی تجربہ بھی ہو گیا اس لئے آپ کی خواہش تھی کہ کسی طرح اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں تو آپ کا نکاح میرے ساتھ ہو جائے۔ یوں بھی خدیجۃ الکبریٰ مختلف خواب دیکھ چکی تھیں۔ جن میں آپ کی زندگی کا سلسلہ ایک نہایت بلند و بالا شخصیت سے وابستہ ہوتے دکھایا گیا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اپنی ایک سہیلی کے ذریعہ پیغام نکاح بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر اپنے چچا حضرت ابو طالب سے تذکرہ کیا تو انہوں نے انہیں بہت ہی پسند کیا۔ (خاتم النبیین امام ابوزہرہ جلد اول، ضیاء النبی ج ۲)

حضرت خدیجہ کے گھر محبوب کائنات کی بارات : تو ورقہ بن نوفل حضرت ابو طالب کے گھر گئے اور خطبہ پڑھا کر سرکار مدینہ کا نکاح حضرت خدیجہ کے ساتھ کر دیا۔ ورقہ بن نوفل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ آپ میرے ساتھ خدیجہ کے گھر چلو چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ

عنہا نے دروازے پر سو غلام استقبال کیلئے کھڑے کئے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں موتیوں اور یاقوت اور زرجرجہ سے بھرے طباق تھے۔ جب شہنشاہ دو عالم شب اسراء کے دولہا وہاں پہنچے تو غلاموں نے سب طباق آپ پر نچھاور کئے۔ جب بارات گھر میں داخل ہوئی تو آپ کیلئے دستر خوان بچھایا گیا جس پر لذیذ رنگا رنگ کے کھانے چنے گئے۔ دونوں حضرات نے کھانا تناول فرمایا۔ صدیق اکبر تو کھانا کھا کر چلے گئے اور حضرت خدیجہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا تمام مال نقد و جنس، جائیداد محلات باندیاں اور غلام سب کے سب آپ کے ہیں۔ اللہ کریم ارشاد فرمایا ہے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى۔ (پ۳۰)

اور اس نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔

ظاہری غنی کی تو صورت یہ تھی کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی جان اپنا سارا مال حاضر کر دیا اور اپنے تمام رشتہ داروں کی موجودگی میں یہ اعلان کر دیا کہ یہ مال اب میرا نہیں بلکہ ان کا ہے چاہے تو ابھی تقسیم کر دوں چاہے اپنے پاس رکھیں۔

(ضیاء القرآن جلد پنجم)

سیدہ خاتون اول محبوب خدا کی نظر میں :

سامعین محترم!...... سیدہ خدیجہ الکبریٰ، طاہرہ، عابدہ، ساجدہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کا نکاح ایک نئی زندگی کا آغاز ہے۔ سرکار مدینہ رحمت عالم ﷺ پر حضرت خدیجہ نے سب کچھ قربان کر دیا۔ سیدہ کی صرف اور صرف ایک خواہش تھی کہ محبوب خدا ﷺ کے متعلق جو اشارات سنتی ہوں یا اچھے خواب دیکھتی ہوں خدا کرے کہ میں اس نبی کی

زوجہ بننے کی سعادت حاصل کروں جسے ختم رسالت کے تاج سے سرفراز فرمایا جانا ہے ان سعادتوں اور مسرتوں سے ان کا دل باغ باغ ہو رہا تھا۔ وہ ایک ایسی پاکیزہ جانثار اور گھربار حضور ﷺ پر قربان کرنے والی بیوی تھیں جس کے متعلق حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

خَيْرُ نِسَآءِ هَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلَدَ ۔ اپنے زمانہ میں سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلد تھی۔ (بخاری وترمذی)

مومنہ اول :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اٰمَنَتْ بِیْ حِیْنَ کَفَرَ بِیَ النَّاسُ صَدَّقَتْنِیْ حِیْنَ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ اَشْرَکَتْنِیْ فِیْ مَالِهَا وَحَرَمَنِی النَّاسُ وَ رَزَقَنِیَ اللّٰهُ وُلْدَهَا وَحَرَمَ وُلْدَ غَیْرِهَا۔ (استیعاب)

امام الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں۔ سیدہ خدیجہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور کفر اختیار کیا۔ جب لوگوں نے میری مالی اعانت سے ہاتھ کھینچا تو خدیجہ نے اپنے مال کے خزانوں کا منہ میرے لئے کھول دیا۔ مجھے خدیجہ سے اللہ نے اولاد عطا فرمائی جبکہ کسی دوسری بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔

یہ دراصل سرکار مدینہ رحمت عالم ﷺ نے حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی ان خدمات کو سراہا ہے جو انہوں نے نبوت کیلئے اسلام کیلئے یعنی دین کیلئے سرانجام دی تھیں۔

شان خدیجہ رضی اللہ عنہا :

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی شان خدا اور اس کے پیارے محبوب کریم علیہ

السلام نے بیان فرمائی ۔آیئے دیکھیں کتنی اعلیٰ وارفع ،عظمت ورفعت ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ۔ذرا توجہ فرمائیں۔

عظمت کی مالک ہیں تو خدیجہ ۔۔۔ رفعت کی مالک ہیں تو خدیجہ
عصمت کی مالک ہیں تو خدیجہ ۔۔۔ عفت کی مالک ہیں تو خدیجہ
رحمت کی مالک ہیں تو خدیجہ ۔۔۔ جنت کی مالک ہیں تو خدیجہ
مرکز و مہر وفا ہیں تو خدیجہ ۔۔۔ محور صدق و صفا ہیں تو خدیجہ
پیکر جود و سخا ہیں تو خدیجہ ۔۔۔ عکس صبر و رضا ہیں تو خدیجہ
منبع علم و حیا ہیں تو خدیجہ ۔۔۔ پیکر حسن و جمال ہیں تو خدیجہ

مصدر جود و سخا ہیں تو خدیجہ سلام اللہ علیہا بلکہ کون خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو

خاتون اوّل بھی ہیں..............معلّمہ اوّل بھی
رفیقہ اوّل بھی ہیں..............شفیقہ اوّل بھی
رحیمہ اوّل بھی ہیں ....کریمہ اول بھی
مخدومہ اوّل بھی ہیں..............معصومہ اوّل بھی
ام المومنین اوّل بھی ہیں..........منورہ اوّل بھی
طیبہ اوّل بھی ہیں ....طاہرہ اوّل بھی
سیدہ اوّل بھی ہیں..............ساجدہ اوّل بھی
مومنہ اوّل بھی ہیں ....مطہرہ اوّل بھی
صابرہ اوّل بھی ہیں ....شاکرہ اوّل بھی
فاضلہ اوّل بھی ہیں ....عالمہ اوّل بھی
مکرمہ اوّل بھی ہیں..............معظّمہ اوّل بھی

خدا کا سلام خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نام :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہیں۔ایک برتن لیکر اس میں سالن ہے یا شربت۔

فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

پھر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کو پروردگار کا سلام کہیے اور میری طرف سے ان کو خوشخبری دیجئے جنت میں ایک گھر کی جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے نہ اس میں شوروغل ہے نہ کوئی تکلیف ہے۔(صحیح مسلم، ترمذی)

سبحان اللہ! کتنی شان ہے مومنوں کی اس ماں کی جس کو اللہ تعالیٰ جنت کی خوشخبری دیتا ہے اور سلام بھیجتا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں سے محبت :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں میں نے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا جناب خدیجہ پر کیا وہ میرے سے تین برس پہلے انتقال فرما چکی تھیں اور یہ رشک میں اس وقت کرتی جب تاجدار مدینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کا ذکر کرتے (اور ان کی تعریف فرماتے) دوسری بات یہ ہے کہ

وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ۔

اور پروردگار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دیں ایک خوبصورت مکان کی جنت میں جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے۔

تیسری بات یہ ہے۔ وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاۃَ ثُمَّ یُھْدِیْھَا اِلٰی خَلَائِھَا۔ اور جب آپ بکری ذبح کرتے تھے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس اس کا گوشت بھیجتے تھے

(مسلم شریف جلد ثانی ۲۸۴)

حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ طاہرہ کی بہن (حضور ﷺ کی سالی) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ کو خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آیا۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ ھَالَۃُ بِنْتُ خُوَیْلَدٍ......اے اللہ خویلد کی بیٹی ہالہ........ فَغِرْتُ.....تو میں نے اس بات پر رشک کیا۔ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک بار حسانہ مزینہ نبی کریم ﷺ سے ملنے آئی حضور ﷺ نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے رہے کہ ہمارے بعد تمہارا حال کیا رہا۔ وہ چلی گئی تو میں نے سرکار سے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی جس سے ایسی عنایت سے حضور باتیں فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خدیجہ کی سہیلی ہے۔ اسے خدیجہ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ (رحمۃ للعالمین جلد۲ بحوالہ الاستیعاب ج ۲)

معلوم ہوا جس سے محبت ہوتی ہے۔ اس کے دوستوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں سے بھی محبت اور احترام فرماتے اور ان کو بھی کبھی کبھی تحفہ بھیجتے۔

وفات خدیجۃ الکبریٰ:

روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی رحلت کے وقت حضور سید عالم ﷺ ان کے حجرہ پاک میں تشریف لائے تو جنابہ خدیجہ رضی اللہ

عنہا نے آپ کی خدمت میں شدت مرض کی شکایت پیش کی۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشکبار آنکھوں سے ان کیلئے دعائے خیر کرتے ہوئے فرمایا۔ اے خدیجہ جنت آپ کی زیارت کی مشتاق ہے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موت کا فکر نہیں، میں تو آپ کی صحبت سے مفارقت کی وجہ سے روتی اور حسرت زدہ ہوں۔

مرگ بیم ندارم ولے ازاں ترسم
کہ من بمریم وتو جان دیگراں باشی

ترجمہ: میں موت کا ڈر نہیں رکھتا لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میں مرگیا تو تو اوروں کی جان بن جائے گا۔

آخری آرزو:

کتاب ''سبکیات'' میں امام وقار رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ جب خدیجہ خاتون رضی اللہ عنہا کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ دیر میرے سامنے تشریف لائیں تا کہ میں آپ کا آخری دیدار کرلوں اور آپ کے دیدار کے شوق سے توشہ آخرت تیار کرلوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھ گئے تو جنابہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی زندگی آپ کی خدمت اقدس میں بسر کی ہے اور اب قاصد اجل آنے والا ہے اور میں جا رہی ہوں میں التماس کرتی ہوں کہ قیامت میں مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میری بات کرتے ہوئے میری بخشش کی دعا کرنا اور اس مشکل وقت میں میری سفارش وشفاعت فرمانا۔ علاوہ ازیں اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں

کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو معاف فرما دینا۔

نیز یہ کہ میری بیٹی فاطمہ چھوٹی ہے اور بغیر ماں کے رہ جائے گی۔ اس پر دست رافت اور نگاہ شفقت رکھنا اس کے ساتھ ہی حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ سے ایک بڑی بات کہنا چاہتی ہوں مگر آپ کے سامنے عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ میں وہ بات فاطمہ کو بتاتی ہوں وہ آپ کی خدمت میں عرض کردے گی۔

حضور رسالت مآب ﷺ آنسو بہاتے ہوئے ان کے سرہانے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور جنابہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اندر آ کر اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ حضرت خدیجہ طاہرہ نے انہیں فرمایا۔ بیٹی اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کرو کہ میری ماں کی خواہش ہے کہ آپ اپنی چادر مبارک جو نزول وحی کے وقت زیب بدن فرمایا کرتے تھے میرے کفن کیلئے عطا فرما دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ پر رحمت فرمائے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی والدہ محترمہ کا پیغام آپ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چادر مبارک عطا فرما دی اور فرمایا بیٹی چادر اپنی ماں کو دکھا دو تاکہ وہ خوش ہو جائے۔

حضرات ذی وقار........معلوم ہوا سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ نسبت سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ چاہے دنیا کا معاملہ ہو یا آخرت کا۔ اسی لئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی وہ چادر جو آپ ﷺ نزول وحی کے وقت زیب تن فرمایا کرتے تھے، حاصل کرنے کی خواہش فرمائی۔ اس چادر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قبر میں رحمتوں کا نزول فرمائے گا۔ اگر یہی عقیدہ ہر مسلمان کا ہو جائے تو تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بہشتی کفن :

اسی اثناء میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ''یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' اللہ تعالیٰ نے آپکو سلام بھیجا ہے، فرمایا ہے آپ اپنی چادر مبارک سنبھالیں۔ خدیجہ نے اپنا سب کچھ ہمارے راستے پر فدا کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا کفن ہمارے ذمہ ہے ہم اسے اپنے کرم کی پوشاک عطا کریں اور اس کیلئے جنت سے پاکیزہ تر کفن بھیجتے ہیں۔ اگر یہ روایت صحت کو پہنچتی ہے تو جنت کا کفن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیتوں میں سے ہوگا۔ (روضۃ الشہدا ص ۷۸)

ام المومنین سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بعثت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوا اور اس وقت آپ کی عمر شریف پینسٹھ سال تھی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۴ یا ۲۵ سال شریک حیات رہیں۔ مقام حجون میں دفن کی گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرمائی۔ انکی وفات کے سال کا نام عام الحزن ہے۔ (آل رسول)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

عظمتِ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ ○ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ

اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند اگر پرہیزگاری اختیار کرو۔ (ترجمہ جمال القرآن: الاحزاب ۳۲)

حضرات ذی وقار:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد وثناء اور آقائے دوعالم......فخر بنی آدم......مدینہ کے تاجدار......شہرارم......شفیع معظم......رسول اکرم......شہنشاہ کون ومکاں......شمع جمال بزم امکاں......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفٰے ﷺ کی بارگاہ بے کس نواز میں محبت وعقیدت سے مل کر قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھیں اور اپنا دل عشق مصطفٰے ﷺ سے معمور اور پرنور فرمائیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمٖ

میرے اسلامی بھائیو!

کتنا روحانی اور ایمانی وجدانی روح پرور منظر تھا جب ہم سب مل کر حضور پُرنور ﷺ کی عظمت وشان میں قصیدہ بردہ کے چند اشعار پڑھ رہے تھے۔آج کی یہ ایمان افروز محفل ام المومنین زوجہ نبی معظم،صدیقہ کائنات،عفیفہ کائنات زوجہ رحمت کائنات پیکر شرم وحیا،مجسمہ جود وسخا،نگہت نور ضیاء،محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت ورفعت بیان کرنے کیلئے سجائی گئی ہے۔

معزز حضرات ....سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات سے پیاری محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں آپ کی جب حضور ﷺ سے شادی ہوئی تو آپ کی عمر مبارکہ تقریباً ۹ سال تھی اور آپ اپنے گھر کا کام کاج خود کرتیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کر کے تمام ازواج مطہرات میں بلند مقام حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ اللہ خالق کائنات جل جلالہ' کبھی اپنے محبوب کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کو آسمانوں سے سلام بھیجتا ہے........کبھی حضور نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ سے نکاح کرنے کا حکم فرمارہا ہے اور کبھی آپ کی پاک دامنی کے لئے آسمانوں سے قرآن مجید فرقان حمید کی آیات کا نزول فرماتا ہے........کبھی کبھی سفر کی حالت میں پانی کی کمی کی وجہ سے آیت تیمم کا نزول فرماتا ہے۔........کبھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق و کردار کی گواہی دیتا ہے۔

الغرض ....اسلامی بھائیو! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اطاعت اور خدمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خوف الٰہی اور خشیت الٰہی کی پیکر تھیں۔

ان نفوس قدسیہ کے متعلق خالق کائنات نے سورۃ الاحزاب آیت ۳۲ میں یوں ارشاد فرمایا۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ۔

اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی کی مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

حضرات محترم .... ان آیات بینات میں خالق ارض وسماوات نے نبیوں کی ازواج کی شان ومقام اور عظمت ورفعت کو بیان فرمایا۔

کہ تم کوئی عام عورتوں کی طرح نہیں ہو بلکہ تم اس کائنات ارض وسماوات میں تمام جن وبشر سے افضل واعلیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت ونبوت سے سرفراز فرمایا......ان کی ازواج بنانے کا شرف عطا فرمایا۔ اس منصب کی وجہ سے تمہیں حکم دیا جارہا ہے کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو بلکہ تمام عورتوں میں تمہارا خاص مقام ہے۔ اسی لئے تمہیں چاہئے کہ اپنی زندگی کو تقویٰ وپرہیزگاری سے مزین کر کے معرفت کے نور سے منور ومعطر کریں، یہی تمہاری شان ومقام کے لائق ہے۔ ان ازواج مطہرات میں ایک زوجہ رسول حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی سیرت کے چند گوشوں کے متعلق سننے کیلئے یہ بزم سجانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے صدقے ہمیں دین ودنیا میں کامرانی وکامیابی عطا فرمائے۔ آمین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت :

اللہ کے پیارے محبوب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کی فضیلت وعظمت خود آقائے دوعالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی،

ترمذی شریف جلد۲ص ۲۶۸ پر تحریر ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی ثرید کو باقی کھانوں پر۔

حضرات محترم ....سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیونکہ امیر المومنین خلیفہ اول یار غار صاحب مزار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور پیار تھا بلکہ آپ صدیق اکبر کی بیٹی ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عاشقہ تھیں۔ آیئے ذرا توجہ فرمائیں کون عائشہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا۔

مومن باپ کی مومنہ بیٹی
عالم باپ کی عالمہ بیٹی
فاضل باپ کی فاضلہ بیٹی
کامل باپ کی کاملہ بیٹی
عامل باپ کی عاملہ بیٹی
عابد باپ کی عابدہ بیٹی
ساجد باپ کی ساجدہ بیٹی

صدیق باپ کی صدیقہ بیٹی
شاکر باپ کی شاکرہ بیٹی
طیب باپ کی طیبہ بیٹی
صابر باپ کی صابرہ بیٹی

حضرات محترم......ذرا غور تو فرمایئے کیا مقام ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا......

اللہ اللہ عائشہ کا اتنا اونچا ہے مقام
حشر تک اُن ہی کے گھر میں ہے محمد ﷺ کا قیام

حضور ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت اور پیار کرتے تھے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس ساری کائنات میں آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے، آپ نے فرمایا۔

قَالَ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ محبت عائشہ سے ہے۔ صحابی رسول نے پھر عرض کیا اس کے بعد فرمایا۔

مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا ۔

مردوں میں سے فرمایا ان کے والد سے۔

حضرات محترم ....معلوم ہوا اس کائنات میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کی محبوب اور محبوبہ بیوی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں.........کیونکہ حضور پُرنور ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں۔

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت زینت بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زوجہ

مگر قسم خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے ساری ازواج مطہرات

عزت والی .... عظمت والی

رفعت والی .... عصمت والی

مقام والی .... شان والی

وقار والی .... پیار والی

کردار والی .... علم والی

اطاعت والی............... طہارت والی

سیرت والی .... صورت والی

صبر والی .... قناعت والی

دیانت والی ....امانت والی

محبت والی.....................نسبت والی

شجاعت والی...................سخاوت والی

ایمان والی ....ایقان والی

مگر پیارے اسلامی بھائیو!

قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری ازواج مطہرات سے زیادہ محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں۔

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برات پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۃ نور جن کی گواہ
ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
اس کی عصمت پہ لاکھوں سلام

معزز اسلامی بھائیو!.............سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نور نظر اور دختر نیک اختر ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام ام رومان ہے۔ یہ نو برس کی تھیں۔ جب حضور نبی کریم، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا اور شوال دو ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہو گئیں اور نو برس تک حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز ہیں۔ ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب

سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی مگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی تھی تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی الٰہی اترتی رہتی ہے۔ (بخاری بحوالہ سیرت مصطفٰی ص ۴۱۸)

عظمت عائشہ صدیقہ :

میرے پیارے اسلامی بھائیو!..............آپ نے مختصر سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماعت فرمائی۔ آپ مکمل سیرت کو ذرا تفصیل سے سماعت فرمائیں۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات پر محبوب خدا ﷺ کو بہت صدمہ ہوا اللہ کی رحمت جوش میں آئی اپنے محبوب کریم ﷺ کیلیئے شادی کا اہتمام فرمادیا۔

ایک دن فرشتوں کا امام سیدنا جرائیل علیہ السلام جنت سے ایک ورق لیکر محبوب خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس ورق پر ایک تصویر تھی فرشتوں کے امام جرائیل امین علیہ السلام نے وہ تصویر محبوب خدا ﷺ کو دکھاتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ (جل جلالہٗ) نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا کہ اس دوشیزہ کے ساتھ ہم نے آپ کا نکاح عرش پر کر دیا ہے۔ آپ اس کے ساتھ فرش پر نکاح فرمالیجئے گا۔ یہ کہہ کر وہ تصویر فرشتوں کے امام نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کردی۔ حضور ﷺ نے جرائیل امین سے فرمایا۔.........اے جبرئیل علیہ السلام جانتے ہو یہ تصویر کس کی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی جانتا ہوں سرکار؟ یہ آپ کے دوست صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ کی تصویر ہے۔

ترمذی شریف جلد۲ ص ۲۶۶ پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

عالی شان موجود ہے۔

اِنَّ جِبْرَئِیْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِیْ خِرْقَةِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِى الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (ترمذی جلد دوم ص ۲۲۹)

یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں میری تصویر لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا یہ دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہے۔

الغرض........ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا.....

اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ............ اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) نے عرش پر میرا نکاح عائشہ کے ساتھ کر دیا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اب تم زمین پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر؟ عائشہ ابھی چھوٹی ہے۔ وہ آپ کی خدمت کی اہل بھی ہے یا نہیں۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے پیارے صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتی تو خدا اس کا انتخاب ہی نہ فرماتا اور آسمان پر اس کا نکاح نہ فرماتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دل و جان سے راضی ہو گئے اور عائشہ صدیقہ کا نکاح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر آئے اور ایک طباق میں کھجوریں ڈال کر سیدہ عائشہ صدیقہ کو دیں اور فرمایا عائشہ بیٹی! یہ کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور حضور پیکر حسن و جمال صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ ابا جان عرض کرتے ہیں کہ جو چیز آپ نے مانگی تھی حاضر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھجوریں لے کر

حضور پیکر حسن و جمال ....آمنہ کے لال ....صاحب شرف و کمال
.........نبیوں کے تاجدار ....اللہ کے دلدار ....رسولوں کے شہکار......امت کے غمخوار ......احمد مجتبیٰ ......محمد مصطفےٰ ﷺ کے حجرہ میں حاضر ہوئیں۔اس وقت کا شانہ نبوت پر حضورا کیلے تھے۔سیدہ عائشہ صدیقہ نے طباق حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ابا جان عرض کرتے ہیں جو چیز آپ نے مانگی تھی حاضر ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر جواب دیا۔
اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا............ابا جان سے کہنا کہ ہم نے قبول کیا۔
عائشہ صدیقہ نے گھر آ کر حضور کا جواب سنایا تو باپ نے کہا پیاری بیٹی میں نے تمہارا نکاح کائنات کے رسول ﷺ سے کر دیا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ نے شرم و حیاء سے سر جھکا لیا۔(جامع المعجزات ص ۲۴۰)
میرے اسلامی بھائیو! .... سیدہ عائشہ صدیقہ اپنی قسمت پر کیوں نہ ناز کریں کہ ان کو کملی والے آقا ملے سیدہ عائشہ صدیقہ کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔

پہلی منزل عشق دی بناں ادب مراد نہ پاوے
بے ادباں دی بستی اندر کدی ٹھنڈی وا نہ آوے
ادب تو ودھ عبادت کہڑی جہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظم اوہدے بخت سولے جنہوں ایہہ دولت مل جاوے

سیدہ عائشہ کا علمی مقام :

لائق صد احترام اسلامی بھائیو!............اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جہاں سیرت و صورت اور اخلاق و کردار کی دولت سے نوازا تھا

وہاں آپ رضی اللہ عنہا کو علمی میدان میں بہت ہی بلند مقام عطا فرمایا تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بھی کسی علمی مسئلہ میں مشکل پیش آتی تو وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رجوع فرماتے آپ ان کو اس مسئلہ کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دے دیتی جیسا کہ حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

قَالَ مَا اَشْکَلَ عَلَیْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَۃَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَ ھَا مِنْہُ عِلْمًا ۔

جب بھی ہم صحابہ کرام کو کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آتی ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ان ان کے پاس اس کے متعلق کامل علم پاتے۔ (یعنی اس مسئلہ کا حل مل جاتا) (ترمذی جلد ۲ ص ۷۶۷)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَۃَ۔ (ترمذی جلد ۲/ ۷۶۷)

یعنی میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔

امام زہری فرماتے ہیں۔ اگر تمام امہات المومنین کا علم اور دنیا کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم سے کم ہوگا۔

(تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۷۴۴)

حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ سب سے بڑی عالمہ اور سب سے زیادہ عقلمند تھیں بلکہ آپ کاملہ، طیبہ اور شاعرہ تھیں۔ (تفہیم البخاری ج ۵ ص ۷۴۴)

سیدہ عائشہ صدیقہ کی فضیلتیں :

پیارے اسلامی بھائیو!................ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات سے نہ صرف افضل ہیں بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات پر خصوصی فضیلتیں حاصل ہیں، آپ فرماتی ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ تاکہ آپ دیکھ لیں میرے بغیر کسی کنواری عورت سے آپ نے شادی نہیں کی، اور نہ ہی میرے سوا کسی عورت کے ماں باپ دونوں مہاجر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔ میرے بستر میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی، میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے، آپ نماز پڑھتے حالانکہ میں آپ کے قبلہ میں سو رہی ہوتی تھی میرے گھر میں اور میرے سینہ اور ٹھوڑی کے درمیان آپ نے وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اٹھاون ہجری میں سترہ رمضان کو وفات پائی۔ (تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۷۴۴)

معزز اسلامی بھائیو!............ معلوم ہوا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج مطہرات بلکہ دنیا کی تمام عورتوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں کیونکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا لمحہ لمحہ حضور پُر نور..... نبی کریم..... رؤف رحیم..... شفیع المذنبین...... راحت العاشقین...... رحمۃ اللعالمین..... امام الانبیاء..... نور مجسم..... شفیع معظم...... احمد مجتبیٰ...... محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات اور صفات، کردار اور اخلاق کے مطابق تھا۔

المختصر : سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیرت اور صورت اور اخلاق و کردار میں رسول کریم ﷺ کی مظہر اتم ہیں...... مجھے کہنے دیجئے۔ سیرت سیدہ عائشہ صدیقہ کی........

سیرت بھی نمونہ..........صورت بھی نمونہ

کردار بھی..............اخلاق بھی نمونہ

علم بھی .... حلم بھی نمونہ

جمال بھی ....کمال بھی نمونہ

صداقت بھی ....عدالت بھی نمونہ

شجاعت بھی ....سخاوت بھی نمونہ

پیار بھی ....معیار بھی نمونہ

صبر بھی ....شکر بھی نمونہ

طہارت بھی ....نفاست بھی نمونہ

شرافت بھی ....بصیرت بھی نمونہ

دیانت بھی ....امانت بھی نمونہ

عبادت بھی .... ریاضت بھی نمونہ

ذات بھی...............بات بھی نمونہ

عادت بھی ....قیادت بھی نمونہ

اطاعت بھی ....قناعت بھی نمونہ

محبت بھی ....نسبت بھی نمونہ

سنت بھی ....فقاہت بھی نمونہ

رسول اکرم نور مجسم سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی مکمل نمونہ تھی۔

اسلامی بھائیو! ....حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و

فضیلت اور مقام وشان کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ' کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اتنا پیار اور محبت تھی کہ عرش سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام آتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا عائشہ یہ جبرئیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں فرماتی ہیں میں نے کہا۔

قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَالَا نُرٰى۔

ان پر بھی سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

یارسول اللہ ﷺ آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔ (ترمذی جلد۲ص ۷۶۷)

اسلامی بھائیو!............ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ فرشتے کو حضور ﷺ دیکھ رہے ہوتے تھے اور عائشہ صدیقہ کا یہ عقیدہ تھا جو کچھ حضور ﷺ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ سکتے۔

سخاوت سیدہ عائشہ صدیقہ :

پیارے اسلامی بھائیو! ....جس طرح اللہ کریم ﷺ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابی اور یار غار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدق وصفا میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ کی بیٹی حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخاوت وشجاعت میں بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے حد سخی تھیں حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز ام المومنین نے ستر ہزار درہم راہ خدا میں تقسیم کر دیئے اور ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دن کی خدمت میں سو ہزار درہم بھیجے تو آپ خود روزہ سے تھیں شام کے وقت

باندی نے عرض کیا۔ کیا اچھا ہوتا اگر ایک درہم آپ اپنی افطاری کیلئے رکھ لیتیں اور آج گوشت منگوا لیا جاتا تو فرمایا مجھے یاد نہیں رہا۔ یاد رہتا تو گوشت منگوا لیا جاتا۔

(مدارج النبوۃ)

حضرات ذی وقار.........ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وسعت کے باوجود اپنی زندگی نہایت سادہ اور زاہدانہ گزاری اور جو دولت بھی حاضر ہوتی تو آپ اس کو اللہ خالق کائنات جل جلالہٗ کی راہ میں غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیتیں۔ تمام مسلمانوں کیلئے آپ کی زندگی مشعل راہ ہے کیونکہ آپ کی طرح ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ اور دولت سے اس قدر محبت نہیں رکھنی چاہئے کہ خدا کو بھلا دیا جائے اور زکوٰۃ وصدقات وخیرات کا نام لیا جائے بلکہ اپنے مال زر دینی مدارس اور مساجد اور فلاحی ادارہ سے تعاون کرنا چاہئے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تدبیر :

حضرات محترم.........جس طرح دنیا میں انسان زندگی گزارتا ہے اس طرح عورت بھی زندگی گزارتی ہے ہر انسان کیلئے زندگی میں عروج وزوال آتا ہے مگر جو لوگ اللہ سے اپنا رابطہ کامل رکھتے ہیں وہ ہر قسم کے عروج میں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا، بارش ہوتی نہ تھی لوگ پریشان ہو کر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بارش نہیں ہوتی قحط پڑ گیا ہے۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بڑی محبت اور پیار سے فرمایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر جاؤ اور روضہ شریف کے حجرہ مبارکہ کا جو چھت

ہے اس میں سے چند ایک مقامات سے مٹی نکال کر روشندان بناؤ تا کہ قبر شریف نظر آنے لگے، آسمان جب قبر انور کو دیکھے گا تو آسمان رونے لگے گا اور بارش ہونے لگے گی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی اس تدبیر پر صحابہ کرام نے عمل کیا اور روضہ شریف کی چھت میں کچھ روشندان بنائے تو آسمان کو قبر شریف نظر آنے لگی تو بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ گھاس اُگ آئی اونٹ موٹے ہو گئے اور ان میں اتنی چربی اور گوشت پیدا ہو گیا۔ گویا وہ موٹاپے سے پھٹنے لگے اس سال کا نام ارزانی رکھا گیا۔

(مشکوۃ شریف)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ :

حضرات ذی وقار............ قحط کا پڑ جانا ایک بہت بڑی مشکل اور مصیبت ہے۔ اس مشکل وقت میں صحابہ کرام حضرت ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ام المومنین نے یہ نہیں فرمایا کہ مشکل کے وقت میرے پاس کیوں آئے ہو، خدا سے دعا مانگو بلکہ آپ نے جو تدبیر بیان فرمائی وہ ایسی ایمان افروز اور باطل سوز ہے کہ اہل ایمان ومحبت کو وجد آنے لگتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا یہ ایک خاصہ ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی قبر انور نظر آ جائے تو اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ روضہ انور کی حاضری میں ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگتے ہیں اور بے اختیار رونا آتا ہے اور جتنا زیادہ گنہگار ہوا اتنا ہی زیادہ رونا آتا ہے۔ یعنی اتنی ہی زیادہ توجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرف ہوتی ہے۔ کپڑا جتنا زیادہ میلا ہوگا صابن اتنا ہی زیادہ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور پھر اس رونے میں جو کیفیت ولذت حاصل ہوتی ہے

اس کا بیان کرنا مشکل ہے جن خوش نصیب حضرات کو یہ سعادت حاصل ہو چکی ہے۔وہ خوب جانتے ہیں اور یقیناً یہ آنسو جو حضور ﷺ کی حاضری میں گرتے ہیں ان سے سب گناہ ڈھل جاتے ہیں یہ آنسو گویا رحمت کا پانی ہوتے ہیں۔

ہم گنہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیے
سب گناہ ڈھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

حضرات محترم ! ....بلکہ مجھے کہنے دیجئے۔

ویرانے آباد نہ ہوتے ایک جو اُن کی ذات نہ ہوتی
یہ ہے آپ کا صدقہ ورنہ رحمت کی برسات نہ ہوتی
جو بھی ان کے در تک جائے اپنی جھولی بھر کر لائے
گر وہ در موجود نہ ہوتا ایسی پھر نہ خیرات نہ ہوتی
دور کہیں اندھیرا ہوتا کہیں نہ نور بسیرا ہوتا
ماہ ربیع الاول میں جو اک میلاد کی رات نہ ہوتی
اصل خدا ہی بہتر جانے ہم کو تو معلوم ہے اتنا
شکل بشر میں وہ جو نہ آتے امت کی کوئی بات نہ ہوتی
سب میں ظہوری نور ہے ان کا ،سارا جہاں ظہور ہے ان کا
شمس و قمر موجود نہ ہوتے تاروں کی بارات نہ ہوتی

پیارے اسلامی بھائیو!...............جس طرح آسمان کے رونے سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔اسی طرح حج کرنے کے بعد قبر انور کی زیارت ہی سے حج میں جان پیدا ہوتی ہے۔باوجود اس کے جو لوگ قبر انور کی زیارت سے گھبراتے ہیں اور پریشان

ہو جاتے ہیں۔ان پر رونا آتا ہے اور انہیں خود بھی اپنی بدبختی پر رونا چاہئے .....بلکہ صاحب مرقات ملا علی قاری علی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ایک معنی اس حدیث کا یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں جس طرح آپ کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی تھی۔اسی طرح آپ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی قبرانور کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کی ہدایت فرمائی۔(حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۴۲)

اسی لئے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے فرمایا ہے کہ

بے ان کے واسطے خدا کچھ عطا کرے
حا شا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

حضرات محترم .... ذرا توجہ فرمائیں۔

ان آیات واحادیث اور واقعات کو جمع کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کردار ووقار کی ذرا منظر کشی کر رہا ہوں، ذرا توجہ فرمایئے۔سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا۔

صدیقہ کی صورت بھی اعلیٰ ....اور سیرت بھی اعلیٰ
صدیقہ کا کردار بھی اعلیٰ .... اخلاق بھی اعلیٰ
صدیقہ کا علم بھی اعلیٰ ....حلم بھی اعلیٰ
صدیقہ کا وقار بھی اعلیٰ ....پیار بھی اعلیٰ
صدیقہ کا معیار بھی اعلیٰ ....حیا بھی اعلیٰ
صدیقہ کی اطاعت بھی اعلیٰ ....طہارت بھی اعلیٰ

صدیقہ کا صبر بھی اعلیٰ .... شکر بھی اعلیٰ

صدیقہ کی خلوت بھی اعلیٰ .... جلوت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی ذات بھی اعلیٰ .... بات بھی اعلیٰ

صدیقہ کی قیادت بھی اعلیٰ .... عادت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی ریاضت بھی اعلیٰ .... عبادت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی حقیقت بھی اعلیٰ .... بصیرت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی دیانت بھی اعلیٰ .... امانت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی محبت بھی اعلیٰ .... نسبت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی عزت بھی اعلیٰ .... عظمت بھی اعلیٰ

صدیقہ کی فقاہت بھی اعلیٰ .... خدمت بھی اعلیٰ

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کریم رؤف رحیم ﷺ کی پیاری زوجہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تصدق سے ہماری، تمام مومنین اور مومنات کی بخشش فرما کر دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

جنگِ بدر اور کمالاتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ

حضرات ذی وقار .... اللہ تعالٰی عزوجل کی حمد وثناء کے بعد اللہ کے پیارے رسول ..... نبی بے مثال ...... رسول با کمال ...... آمنہ کے لال ...... پیکر حسن وجمال .... صاحب شرف وکمال .... اللہ کے دلدار .... مدینہ کے تاجدار ...... امت کے غم خوار ...... نورالانوار ...... سیدالابرار ...... سرالاسرار .... احمد مختار ...... محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے آج کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک کا عنوان اسلامی تاریخ میں حق وباطل کا پہلا معرکہ جس کو دنیا یوم بدر کے نام سے یاد کرتی ہے۔

حکمت جنگ بدر:

حضرات محترم .... جنگ بدر کی اصل کی حکمت کی تھی، کہ جنگ بدر کیونکر ہوئی، اس جنگ میں راز کیا تھا۔ حکمت کیا تھی۔ جنگی حالات کس نے پیدا کیے۔ اس کا مقصد کیا تھا...... حضرات ..... آیئے پہلے جنگ بدر کی حکمت پر چند باتیں غور سے سماعت فرمائیں۔ اس کے بعد واقعہ جنگ بدر آپ احباب کے سامنے تفصیل سے پیش کروا گا۔ (انشاءاللہ تعالٰی)

عام طور پر کہا جاتا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ علیہ السلام کے جاں نثاروں کیلئے، کفار کے مظالم اور ایذا رسانی کا دور ہجرت کے

بعد ختم ہو گیا اور یہ حضرات مدینہ منورہ پہنچ کر امن وسکون اور آرام کو زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ واشاعت اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی اصل ذمہ داری اور اس مقصد کی تکمیل میں شدید دشواریوں کا آغاز مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ہی ہوتا ہے اور پھر جس ہمت اور استقامت کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے غلاموں نے ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کر کے دس سال کی قلیل مدت میں اپنے مشن کی تکمیل کی۔ اس پر آج تک دنیا حیرت زدہ ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ جانے کے بعد اہل اسلام کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑا دو قسم کے تھے، ایک داخلی اور دوسرا خارجی۔

داخلی مسائل :

مسجد کی تعمیر کیونکہ مسلمان خدا کی زمین پر جس جگہ آباد ہوں، وہاں سے پورے شہر کی تعمیر میں برکت ہو اور تمام تعمیراتی مسائل و مرحلے سہل و آسان ہو جائیں اور خدا کی عبادت کے علاوہ مسلمانوں کو آپس میں مل بیٹھنے، باہمی مشورہ کرنے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام سننے کیلئے ایسا مرکز حاصل ہو جائے جس سے زیادہ مقدس پرسکون جگہ شہر میں کوئی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کیلئے مکانات کے انتظام سے بھی پہلے تعمیر مسجد کا اہتمام فرمایا۔

آپ ﷺ کی عارضی قیام گاہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان سے متصل ہی بنونجار کا ایک باغ تھا جس کو آپ نے مسجد کیلئے پسند فرمایا۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں کی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمین کی قیمت ادا کی اور ضروری انتظامات کے بعد تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا، اور چند ہی دن میں یہ اہم ذمہ داری پوری

ہوئی۔ غرضیکہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے داخلی مسائل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری توجہ فرمائی اور اپنی حکمت وتدبیر سے چند ہی دنوں میں ان مسائل پر قابو پالیا۔

(یوم الفرقان ص ٦٦)

خارجی مسائل :

اہل مدینہ کیلئے خارجی مسئلہ کوئی نہ تھا لیکن کفار مکہ کو حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کا مکہ سے نکل آنا، اور مدینہ میں آکر منظم ہو جانا، گوارا نہ تھا۔ انہیں خطرہ تھا کہ اگر مسلمانوں کو ہم نے چند دن بھی پرسکون رہنے کا موقع دیا تو وہ ایک قوت بن کر ہمارے سامنے آکھڑے ہوں گے۔ اس وقت کا ان کا مقابلہ ہمارے بس میں نہ ہوگا لہٰذا وہ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کیلئے کچھ نہ کچھ حرکتیں کرتے ہی رہتے تھے، مثلاً

عبداللہ بن ابی اور کفار مکہ :

کفار مکہ نے عبداللہ ابن ابی کو خط بھیجا اور لکھا کہ تم نے ہمارے آدمیوں کو اپنے شہر میں پناہ دی ہے۔ تم لوگ یا تو ان کو قتل کردو، یا مدینہ سے نکال دو، ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہارے لڑنے والے نوجوانوں کو قتل کر کے تمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے۔ (سنن ابی داؤد ج ٢)

عبداللہ ابن ابی تو موقع کا متلاشی رہتا تھا اس خط سے اس کو ہمت بڑھی اور اس نے سازش شروع کردی لیکن نبی کریم علیہ السلام کو قبل از وقت ہی حالات کا علم ہوگیا، آپ نے عبداللہ ابن ابی سے ملاقات کی، اور نہایت تدبیر سے اس کو سمجھایا، کہ مدینہ ہم سب کا شہر ہے، اس کے امن وسکون کو دوسروں کے ورغلانے پر برباد نہ کرو، اور اگر تم نے کوئی غلط قدم اٹھایا تو تمہیں اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی بھائیوں، بیٹوں اور رشتہ داروں یعنی انصار کو قتل کرنا پڑے گا، اور وہ تمہیں قتل کریں گے، کیونکہ وہی ہمیں مدینہ بلا

کرلائے ہیں، اور انہوں نے ہماری حفاظت اور ہر طرح مدد کرنے کا ہم سے معاہدہ کیا ہوا ہے۔

حضور علیہ السلام کی اس تدبیر سے عبداللہ ابن ابی کفار مکہ کی بات پر عمل نہ کر سکا اور ایک بڑا خطرہ ٹل گیا۔

سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو جہل :

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ عمرہ کیلئے مکہ تشریف لے گئے اور پرانے تعلقات کی وجہ سے امیہ بن خلف کو عمرے کیلئے لے چلے، امیہ نے دوپہر کا وقت مناسب جانا، اور اپنے ساتھ طواف کعبہ کیلئے لیکر نکلا، اتفاق سے راستہ میں ابو جہل مل گیا، اس نے حضرت سعد کو دیکھ کر امیہ سے پوچھا یہ نیا آدمی کون ہے؟ امیہ نے جواب دیا یہ میرے مہمان سعد ابن معاذ مدینہ سے آئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ابو جہل نے غصہ میں چلایا اور بولا تم لوگوں نے ہمارے شہر سے بھاگے ہوئے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ خدا کی قسم اگر تم امیہ کے مہمان نہ ہوتے تو بچ کر نہ جا سکتے تھے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایمانی جرأت کے ساتھ جواب دیا، اے ابو جہل خوب سن لے، کہ اگر تم لوگوں نے ہمیں اللہ کے گھر کا طواف کرنے سے روکا، تو ہم بھی شام سے تمہاری تجارت کا راستہ روک دیں گے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳۔ یوم الفرقان ص ۶۸)

کفار مکہ کی اشتعال انگیزی :

قریش نے تقریباً پورے عرب میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی کی مہم چلا رکھی تھی، مکہ سے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں نکلتیں اور مدینہ کے قرب و جوار میں لوٹ مار کر

کے لوٹ جاتیں۔ ابن جابر ظہری مکہ کے سرداروں میں سے تھا، اس نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے جانور بھگا کر لے گیا ان حرکتوں کا مقصد صرف مسلمانوں کو ہراساں اور پریشان کرنا تھا، ان دنوں مدینہ کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ مہاجر وانصار سب ہی کا راتوں کا آرام دن کا چین ختم ہو گیا تھا۔ ہر وقت کفارِ مکہ کی جانب سے حملہ کی خبریں آتی رہتیں اور مسلمان مقابلے کی تیاریاں کرتے رہتے، اس سورت حال سے معاشی حالات پر بھی بُرا اثر تھا، کاروبار معطل ہو کر رہ گیا تھا۔ خود نبی کریم ﷺ ساری ساری رات جاگ کر گزارتے تھے اور شہر کا گشت کیا کرتے تھے۔ اس حقیقت پر کوئی شک نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت مسلمان کسی سے جنگ کرنا یا معمولی جھگڑا کرنا بھی نہ چاہتے تھے، خدا نے انہیں جو پناہ گاہ عطا فرما دی تھی۔ وہ اسی میں زندگی کیلئے پر سکون معاشرے کی بنیادیں قائم کرنا چاہتے تھے لیکن اہل مکہ ان کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے اور وہ ہر طرح مدینہ کو برباد کرنا اور مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے تھے جبکہ ہونا وہی تھا جو فیصلہ الٰہی ہو چکا تھا جس کا اعلان قرآن کریم نے غزوہ احد کے موقع پر فرمایا۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔

(پ ۲۸: سورۃ الصف: ۸)

یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ تو اپنے نور کو کمال تک ہی پہنچا کر رہے گا اگرچہ کافر اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔

اذن جہاد :

بالآخر وہ وقت آ گیا جس کا انتظار اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے غلاموں کو پندرہ سال سے تھا اب حالات کا تقاضا یہی تھا کہ باغیوں کی رسی کھینچی جائے۔ نعرہ حق بلند

کرنے والوں سے پابندی اٹھائی جائے، انہیں ظلم وستم کی مدافعت کا حق دیا جائے اور ہمت افزائی کیلئے انہیں غیبی امداد کا مژدہ سنایا جائے۔

پس اعلان ہوتا ہے۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ۔ (پ۱۷/الحج ۳۹۔۴۰)

اجازت دے دی گئی (جہاد کی) ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا اور بیشک اللہ ان کی مدد پر پوری طرح قادر ہے۔ وہ لوگ جو ان کے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا گیا صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی ایک دوسرے سے مدافعت نہ کیا کرتا تو ڈھا دی جاتیں، خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں، جن میں اللہ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے اور اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرے گا بے شک اللہ قوت والا سب پر غالب ہے۔

اس وحی الٰہی نے مسلمانوں میں ایک نیا ولولہ ایک ایسا جذبہ پیدا کیا کہ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی قید سے آزادی ملی، بندھے ہاتھ کھل گئے ہوں اب تو کچھ اس طرح سوچا جانے لگا تھا کہ اب ذرا کوئی ظلم کا ہاتھ ہماری طرف بڑھائے، اب کوئی ہم سے آنکھیں ملائے، اب کوئی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل سے ہمیں روکنے کی کوشش کرے اب ہمیں ظلم روکنے، اپنی مدافعت کرنے کی صرف اجازت ہی نہیں ملی ہے بلکہ دشمن چاہے کتنا ہی طاقتور ہو اب ہم غالب رہیں گے کیونکہ غالب وقوی اللہ

نے ہمیں اپنی نصرت وامداد کا بھی مژدہ سنادیا ہے۔(یوم الفرقان ص ۷۰)

حق غالب آگیا :

حضرات ذی وقار.......... اب نبی کریم ﷺ نے باقاعدہ منظم پروگرام ترتیب دیا جس کے مطابق آپ نے صحابہ کرام کی متعدد جماعتیں منظم کیں اور انہیں مدینہ کی قریبی آبادیوں میں بھیجنا شروع کیا۔ تاکہ وہ قبائل عرب کو کفار مکہ کے غلط پروپیگنڈے سے آگاہ کریں اور اپنا پروگرام بتائیں اور ان قبائل سے مصالحت، یا حمایت کے معاہدے کئے جائیں نیز کفار مکہ کی لوٹ مارنے کرنے والی تولیاں جہاں بھی ملیں ان کا مقابلہ کیا جائے اس حکمت عملی کا مقصد صرف یہ تھا کہ عرب میں کفار مکہ کے اثرات کو ان کے پھیلائے ہوئے خوف وہراس کو کم کیا جائے اور قبائل عرب کی ہمدردیاں یا حمایت حاصل کی جائے یا کم ازکم ان سے ایسا معاہدہ کرلیا جائے کہ کسی بھی موقع پر کفار مکہ کا کسی طرح تعاون نہ کریں۔ اہل سیاست جانتے ہیں کہ خارجہ پالیسی میں اس تدبیر کی کتنی اہمیت ہے۔ اور دشمن کی قوت کو کم کرنے کیلئے اس کا اختیار کرنا کس قدر ضروری ہے۔

پروگرام کے مطابق دوسرا فیصلہ امام الانبیاء قائد المرسلین ﷺ نے یہ فرمایا کہ مکہ سے شام جانے والے تجارتی قافلوں کو روکا جائے۔ اگر وہ بھاگیں تو ان کا جہاں تک مناسب ہو تعاقب کیا جائے اور اگر وہ سامنے آئیں تو ان کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ اس حکمت عملی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہوں گے۔

(ا) اہل مکہ مسلمانوں کو لاچار مجبور اور کمزور سمجھنا چھوڑ دیں، انہیں مسلمانوں کی جمعیت اور قوت کا احساس ہونا چاہیئے۔ انہیں مجبور کردیا جائے کہ وہ مدینہ میں بسنے والوں کو ایک باوقار باغیرت قوم تسلیم کریں۔

(۲) تجارتی قافلوں کی آزادانہ آمد ورفت میں خلل واقع نہ ہو، تا کہ اہل مکہ کا شعبہ تجارت متاثر ہو جس پر ان کے معاشی حالات کا دار ومدار تھا ان کی مالی حالت کمزور ہو، جس پر انہیں تکبر وغرور تھا یہاں کی خوش حالی ہی تھی کہ جس کے سبب وہ صرف مسلمانوں کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے، ان کی تجارت مفلوج ہونا چاہئے ، تا کہ اسلام کے خلاف استعمال کرنے کیلئے وہ جو دولت اور سامان جنگ تیزی سے جمع کئے جارہے ہیں اس کی رفتار کچھ کم ہو۔

(۳) تجارتی قافلوں سے مقابلہ کی صورت میں ان کا مال دولت ہاتھ آئے ، تا کہ مسلمانوں کی معاشی حالت مضبوط ہو اور وہ ظالم کی ہی دولت سے اس کے ظلم کو روک سکیں نیز جو کافر قید ہو کر مدینہ آئیں یا تو وہ مسلمان ہو جائیں یا مدینہ کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اپنی قوم کو جا کر بتا سکیں ، کہ اب مسلمان ایسے کمزور نہیں کہ جہاں چاہے انہیں اپنا لقمہ بنا لے ، غرضیکہ مسلمانوں کے یہ چھوٹے چھوٹے لشکر مدینے کے اطراف میں جانے اور اپنا کام کرنے لگے ، حضور علیہ السلام جہاں مناسب سمجھتے خود اپنی سربراہی میں لشکر تیار فرما کر تشریف لے جاتے ، اس طرح کفار سے مقابلے اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ، لیکن نہ تو کوئی قافلہ لوٹا گیا اور نہ ہی کوئی جنگ ہوئی ہاں مسلمانوں کے اس اقدام سے اہل مکہ اب کچھ خوف زدہ اور پریشان ہونے لگے اور یہی اس حکمت عملی کا مقصد تھا۔ (یوم الفرقان ص ۷۲)

پہلا تیر :

کفار مکہ پر پندرہ سال بعد پہلا تیر حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے چلایا ، جب آپ سریہ میں عبیدہ بن الحارث میں شامل تھے۔ آپ نے پے درپے آٹھ تیر پھینکے۔ اور ہر تیر ٹھیک نشانہ پر لگا۔ کفار آپ کی تیر اندازی دیکھ کر بھاگ گئے۔

پہلا کافر قتل اور شجاعت صحابہ :

رجب ۲ ھ میں سریہ عبداللہ بن جحش ہوا جس میں حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ عنہ کے ایک تیر نے عمرو بن الحضرمی کو ہلاک کر دیا، مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہونے والوں جنگوں کا یہ پہلا مقتول تھا، اس کی ہلاکت کی اطلاع جب کفار مکہ کو ہوئی تو پورے شہر میں ایک آگ بھڑک اٹھی یہ ظالم مسلمانوں سے پہلے ہی کیا کم جلے ہوئے تھے، اس خبر نے تو انہیں اپنے آپ سے باہر کر دیا، اب تو ہر طرف سے خون کا بدلہ چاہئے، مدینہ پر حملہ کرو، مسلمانوں کو نیست و نابود کر دو کے نعرے بلند تھے۔

حضرات ذی وقار.......... آپ تفصیل کے ساتھ سماعت فرما چکے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پروگرام میں جنگ و جدال فتنہ و فساد ہرگز شامل نہیں تھا۔ وہ تو مدینہ کو ایک مستحکم پرسکون شہر بنانے کے بعد، اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہنا چاہتے تھے، مکہ میں جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ اسے بھلا چکے تھے، انہوں نے تو کبھی اہل مکہ اپنے چھوڑے ہوئے مال و جائیداد تک کا مطالبہ نہ کیا۔ نہ ہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو ظالموں سے کبھی بدلہ لینے کا حکم دیا، انہوں نے کبھی یہ تک نہ سوچا تھا کہ اب ہم مکہ و شام کی گزرگاہوں پر ہیں۔ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ اہل مکہ کی تجارت کو تباہ کر دینے اور ان کی معاشی حالت کو کمزور بنا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن اہل مکہ پر تو مسلمانوں کی دشمنی اور ان سے نفرت کا ایسا بھوت سوار تھا، کہ وہ صرف ان کو مدینہ میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں زندہ دیکھنا نہ چاہتے تھے، انہیں اس پر بھی چین نہ آیا، کہ اسلام مکہ سے چلا گیا، وہ تو مسلمانوں کو صرف تہس نہس ہی کر دینا چاہتے تھے۔

اس کے بعد مسلمانوں نے جو کچھ کیا وہ صرف اپنی مدافعت تھی، اپنے جان و مال

اپنے مذہب کی حفاظت کیلئے کیا جس کا انہیں صرف مذہبی نہیں بلکہ اخلاق وفطری حق حاصل تھا، اور آج بھی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح دنیا کی دوسری قومیں اپنے تحفظ کیلئے اپنا حق استعمال کرتی ہیں۔ اس صاف ستھری حقیقت کے باوجود بھی اسلام دشمن مصنفین نے مسلمانوں کو ظالم، جابر اور جنگجو، نہ جانے کیا کیا کہا اور جب مسلمانوں نے ان کو آئینہ دکھایا تو وہ اپنی بھیانک خوفناک صورت دیکھ کر خود کا آپ اٹھے، اسلام پر اعتراضات کو آج تک نہ ثابت کیا جاسکا ہے اور نہ قیامت تک کیا جاسکے گا۔

غرضیکہ ہم یہ بتا چکے ہیں کہ غزوہ بدر اور اسکے بعد تمام غزوات کے اسباب وعلل درحقیقت کفار مکہ ہی کی طرف سے پیدا ہوئے اور پھر نتائج بھی انہی کو بھگتنا پڑے، اب آیئے اصل موضوع کی طرف..........

فلسفہ مقام بدر

مکہ ومدینہ کے درمیان بدر نامی ایک شخص نے ساحل سمندر سے قریب پڑاؤ ڈالا، اور یہاں آہستہ آہستہ آبادی ہوگئی اس شخص کی نسبت سے اس پوری آبادی کو بدر کہا جانے لگا، شام سے مکہ اور مکہ سے شام جانے والے قافلہ یہاں آرام کی غرض سے ٹھہرنے لگے، لہٰذا اس آبادی کی اہمیت اور زیادہ ہوگئی حتیٰ کہ سال میں ایک مرتبہ یہاں میلہ لگنے لگا، جس میں عرب کے بڑے بڑے تاجر جمع ہوتے اور اس طرح یہ دیہات چند دن کیلئے خرید وفروخت، کھیل کود، اور عیش وعشرت کا مرکز بن جاتا تھا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳)

❖ بدر لغوی معنی بھرنا، چودھویں رات کے چاند کو بھی بدر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بھرا ہوا اور مکمل ہوتا ہے۔ دوسرا معنی مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک وادی میں مشہور کنواں ہے۔ جس کو بدر کہتے ہیں۔ (معجم البلدان ص ۳۵۱ ج ۱)

مکہ کا قافلہ تجارت اور جنگ بدر کے اسباب

حضرات محترم ....پہلی وجہ جنگ بدر کی یہ تھی کہ عمرو بن الحضرمی کی ہلاکت کی خبر نے اگرچہ اہل مکہ کو بے حد مشتعل کر دیا تھا لیکن ان کے سرداروں کو، مسلمانوں کی قوت کا کچھ اندازہ ہو چکا تھا، لہٰذا انہوں نے اپنے عوام کو جمع کر کے اپنا پروگرام بتایا کہ ہم مدینہ پر ضرور حملہ کریں گے لیکن جنگ معمولی بات نہیں۔ لہٰذا ہمیں پہلے مالی طور پر نہایت مستحکم ہونا چاہئے، اور خوب سامان جنگ جمع کر لینا چاہئے۔ اس مقصد کیلئے ہم جلد سے جلد تجارتی قافلہ شام روانہ کرتے ہیں۔ اس تجارت میں ہر شخص اپنا حصہ شامل کرے۔ تاکہ یہ قافلہ پہلی ہی مرتبہ اتنا منافع اور ضروری سامان لیکر واپس ہو، جو مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے کافی ہو سکے۔ یہ قافلہ تیار ہوا اس میں شامل چالیس تو قریش کے سردار تھے، تیس جوان قافلہ کی خدمت اور حفاظت کیلئے مقرر ہوئے اور قریش کے ہر مرد اور عورت نے اس میں اپنا حصہ شامل کیا اس کی مالیت پچاس ہزار دینار بتائی جاتی ہے، موجودہ طریقہ سے ہم نے حساب لگایا تو یہ دولت اس وقت تقریباً دولاکھ ڈالر کی تھی، گویا ہمارے دور میں اس کی مالیت کا اندازہ دو کروڑ ڈالر کیا جا سکتا ہے، سواریوں اور سامان تجارت کیلئے ایک ہزار اونٹ لے گئے تھے یوں سمجھ لیجئے کہ یہ قافلہ کیا، قریش کی ایک ٹریڈنگ کمپنی تھی جو اپنا مال لیکر شام روانہ ہو رہی تھی، اور ایک زبردست منافع حاصل کرنے کا اس کو یقین تھا۔ بہرحال اس قافلہ کو رخصت کرنے کیلئے بھی اہل مکہ نے بڑا اہتمام کیا اور بڑے ہی اعزاز کے ساتھ یہ قافلہ روانہ ہو گیا۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۱۹)

قافلہ :

قریش کا قافلہ تجارت، جس کے سربراہ ابوسفیان تھے، ابھی شام ہی میں تھے، کہ

وہاں کسی۔نے ابوسفیان کو خبر دی کہ محمد ﷺ مدینہ میں تمہارا تعاقب کرنے کے انتظامات، کررہے ہیں، تمہاری واپسی تک وہ بدر میں پہنچ کر تمہیں روک لیں گے۔ لہٰذا تم بہت محتاط ہوکر سفر کرنا، یہ لوگ تو پہلے ہی مسلمانوں سے خوفزدہ تھے۔ یہ خبر ملی تو پورے قافلہ کا بُرا حال ہوگیا اور ابوسفیان نے فوراً ایک شخص ضمضم غفاری کو مکہ دوڑایا، کہ جاکر قریش کو خبر دے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی قافلہ کی تلاش میں ہیں اور مقام بدر پر وہ ہمارا انتظار کررہے ہیں، لہٰذا اپنے قافلہ کی حفاظت کیلئے فوراً پہنچو۔

قریش کی بدر کی طرف روانگی

الغرض......قریش مکہ سے مقام بدر کی طرف روانہ ہونے کیلئے تیار ہوگئے، ان کے قافلہ قریش کے شرکاء کی تعداد نوسو پچاس تھی، جبکہ ان کے پاس سو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے، گانے بجانے والی عورتیں، شراب وعیاشی کا تمام سامان ان کے ہمراہ تھا، اس قافلہ کے کروفر کا حال اور تاریخ کی کتابوں میں کچھ فرق کے ساتھ ملتا ہے۔

(مدارج النبوت ص ۱۱۹/ ج ۲)

لیکن بہر حال یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سو گھوڑوں اور ستر اونٹ کی تعداد سواری کے جانوروں کے علاوہ تھی۔ نیز کھانے پینے کا تمام سامان وافر مقدار میں موجود تھا، چونکہ سب کے سب شیطان کے فریب میں مبتلا تھے۔ اس لئے تکبر وغرور نے ان کو آپے سے باہر کررکھا تھا، انہیں ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے مسلمان ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور بس ان کی تلواریں ان کے سر قلم کرنے کیلئے اٹھنے والی ہیں۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ بدر کا دن قیامت تک آنے والوں کیلئے یوم الفرقان ہوگا۔ شیطان انہیں یہ سوچنے کا موقع کہاں دے رہا تھا کہ وہ ذلت وخواری کے گڑھے میں گرنے جارہے ہیں۔ موت ان کا انتظار کررہی ہے۔ اور وہ بھی نہایت عبرت ناک موت۔

الغرض ....سامعین ذی وقار! حضور اکرم، نبی مکرم، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے تمام غزوات میں یہ بہت عظیم غزوہ تھا کیوں کہ اس کے ذریعے دین کی عزت، عظمت، شوکت روشن ہوئی اور اسلام کا ناموس تاباں ہوا۔ اس دن کو یوم الفرقان سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اس سے حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز رونما ہوا تھا۔ بلکہ اس دن مسلمان اور کافر اس دن جمع ہوئے اور اس دن حق تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو غالب فرمایا۔ اور کفر کی بنیادوں کو شکست و پائمال کر کے ذلیل و خوار کیا حالانکہ مسلمانوں کی تعداد کم اور دشمنان دین کی تعداد زیادہ تھی اور کفار جنگ کے پورے سامان سے لیس ہو کر اتراتے اور تکبر کرتے آئے تھے۔

خالق کائنات نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عزت اور فتح عطا فرمائی اور دین کو مضبوط و قوی فرمایا۔ اور اس کے جاہ وجلال کے چہرہ کو منور و روشن بنایا، اور شیاطین کو ذلیل و خوار کر کے ان کو روسیاہ کیا۔ اور اپنے مسلمان بندوں پر اس کا احسان ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ یقیناً اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جب تم بے سروساماں تھے۔

حضرات ....تا کہ جان لیں کہ مدد اور فتح خدا کی طرف سے ہے نہ کہ کثرت قلت کی بناء پر۔ اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ (آل عمران:۱۲۶)

کوئی مدد نہیں مگر عزت والے حکمت والے اللہ ہی کی طرف سے۔

(مدارج النبوت ص ۱۱۹ ج ۲)

قافلہ عشق و وفا وادی بدر کی طرف

حضرات ذی وقار ....اس غزوہ کیلئے حضور اکرم ﷺ ہجرت کے انیسویں مہینہ میں بارہ رمضان مبارک کو روانہ ہوئے تھے، آپ ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ انصاری کو مدینہ طیبہ میں خلیفہ بنایا تھا۔

حضرات ....اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں سے ستر مہاجرین اور دو سو چھبیس انصار تھے، مگر حضور سید المرسلین ﷺ کی ہمرکابی میں صرف تین سو پانچ اصحاب تھے۔ اسی مہاجرین اور بقیہ انصار تھے، اور بقیہ آٹھ اصحاب وہ تھے جو کسی عذر کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکے تھے مگر اموال غنیمت میں سے ان کو بھی حصہ عطا فرمایا گیا تھا۔ اہل سیران کو بھی اہل بدر میں شمار کرتے ہیں۔ ان میں سے تین مہاجرین میں سے ایک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، جو حضور ﷺ کی علالت اور تیمارداری کیلئے رُکے تھے۔ دوسرے طلحہ اور تیسرے سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہیں جو مشرکین کے قافلے کی جستجو میں گئے ہوئے تھے، اور پانچ انصار تھے۔

المختصر ....اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس تین گھوڑے ستر اونٹ چھ زرہیں اور آٹھ شمشیریں تھیں اور ایک ایک اونٹ پر کئی کئی مسلمان سواری کرتے تھے۔

نہ تیغ و تیر پر نہ تکیہ نہ خنجر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اک سادہ سی کالی کملی والے پر

کیونکہ ....

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا رہبر ایک کالی کملی والا تھا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدل وانصاف کا مظاہرہ تو دیکھو۔ حضور علیہ

السلام کی سواری میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ شریک تھے اور جب حضور ﷺ کے پیدل چلنے کی باری آتی تو دونوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ سوار ہی رہیں۔ ہم آپ کی رکاب کی سعادت میں پیدل چلیں گے۔ پیکر عدل وانصاف نے فرمایا۔ تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں اجر میں تم سے زیادہ بے نیاز نہیں ہوں۔ بدر کا واقعہ مسلمانوں کے بغیر قصد وارادہ اور منصوبہ بندی کے واقعہ ہوا تھا۔

الغرض .... سامعین ذی وقار ! حضور پیکر عدل وانصاف تاجدار المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اور شان وشوکت سے بڑھا چلا رہا تھا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب زفران کے مقام پر پہنچے تو وہاں قیام فرمایا۔ اسی جگہ پر اطلاع ملی کہ قریش کا لشکر بڑی شان وشوکت کے ساتھ بڑھا چلا آرہا ہے۔ تاکہ وہ اپنے قافلہ کا بچاؤ کر سکے، اس اطلاع نے ساری صورت حال بدل کر رکھ دی۔ پہلے مسلمان ابوسفیان کے تعاقب میں جا رہے تھے۔ اب اچانک معلوم ہوا کہ قافلہ تو پہنچ کر نکل گیا ہے۔ اور قریش مکہ ایک لشکر جرار کے ساتھ بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ اسلئے اس مقام پر حضور ﷺ دو عالم کے مختار محمد عربی ﷺ نے مجلس مشاورت قائم کی۔ جب تمام صحابہ کرام جمع ہو گئے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے موجودہ صورت حال سے صحابہ کو آگاہ کیا اور پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے۔

صحابہ کرام کی استقامت :

حضرات محترم ....سب سے پہلے اس اجتماع میں عاشق اول .... یار غار.... امیر المومنین ...... حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک نہایت ہی مؤثر تقریر فرمائی۔ پھر پیکر عدل وانصاف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ نے بڑے زوردار انداز سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی

اور کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ قریش کے معززین ہمارے مقابلے کیلئے نکلے ہیں وہ ہمیشہ سے کافر ہیں۔ انہوں نے کبھی ذلت ورسوائی کا سامنا نہیں کیا وہ ایمان نہیں لائے اور اب بھی ایمان نہیں لائیں گے، ہمیں ان سے لڑنا چاہیئے تاکہ انہیں اپنی حیثیت کا پتہ چل جائے۔

قائد المرسلین ﷺ نے صدیق وعمر رضی اللہ عنہما کو دعا دی اور آپ دونوں سے خوش ہوئے۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو حکم دیا ہے اس پر عمل فرمائیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ہرگز وہ نہ کرسکیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ (المائدہ:۲۴)

اے موسیٰ جاؤ اور تمہارا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

بلکہ یارسول اللہ ﷺ ہمارا تو کہنا یہ ہے کہ

آپ چلیں اور آپ کا رب دونوں لڑیں اور ہم دونوں کے سہارے لڑیں گے۔

(البدایہ والنہایہ)

یہ عشق ومحبت اور استقامت سے پُرنور اور پُرجوش تقریر سن کر..... امام الانبیاء ﷺ خوش ہوئے اور صحابہ کرام میں ایسا جوش جہاد پیدا ہوا کہ اب وہ بغیر کسی تاخیر کے کفار کے سامنے پہنچنا جانتے تھے۔ لیکن تمام صحابہ کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا۔

جس طرف وہ نظر نہیں آتے

ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

کیا تعلق خدا سے ہے ان کا
ان سے رشتہ جو توڑ دیتے ہیں
کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاضؔ
رُخ جدھر کو وہ موڑ دیتے ہیں

المختصر .... میرے آقا دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد کے ایمان افروز جذبات کو سن کر کلمہ خیر سے نوازا اور دعا دی۔ اس کے بعد پھر فرمایا۔

اَشِیْرُوْا عَلَیَّ اَیُّھَا النَّاسُ ۔ اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔

حضرت سعد بن معاذ یہ سن کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی۔

وَاللّٰہُ لَکَاَنَّکَ تُرِیْدُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اے اللہ کے رسول یوں لگتا ہے جیسے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رائے پوچھ رہے ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک .... تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

فَقَدْ اٰمَنَّا بِکَ وَ صَدَّقْنَاکَ وَشَھِدْنَا اَنَّ مَا جِئْتَ بِہٖ ھُوَ الْحَقُّ وَاَعْطَیْنٰکَ عَلٰی ذٰلِکَ عُھُوْدَنَا وَمَوَاثِیْقَنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ لَکَ فَامْضِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَمَا اَرَدْتَ وَنَحْنُ مَعَکَ فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَوِاسْتَعْرَضْتَ بِنَا الْبَحْرَ فَخُضْتَہٗ لَخُضْنَاہُ مَعَکَ مَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ ، وَمَا نَکْرَہُ اَنْ تَلْقٰی بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا اِنَّا لَصُبُرٌ فِی الْحَرْبِ وَصُدُقٌ عِنْدَ اللِّقَآءِ لَعَلَّ اللّٰہُ یُرِیْکَ مِنَّا مَاتَقَرُّبِہٖ عَیْنُکَ فَسِرْ عَلٰی بَرْکَۃِ اللّٰہِ ۔ (سیرت ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹۲)

بیشک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہم نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ ہم نے گواہی دی ہے کہ جو دین آپ لیکر تشریف لائے ہیں وہ حق ہے۔ اور اس پر ہم نے آپ کے ساتھ وعدے کئے ہیں، اور ہم آپ کا حکم سننے اور اس کو بجالانے کے پکے

پیمان باندھے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تشریف لے جایئے جدھر آپ کا ارادہ ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپ ہمیں سمندر کے سامنے لے جائیں اور خود اس میں داخل ہو جائیں تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگادیں گے ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا، ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے اگر آپ کل ہی دشمن کا مقابلہ کریں، ہم جنگ کے گھمسان میں صبر کرنے والے ہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم سچے ہیں ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے وہ کارنامے دکھائے گا جس سے آپ کی چشم مبارک ٹھنڈی ہو جائے گی، پس اللہ کی برکت ہو آپ پر آپ روانہ ہو جایئے۔ (سیرت ابن کثیر ص ۳۹۲ ج ۲)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ان پاکیزہ اور مجاہدانہ جذبات کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کی حد نہ رہی۔ پھر فرمایا۔

سِيْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِيْ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ الْاٰنَ اَنْظُرُ اِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ۔

روانہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے بخدا میں قوم کے مقتولوں کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

(سیرت ابن کثیر ص ۳۹۲ ج ۲)

مجلس مشاورت بخیر انجام پذیر ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دشمن کے مقابلے کیلئے چلنے کی دعوت دی وہاں سے روانہ ہو کر حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے میدان میں پہنچے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اِذْ

تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۔بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۲۳تا۱۲۶)

اور بے شک مدد کی تھی۔تمہاری اللہ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزار تھے پس ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے تا کہ تم (براوقت امداد کا) شکرادا کرسکو۔عجیب سہانی گھڑی تھی جب آپ فرمارہے تھے مومنوں سے کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اُتارے گئے ہیں۔ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔اور اگر آدھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں اور نہیں بنایا فرشتوں کے اترنے کو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لئے تاکہ مطمئن ہوجائیں تمارے دل اس سے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) کہ نہیں ہے فتح ونصرت مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سب پر غالب (اور) حکمت والا ہے۔

حضور ﷺ کفار مکہ کیلئے بددعا :

حضرات ذی وقار .... اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ نے کفار مکہ کیلئے ایک دن بددعا کی جو کہ میدان بدر میں کامل طور پر پوری ہوئی ۔ حضرت امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی اپنی تصنیف لطیف دلائل النبوت جلد دوم ص ۷۸ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کعبہ کے نزدیک قریش کی جماعت اپنی مجالس میں بیٹھے حضور علیہ السلام کو

دیکھ رہے تھے۔ اچانک کسی کہنے والے نے ان میں سے کسی سے کہا تو تم لوگ دیکھتے نہیں اس ریاد کھاوے باز کو (معاذ اللہ) کون ہے جو اس پر فلاں اہل علاقہ کے ذبح ہو نے والے اونٹوں کی غلاظت لا کر اس کے اوپر ڈال دے، جب محمد بن عبد اللہ ﷺ و رضی اللہ عنہ سجدے میں جائیں۔ چنانچہ ان سب میں سے بڑا شقی، کافر، ظالم اٹھا اس نے اونٹوں کی غلاظت لیکر نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے اوپر ڈال دی جب آپ سجدہ کی حالت میں تھے۔ یہ شیطانی کام سرانجام دے کر تمام کافر کھل کھلا کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور خوب زور زور سے ہنس رہے تھے، کسی شخص نے گھر جا کر حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کافروں نے نبی کریم ﷺ پر سجدے کی حالت میں اونٹوں کی غلاظت ڈال دی ہے، تو سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا جلدی جلدی آئیں اور آکر اپنے والد مکرم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کے کندھوں سے وہ گندگی ہٹائی، پھر سیدہ طیبہ، طاہرہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے ان کفار کی طرف متوجہ ہو کر بددعائیں دیں، مدینہ کے تاجدار...... احمد مختار..... نور الانوار...... سید الابرار..... امت کے غم خوار..... حضرت احمد مجتبیٰ...... محمد مصطفےٰ ﷺ نے جب نماز پوری کر چکے تو کہا۔ خالق کائنات مالک ارض وسماوات کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ (تین بار کہا)۔ اے اللہ قریش کو اپنی پکڑ میں لے لے۔

اے اللہ عزوجل...... عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل) کو ہلاک کر دے۔

اے اللہ عزوجل .... عتبہ بن ربیعہ کو ہلاک کر دے۔

اے اللہ عزوجل .... شیبہ بن ربیعہ کو ہلاک کر دے۔

اے اللہ عزوجل .... ولید بن عتبہ کو ہلاک کر دے۔

اے اللہ عزوجل .... امیہ بن خلف کو ہلاک کر دے۔

اے اللہ عزوجل .... عقبہ بن ابو معیط کو ہلاک کر دے۔

اے اللہ عزوجل ....عمارہ بن ولید کو ہلاک کردے۔

الغرض ....میرے آقائے دو عالم ﷺ نے ان بدبختوں کیلئے بددعا فرمادی تو عبد اللہ نے کہا۔ اللہ کی قسم میں نے ان سب کافروں کا حشر بدر والے دن دیکھا کہ ان کی لاشیں مقام بدر میں پڑی تھیں اور دھوپ کی گرمی سے ان کی لاشیں بدبودار ہوگئی تھیں، اور ان کو قلیب بدر کی طرف گھسیٹ کر ڈال دیا گیا، اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ یا اللہ قلیب بدر میں ڈالے جانے والوں پر لعنت فرما۔ الحمد للہ اس دعا کا ظہور مقام بدر میں ہوا۔

شب اسراء کا شہسوار جنگاہ بدر میں :

حضرات ذی وقار............ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔

صَفَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ وَلَيْلًا

یعنی قائد اہل حق ﷺ نے رات کے وقت ہی لشکر اسلام کی صف بندی فرمادی۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَفَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ وَعَبَّاهُمْ اَحْسَنَ تَعْبِيَةٍ۔

یعنی ان کی صفوں کو مرتب کرنے کے بعد جنگ کیلئے بڑی عمدگی سے انہیں تیار کر دیا۔

سب مجاہد اپنے اسلحہ سے لیس ہو کر چاق و چوبند اپنے اپنے مورچوں پر ڈٹ گئے انہیں تاکید کر دی گئی کہ وہ ہر حالت میں نظم و ضبط کو برقرار رکھیں۔ حکم کے بغیر کوئی اقدام کرنے کی سختی سے ممانعت کر دی گئی۔

عشق و محبت کی لازوال داستان :

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کہ بدر کے روز جب حضور انور ﷺ کے لشکر اسلام کی صف بندی کر دی تو ایک مجاہد جوش جہاد میں اپنی صف سے آگے جانے لگا حضور نے دیکھا تو حکم دیا ''معی معی'' یعنی میرے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ کرو، بے ترتیبی مت آگے بڑھو۔

اسی اثنا میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضور انور ﷺ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جب صفیں درست کر رہے تھے۔ جو آگے یا پیچھے ہوتا اس کو اس تیر کے اشارہ سے صف شکنی سے منع فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ ایک صف کے آگے سے گزر رہے تھے دیکھا کہ سواد بن غزیہ صف سے آگے نکلے کھڑے ہیں ایک تیر سے ان کی شکم پر ہلکی سی چوٹ لگائی اور فرمایا۔ ''اِسْتَوِیَا سَوَادُ'' اے سواد ۔ سیدھے ہو جاؤ وہ سیدھے تو ہو گئے۔ لیکن معاً گویا ہوئے یا رسول اللہ ﷺ .... مجھے اس چوٹ سے درد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل وانصاف کرنے کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ ''فَاَقِدْنِیْ'' مجھے اس چوٹ کا بدلہ لینے دیجئے۔ علم بردار عدل وانصاف نے اس مطالبہ کو بے ادبی یا گستاخی پر محمول نہیں کیا۔ میدان جنگ میں ایک سپاہی کا اپنے سالار اعلیٰ سے اس قسم کا مطالبہ سن کر اسے کورٹ مارشل کا حکم نہیں دیا بلکہ کسی ادنی سی برہمی کا اظہار کئے بغیر زرہ کے بند کھولے اپنی قمیص مبارک اٹھا دی اپنے شکم اقدس کو اس کے سامنے پیش کر دیا اور فرمایا۔ ''اِسْتَقِدْ'' اے سواد آؤ بدلہ لے لو۔

فَاعْتَنَقَهٗ فَقَبَّلَ بَطْنَهٗ ۔ وہ لپک کر آگے بڑھے۔ حضور ﷺ کو گلے لگا لیا، اور بطن مبارک چوم لیا، حضور ﷺ نے پوچھا۔ سواد تم نے ایسا کیوں کیا۔ عرض کرنے لگے۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! حَضَرَ مَاتَرٰی فَاَرَدْتُّ اَنْ یَّکُوْنَ اٰخِرُ الْعَهْدِ بِكَ اَنْ یَّمَسَّ جِلْدِیْ جِلْدَكَ ۔

جو مرحلہ ہمیں درپیش ہے، وہ حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میری یہ آرزو تھی کہ

اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میری جلد، حضور کی جلد سے مبارک سے مس ہو جائے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳)

یقیناً ....حضرت سواد رضی اللہ عنہ کی زبان پر اس طرح کے الفاظ ہوں گے۔

اُن کی آنکھوں پہ فدا چاند ستارے ہوں گے
جس کی قسمت میں مدینے کے نظارے ہوں گے
نور ہی نور اُجالا ہی اُجالا ہو گا
جس طرف چشم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے ہوں گے
حشر میں اُن کے سوا کون سہارا دے گا
نام کس کس کے وہاں سب کے پکارے ہوں گے

الغرض ....قربان ہو جایئے انسان! شمع جمال مصطفوی کے پروانوں پر! پیکر اجل کو لبیک کہتے وقت بھی انہیں نہ بیوی کی یاد بے چین کر رہی ہے، نہ بچوں کی۔ حسرت ہے تو بس اتنی کہ جسد اطہر کے ساتھ اکا جسم چھو جائے۔ سب حسرتیں بر آئیں گی۔ سب ارمان پورے ہو جائیں گے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ جس خوش نصیب کو یہ سعادت میسر آ گئی، آتش دوزخ اس کو جلا نہیں سکتی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ حَبِيْبِكَ مَا رَزَقْتَهٗ اَصْحَابَهُ الْكِرَامَ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهِمْ۔

اس محبوب دلنواز نے اپنے عاشق صادق سواد کی اس حسرت پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اسے دعائے خیر سے سرفراز کیا۔

صحابہ کرام کی سرفروشی کا ایک اور روح پرور واقعہ سماعت فرمایئے۔

عوف بن حارث، ان کی والدہ ماجدہ کا نام عفراء ہے۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر

ہوئے اور پوچھنے لگے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِمَا یُضْحِکُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدِہٖ۔ یارسول اللہ ﷺ یہ فرمایئے ۔اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کس بات پر خوش ہوتا ہے ۔ فرمایا۔ بندہ کا سر برہنہ حالت میں دشمن کے حلقہ میں اپنا ہاتھ گھسیڑ دینا، یہ ارشاد سنتے ہی انہوں نے اپنی زرہ اتار کر پرے پھینک دی ۔پھر اپنی تلوار بے نیام کی اور کفار کی صفوں میں گھس گئے ۔داد شجاعت دیتے رہے، دشمنان اسلام کو اپنی شمشیر سے تہ تیغ کرتے رہے۔ یہاں تک جام شہادت نوش کرلیا۔ اپنی جان کا نذرانہ اپنے خالق و کریم کے حضور پیش کردیا۔صدق واخلاص کے یہ وہ پیکر تھے، جنہوں نے اپنے جذبہ جاں نثاری سے اعداء حق کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔

جہادی تربیت مصطفےٰ ﷺ :

حضرات............ واقعہ جنگ بدر بہت زیادہ طویل ہے لیکن میں مختصر کر کے آپ احباب کے سامنے پیش کر رہا ہوں ۔ حضور ﷺ اپنے احباب کو ہدایات دے رہے تھے۔تم میں کوئی میری اجازت کے بغیر نہ تلوار چلائے اور نہ ہی آگے بڑھ کر حملہ کرے ۔اگر دشمن تمہارے قریب آکر حملہ کرے تم اس کو پتھروں سے روکنا۔الغرض تم اپنی زبان سے کسی قسم کی برتری یا تکبر کی بات نہ کرنا۔صرف زبانوں پر اللہ کا نام۔اس کی تسبیح و پاکی رہے۔

لشکر اسلام کی حقانیت :

حضرات محترم .... اب لشکر اسلام باطل کا مقابلہ کرنے کیلئے بالکل تیار تھا۔ان کے دل مطمئن تھے۔چہرے نور ایمان سے چمک رہے تھے کیونکہ یہ جو کچھ کر رہے تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے کر رہے تھے۔انہوں نے دین کیلئے گردنیں کٹانے کا عزم کررکھا تھا۔ادھر قریش اب تک پریشان حال اور گھبراہٹ کا شکار تھے

انہیں کوئی منزل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

دعا رسول ﷺ اور فتح کا کامل یقین

امام الانبیاء ﷺ نے جب دشمن کے لشکر کو آگے بڑھتے ملاحظہ فرمایا۔ تو آپ ﷺ عریش میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ تو امام الانبیاء ﷺ نے اپنے رب حقیقی کے حضور سجدہ کیا اور نہایت گریہ وزاری کے ساتھ دعا فرمائی۔ حال یہ تھا کہ آپ کی چادر مبارک بار بار کندھوں سے گر جاتی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھا کر آپ کے شانہ مبارک پر ڈالتے اور آقا ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرماتے۔

اللّٰھم نجزنی وعدتنی اللّٰھم ان تھلك ھذہ العصابة لا تعبد فی الارض

اے اللہ مجھ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر تو نے اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

دعا کرتے کرتے...... امام الانبیاء ﷺ پر زیادہ گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہوئی۔ تو یار غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمت کر کے آپ کو گلے لگا لیا اور پورے اعتماد سے عرض کیا اے آقا ﷺ یقیناً آپ کا رب آپ کی دعا قبول فرمائے گا اور لشکر اسلام کامیاب ہو کر رہے گا۔ مدینہ کے تاجدار ﷺ تھوڑی دیر تشریف فرما ہوئے تو غنودگی طاری ہوگئی اور تھوڑی ہی دیر کے بعد...... امام الانبیاء ﷺ بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ کے نورانی چہرے پر خوشی نمایاں تھی بلکہ یوں کہئے کہ چہرہ پُرنور تھا اور خوشی سے زبان مبارک پر یہ آیت کریمہ جاری تھی۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ (سورۃ القمر:۴۵)

عنقریب یہ جماعت پسپا ہو جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔ اے صدیق نصرت اسلام کیلئے حکم خداوندی جاری ہو چکا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی فوج لیکر آرہے ہیں۔

دوسری دعا جو میرے آقا نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے خداوند قدوس کی بارگاہ میں بڑے عجز و نیاز سے مانگنا شروع کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ ظَھَرُوْا عَلٰی ھٰذِہِ الْعِصَابَۃِ ظَھَرَ الشِّرْکُ وَلَا یَقُوْمُ لَکَ دِیْنٌ۔

اے اللہ عزوجل اگر یہ کافر مسلمانوں کے اس گروہ پر غالب آگئے تو شرک غالب آجائے گا اور پھر تیرا دین قائم نہیں ہو سکے گا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے آقا ﷺ بخدا...... اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا اور حضور انور ﷺ کے رُخ اقدس فتح کی مسرت سے روشن فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک ہزار فرشتے نازل کئے جو قطار در قطار نازل ہوئے اور دشمنوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا، اس وقت رسول مکرم ﷺ نے فرمایا......

.. اے صدیق! مژدہ یہ ہے جبرائیل علیہ السلام جو زرد عمامہ باندھے گھوڑے کی باگ پکڑے آگئے ہیں اور آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں۔ پھر وہ نیچے اُترے اور ایک ساعت مجھ سے غائب ہو گئے پھر ظاہر ہوئے۔ اس وقت ان کے پاؤں پر گرد جمی ہوئی تھی اور عرض کی...... اَتَاکَ نَصْرُوا اللّٰہِ اِذْ دَعَوْتَہٗ ...... جس وقت آپ نے اپنے رب کو پکارا تو اللہ کی نصرت آپ کے پاس آگئی۔ (دلائل النبوۃ ج۳ ص۵۴)

جنگ کا آغاز :

حضرات محترم .... بالآخر جنگ کا آغاز ہوا۔ دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے تھیں اور ایسا محسوس ہو رہا تھا۔

ایک طرف باطل پرست .... دوسری طرف حق پرست

ایک طرف جور و جفا والے ....دوسری طرف صدق وصفا والے

ایک طرف کفر وشرک والے ....دوسری طرف صبر ورضا والے

ایک طرف بدکردار تھے ....دوسری طرف شرم وحیا والے

ایک طرف ظلمت والے تھے ....دوسری طرف نور والے تھے

ایک طرف باطل والے تھے ....دوسری طرف حق والے تھے

ایک طرف ابوجہل کے چیلے تھے ....دوسری طرف خدا ؤ مصطفیٰ والے تھے

ایک طرف عتبہ وشیبہ تھے ....دوسری طرف حمزہ وشیر خدا تھے

ایک طرف سراپا کفر تھا ....دوسری طرف سراپا اہل ایمان تھا

ایک طرف شباب وشراب تھا ....دوسری طرف حسن مصطفیٰ تھا

غرضیکہ.......اب دونوں لشکر اپنی اپنی زندگی کے اہم موڑ پر کھڑے تھے، ایک وہ تھے جو اللہ کیلئے جینا اور اللہ ہی کے لئے مرنا چاہتے تھے.......دوسرے وہ تھے جنہوں نے تکبر وغرور اپنے سینوں میں.......موت کا تصور تک دلوں سے نکال دیا تھا......ایک وہ تھے......جن کا سہارا صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تھا.........دوسرے وہ جنہیں اپنی تعداد وسامان جنگ پر ناز تھا.........ایک وہ تھے جو خدا کے بھیجے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے تھے.............دوسرے وہ جنہیں شیطان لعین نے دھکیلا تھا........جن کے متعلق قرآن مجید برہان رشید گواہی دے رہا ہے......ارشاد ہوتا ہے۔اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡہِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰہُمۡ ذِکۡرَ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۔(سورۃ مجادلہ آیت ۱۹)

ان پر شیطان نے قبضہ کرلیا ہے اور اس نے ان کو اللہ کی یاد بھلا دی ہے۔یہی لوگ شیطان کا ٹولہ ہیں، خوب سن لو کہ شیطان کا ٹولہ ہی یقیناً نقصان اُٹھانے والا ہے۔

حضرات ذی وقار........ معلوم ہوا۔

اللہ ان سے خوش .... یہ اللہ سے خوش

اللہ اُن سے راضی .... یہ اللہ سے راضی

یہ اللہ کے محبوب .... اللہ اُن کا محبوب

اللہ اُن کا دوست .... یہ اللہ کے دوست

اللہ کو اُن سے پیار .... ان کو اللہ سے پیار

کامیابی وکامرانی اُن کا مقدر ہے...... دوسرے وہ تھے جن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۔(سورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

اللہ راضی ہو گیا اُن سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے یہی اللہ کا گروہ ہیں سن لو اللہ ہی کا گروہ کامیاب وکامران ہے۔

ازلی دشمن لشکر اسلام میں :

حضرات محترم .... ہمارا ازلی دشمن شیطان لشکر اسلام میں آیا ..... اپنا کام کرنے کی بہت کوشش کی لیکن جن کو دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ حاصل ہو۔ وہ کب شیطان کے مکرو فریب کا شکار بن سکتے ہیں۔ صحابہ تھکے ہارے تھے ...... ریتلی زمین میں پیر دھنسے جاتے تھے ..... چلنا تک دشوار تھا ..... پانی بھی اتنی مقدار میں نہ تھا کہ غسل و وضو کر کے تھکاوٹ کم کرلیں ...... کھانے کا بھی کوئی خاص انتظام نہ تھا ..... واقعی نازک وقت تھا ...... اور شیطان اپنا کام کرنے کیلئے .... ایسے ہی وقت کی تلاش میں رہتا ہے۔ پس موقع ملتے ہی مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنے لگا ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو خدا کے شاکر ہونے کا شرف حاصل ہے ...... حق پر ہونے کا دعویٰ ہے

لیکن پھر یہ کیا ماجرا ہے، کہ آرام اور ضروریات زندگی سب کچھ دشمنوں کو نصیب ہیں......ہم پانی کو بھی ترستے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳)

الغرض........حضرات محترم........صحابہ کرام کے دلوں میں یہ وسوسہ آنا تھا......کہ خدا نے......اپنے دین کے محافظوں پر رحم فرمایا......ایسی بارش ہوئی......کہ صحابہ شکر ادا کرتے جاتے........اور حیرت میں تھے کہ بغیر آثار کے اچانک بارش کیسی.......سب نے اپنی ضروریات کو پورا کیا......زمین سخت ہوگئی......کہ چلنا پھرنا آسان ہوگیا......قریبی کنواں پانی سے بھر گیا......کچھ گڑھے کھود کر........پانی محفوظ بھی کرلیا گیا......اور لشکر کفار چونکہ نشیب علاقہ میں تھا، لہٰذا ان کی جگہ پر پانی بھر گیا، دلدل بن گئی.......پانی ایک ہی آسمان سے برسا......لیکن نیکوں کیلئے رحمت بنا.....اور بُروں کیلئے مصیبت وزحمت بن گیا........پانی پر اگر قبضہ مسلمانوں کا تھا......لیکن ساقی کوثر ﷺ کسی کو پیاسا دیکھنا کب گوارا فرما سکتے تھے........لہٰذا خون کے پیاسوں کو بھی پانی لینے کی عام اجازت تھی........الغرض......سامعین حضرات ....میرے آقا ﷺ عریش میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ وہاں سے حضور علیہ السلام جنگ کے معاملات پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ان حالات میں آقا دو عالم ﷺ چند صحابہ کرام ہمراہ میدان جنگ کا معائنہ کرنے نکلے۔ مدینہ کے تاجدار ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ جس سے آپ زمین پر جگہ جگہ لکیریں بناتے جاتے اور فرماتے کہ ابوجہل ہلاک ہوکر یہاں گرے گا........عتبہ یہاں گرے گا......فلاں یہاں گرے گا.......چنانچہ ایسا ہی ہوا......آپ نے جس جس جگہ کافر کے نام کی لکیر بنائی تھی وہ وہیں قتل ہوا اور اسی جگہ گرا........بال برابر بھی فرق نہ ہوا.......یہ ہے ہمارے آقا و مولا ﷺ کے مخبر صادق ہونے کی صداقت۔

حضرات محترم .... کفر اور اسلام کی پہلی جنگ اسود بن عبد الاسد المخزومی نے بھڑکائی۔ یہ شخص بڑا بدبخت اور بدخو تھا۔ اس نے اعلان کیا کہ میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے وہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پئے گا...... اور اسے منہدم کردے گا...... یا اپنی جان دے دے گا...... جب وہ فاسق فاسد نیت سے پانی کے تالاب کی طرف بڑھا تو اسلام کے شاہین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس پر جھپٹے...... جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو آپ نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی وہ اپنی پیٹھ کے بل گر پڑا۔ اس کی کٹی ہوئی ٹانگ سے خون کا فوارہ بہنے لگا پھر وہ رینگتا ہوا حوض کے قریب پہنچا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اس میں گھس کر سارے پانی کو نا قابل استعمال بنا دے۔

اس امت کے فرعون ابوجہل کی ہلاکت :

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم اور دیگر محدثین نے یہ عبرت ناک سانحہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یوں روایت کیا ہے۔

یوم بدر میں جب مجاہدین کی صف میں کھڑا ہوا تھا تو میں نے اپنے دائیں بائیں دونوں عمر انصاری جوان کھڑے دیکھے۔ میں نے خیال کیا کہ بجائے ان کے اگر میں دونوں جانب آزمودہ کار، بہادر اور جنگ جو ہوتے تو بہت بہتر ہوتا، میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آہستہ سے ان میں سے ایک نوجوان مجھ سے پوچھنے لگا۔ اے عم! هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ ۔ چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا بھتیجے میں اسے خوب پہچانتا ہوں۔ تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ اس نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ میرے آقا کے بارے میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَئِنْ رَاَیْتُہٗ لَا یُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَہٗ حَتّٰی یَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا۔

بخدا اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا بدن اس کے بدن سے جدا نہ ہوگا جب تک ہم دونوں میں سے وہ نہ مر جائے جسے مرنے کی جلدی ہے۔

اس نے ابھی بمشکل اپنی بات ختم کی تھی، کہ دوسرے نوجوان نے میری چٹکی لی اور آہستہ سے مجھ سے وہی سوال پوچھا، اور وہی بات کہی۔ جو پہلے نوجوان نے کہی تھی اچانک میں نے دیکھا کہ ابو جہل لوگوں کے درمیان چکر لگا رہا ہے اور یہ رجز پڑھ کر انہیں جوش دلا رہا ہے۔

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّیْ ۔ بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثٌ سِنِّیْ

لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِیْ اُمِّیْ

یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتقام لے سکتی ہے۔ میں نوجوان طاقتور اونٹ ہوں جو اپنے عنفوان شباب میں ہے۔ میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں کیلئے ہی جنا ہے۔

میں نے انہیں کہا یہ ہے وہ شخص جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے وہ عقابوں کی طرح جھپٹے اور اس پر حملہ آور ہوئے اور اپنی تلواروں کے واروں سے اسے گھائل کر دیا۔ وہ بے حس وحرکت زمین پر جا گرا۔ یہ کارنامہ بجلی کی سی سرعت سے انجام دینے کے بعد دونوں اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے ابو جہل کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے، دونوں نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا جن تلواروں سے تم نے اسے قتل کیا ہے انہیں کپڑے سے صاف تو نہیں کر دیا۔ عرض کی نہیں۔ وہ جوں کی توں ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان تلواروں کو ملاحظہ کیا وہ دونوں خون سے رنگین تھیں اور فرمایا۔ کِلَاکُمَا قَتَلَهٗ ۔ تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ (ضیاء النبی ص ۳۵۱)

اسلام کے یہ دو شاہین صفت مجاہد جنہوں نے قریش کے لشکر کے سپہ سالار دشمن خدا ورسول، امت محمدیہ کے سرکش اور سنگدل فرعون کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ کون تھے۔ کس ماں کے جائے اور کس باپ کے فرزند تھے، اس کے بارے میں تفصیل کچھ یوں ہے۔ مدینہ طیبہ کے وہ فرخندہ بخت افراد جنہوں نے مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست ہدایت بخش پر سب سے پہلے اسلام لانے کی بیعت کی۔ ان کی کل تعداد چھ یا آٹھ تھی۔ ان میں ایک خاتون بھی تھیں۔ جن کا نام عفراء تھا۔ جو اپنی لازوال قربانیوں، عظیم خدمات اور درخشاں کارناموں کے طفیل اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوئیں۔ انہوں نے دو شادیاں کی تھیں۔ ان کے پہلے شوہر کا نام حارث بن رفاعہ النجاری تھا۔ حضرت عفراء کے بطن سے ان کے تین فرزند تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ عوف، معاذ اور معوذ، یہ تینوں اپنے باپ کے بجائے اپنی عظیم القدر ماں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ انہیں فرزندان حارث کہنے کی بجائے فرزندان عفراء کہا جاتا ہے۔

حارث کے بعد ان کی شادی بکیر بن یالیل سے ہوئی۔ دوسرے خاوند کے ان کے شکم سے چار فرزند ہوئے۔ جن کے نام ایاس، عاقل، خالد، عامر ہیں۔ حضرت عفراء کے ان ساتوں بیٹوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سب نے حق و باطل کے پہلے معرکہ میں اپنے خالق کریم کے نام کو بلند کرنے کیلئے شرکت کی اور جانبازی کے ایسے کارنامے سرانجام دیئے جن پر ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر ہے۔ ان میں عوف بن عفراء رضی اللہ عنہما کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ ان چھ یا آٹھ انصاریوں میں سے ایک تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی اور ان کا یہ واقعہ آپ سن چکے ہیں جنگ بدر کے آغاز میں یہ بارگاہ

رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض پرداز ہوئے۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا یُضْحِکُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدِہٖ

یارسول اللہ ﷺ ! یہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کس بات پر خوش ہوتا ہے اور اس کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے۔

فرمایا۔ بندے کا برہنہ سر حالت میں دشمن کے حلقہ میں اپنا ہاتھ گھسیڑ دینا ایسا عمل ہے جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

یہ ارشاد سنتے ہی انہوں نے اپنی زرہ اتار کر پرے پھینک دی تلوار کو بے نیام کیا اور شیر کی طرح گرجتے ہوئے کفار کی صفوں میں گھس گئے۔ داد شجاعت دیتے رہے، دشمن اسلام کو اپنی شمشیر خارا شگاف سے تہ تیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جام شہادت نوش کرلیا۔ (سیرت ابن کثیر ج ۳)

اسی خاتون کے دو فرزند معاذ اور معوذ جو عوف شہید کے سگے بھائی تھے انہیں یہ شرف ارزانی ہوا کہ انہوں نے امت محمدیہ کے فرعون ابو جہل بن ہشام کو جہنم رسید کیا۔ اگرچہ ایک روایت میں معاذ بن عفراء کے بجائے معاذ بن عمرو بن جموع کا نام آیا ہے۔ لیکن علامہ ابن حجر نے ان تمام روایات پر تفصیلی بحث کے بعد اپنی تحقیق کا خلاصہ یوں رقم کیا ہے۔

ان سب روایات میں صحیح روایت وہ ہے جو صحیحین میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ابو جہل کے قتل کے سلسلہ میں مروی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس پر پیہم وار کئے یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور ان دونوں کے نام معاذ اور معوذ ہیں۔ (محمد رسول اللہ۔ از ابراہیم عرجون ج ۳)

یہ سارا خاندان مرد و زن، پیر و جواں، خورد و کلاں عشق حبیب کبریا ﷺ کی شراب

طہور سے سرشار تھے، ہر فرد کی زندگی اپنے اندر ایک امتیازی شان رکھتی ہے۔ مادر مہرباں عفراء اور اس کے فرزندوں کے جذبہ ایمانی کے بارے میں آپ نے سنا، اب عفراء کی پوتی اور ان کے بیٹے معوذ کی بیٹی ربیع کے عشق نبوت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

ایک دفعہ ان کے چچا معاذ نے انہیں کھجوروں سے بھرا ہوا ایک طشت دیا اور کہا اسے لے جاؤ اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جا کر پیش کر دو۔ انہوں نے سر پر کھجوروں سے بھرا ہوا طشت اٹھایا اور خدمت اقدس میں پیش کیا، بندہ نواز آقا نے وہ ہدیہ قبول فرمایا۔ جب ربیع واپس جانے لگیں تو اس کریم نے ایک سونے کا زیور جو بحرین کے والی نے بطور تحفہ بھیجا تھا اپنے جانباز عاشق معوذ کی لخت جگر کو عطا فرمایا اور اسے کہا۔ تَحَلِّیْ بِهٰذَا۔ اس زیور کو پہنا کرو۔

امام بخاری اور امام ترمذی نے خالد بن ذکوان کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ یہی ربیع فرماتی ہیں کہ جس روز میری شادی ہوئی صبح سویرے میرے آقا میرے ہاں تشریف لائے اور کچھ وقت میرے ہاں تشریف فرما رہے، اس وقت خاندان کی بچیاں دف بجا بجا کر چند شعر گاتی رہیں۔ حضرت عمار بن یاسر کے پوتے ابو عبیدہ کہتے ہیں میں نے ربیع سے کہا۔

صِفِیْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ ذرا سرکار کا حلیہ تو بیان کرو۔

اس محبہ صادقہ نے اپنے محبوب کریم کا سراپا مختصر مگر جامع الفاظ میں بیان فرمایا۔

یَا بُنَیَّ لَوْ رَأَیْتَهٗ لَرَأَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ اے میرے بیٹے! اگر تم حضور ﷺ کا دیدار کرتے تو تم دیکھتے کہ گویا آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

اس نیک بخت خاتون کو بیعت رضوان میں شرکت کا شرف نصیب ہوا۔ سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر تشریف لے جاتے تو غازیان اسلام کی خدمت کیلئے ہر غزوہ میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتیں، میدان جہاد میں زخمی ہونے والے مجاہدین کی مرہم پٹی کرتیں اور تیمارداری کے فرائض انجام دیتیں۔ اور شہداء کی میتوں کو مدینہ پہچانے کا انتظام کرتیں۔ ان کے بارے میں ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں ایک عجیب واقعہ تحریر کیا ہے۔ وہ بھی سماعت فرمائیے۔ ابوجہل کی ماں اسماء بنت مخربہ کے حالات بیان کرتے ہوئے علامہ ابن سعد طبقات میں رقمطراز ہیں۔ ربیع دختر معوذ نے کہا کہ عہد فاروقی میں چند خواتین کی معیت میں ابوجہل کی ماں اسماء بنت مخربہ کے ہاں گئی۔ اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ جو ابوجہل کا مادری بھائی تھا، وہ یمن میں رہتا تھا اور وہاں اپنی ماں کی طرف اعلیٰ قسم کا عطر بھیجا کرتا تھا اور وہ اس عطر کو فروخت کیا کرتی تھی۔ ہم بھی اس سے وہ عطر خریدا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں شیشیاں لیکر عطر خریدنے اس کے پاس گئی تو اس نے میری شیشیوں میں عطر ڈالا اور ان کا وزن کیا۔ جس طرح میری سہیلیوں کی شیشیوں کا وزن کیا پھر اس نے کہا میرا حق جو تمہارے ذمہ ہے وہ مجھے لکھ کردو۔ میں نے لکھا۔ کہ ربیع بنت معوذ کے ذمہ اتنا بقایا ہے۔ اسماء میرا اور میرے شہید باپ کا نام سن کر بدکی اور بولی کہ تو اس قاتل کی بیٹی ہے جس نے اپنے مالک کو قتل کیا تھا، میں نے کہا نہیں، میں اس کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام کو قتل کیا تھا، میرا یہ جواب سن کر وہ کہنے لگی۔ بخدا میں تمہیں کبھی کوئی چیز فروخت نہیں کروں گی۔ میں نے جھٹ جواب دیا بخدا میں تم سے ہرگز کوئی چیز نہیں خریدوں گی۔ خدا کی قسم! جو عطر تم بھیجتی ہو اس میں نہ کوئی خوشبو ہے نہ مہک۔ مجھے ایسے عطر کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ربیع نے کہا اے بیٹے! یہ بات میں نے غصہ سے کہی تھی، ورنہ اس کا عطر بہترین عطر تھا۔

ابو جہل کی ماں اسماء مسلمان ہوئی یا نہیں۔ اسکے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ علامہ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں تحریر کیا ہے کہ

وَيُقَالُ اِنَّهَا اَسْلَمَتْ وَاَدْرَكَتْ خِلَافَةَ عُمَرَ وَذٰلِكَ اَثْبَتُ۔

کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہوئیں اور انہوں نے حضرت فاروق اعظم کا عہد خلافت پایا اور یہ قول زیادہ قوی ہے۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما:

حضرت معاذ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو جہل تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ میں اس دشمن خدا اور رسول کو جہنم رسید کر کے رہوں گا۔ جب مجھے موقع ملا تو میں تلوار لہراتا ہوا اس پر ٹوٹ پڑا۔ میرے پہلے وار سے اس کی ٹانگ پنڈلی سے کٹ کر دور جا پڑی۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے جو بعد میں مسلمان ہوئے، میری گردن پر تلوار سے وار کیا جس سے میرا بازو کٹ گیا۔ صرف جلد کے ایک تسمہ سے وہ میرے کندھے سے پیوست رہا اور لٹکنے لگا، سارا دن میں اس لٹکتے ہوئے بازو سے مصروف پیکار رہا۔ میرا کٹا ہوا ہاتھ میری پشت کے پیچھے لٹک رہا تھا۔ اس کے پیہم لٹکنے سے مجھے شدید تکلیف ہو رہی تھی، میں نے اسے پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچ لیا وہ جلد کا تسمہ ٹوٹ گیا، اور اس سے آزاد ہو کر میں پھر کفار سے لڑنے میں مشغول ہو گیا۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں۔ کہ معاذ کا زخم ٹھیک ہو گیا اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔

قاضی زادہ ابن وہب نے روایت کیا ہے کہ جنگ ختم ہوئی تو حضرت معاذ اپنا کٹا ہوا بازو لیکر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا

لعاب دہن اس پر لگایا تو کٹا ہوا بازو کندھے کے ساتھ پھر جڑ گیا، قاضی عیاض نے شفا شریف میں میں لکھا ہے کہ ابو جہل کے وار سے دوسرے نوجوان معوذ کا ہاتھ کٹ گیا وہ اسے لیکر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن ڈالا اور اسے کلائی کے ساتھ جوڑا تو وہ جڑ گیا، معوذ دوبارہ نئے عزم کے ساتھ کفار کے ساتھ جہاد کرنے میں مشغول ہو گئے اور داد شجاعت دیتے رہے یہاں تک کہ خلعت شہادت سے سرفراز کئے گئے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۴)

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کو ابو جہل کی لاش تلاش کرنے کا حکم فرمایا۔ عبداللہ بن مسعود اپنے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی تعمیل میں ابو جہل کی لاش کی تلاش میں نکلے، ایک جگہ پہنچے تو ابو جہل کو زمین پر گرا ہوا پایا۔ وہ جاں بلب تھا اس کا سارا جسم فولادی زرہ میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے اپنی تلوار اپنی رانوں پر رکھی ہوئی تھی، وہ نقاہت کے باعث اپنے کسی عضو کو جنبش نہیں دے سکتا تھا حضرت ابن مسعود نے اسے اس حالت میں دیکھا تو پہچان لیا۔ آپ نے اس کے ارد گرد چکر کاٹا جانکنی کے عالم میں بھی اس کی نخوت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابن مسعود جب اس کی چھاتی پر چڑھ گئے تو وہ بولا۔

لَقَدْ رَقِيتَ مُرْتَقًى صَعْبًا يَا رُوَيْعِي الْغَنَمِ۔

اے بکریوں کے نکمے چرواہے تو نے بڑے دشوار زینہ پر قدم رکھا ہے۔ (سیرت ابن کثیر ص ۴۵۵)

آپ نے اس کے ارد گرد چکر کاٹا۔ اپنی تلوار سے اس کا سر الگ کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر انہیں خیال آیا کہ ان کی تلوار پرانی اور بوسیدہ ہے۔ شاید اس کی گردن نہ کاٹ سکے، انہوں نے اپنی تلوار سے اس کے سر پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ انہیں یاد آ گیا کہ وہ کبھی ان کے بالوں کو کھینچا کرتا تھا، تلوار پر اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

میں نے اس سے تلوار کھینچ لی۔ جانکنی کے عالم میں اس نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا۔ لِمَنِ الدَّبَرَۃُ۔ فتح کس کو ہوئی، میں نے کہا۔ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ اللہ اور اس کے رسول کو فتح ہوئی۔ میں نے اسے ڈاڑھی سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْزَاكَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اے اللہ کے دشمن تجھے ذلیل کیا، میں نے اس کا سر خود اس کی گدی سے ہٹایا، اور اس پر تلوار کا وار کیا، اس کی گردن کٹ کر سامنے جا گری۔ پھر میں نے اس کے ہتھیار زرہ۔ لباس وغیرہ اُتار لیا۔ پھر اسکا سر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے آیا، اور عرض کی۔ یا رسول اللہ، اللہ کے دشمن ابوجہل کا یہ سر ہے۔ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَھْلَہٗ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے اسلام کو اور اہل اسلام کو عزت عطا فرمائی۔ پھر حضور ﷺ سر بسجود ہو گئے۔ پھر فرمایا، ہر امت میں ایک فرعون ہوتا ہے امت مسلمہ کا فرعون ابوجہل تھا۔ (سبل الهدیٰ ص ۷۷)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ کہ ابوجہل کے قتل کی اطلاع جب حضور ﷺ نے سنی تو کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے لشکروں کو شکست دی۔

حضرات....... اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم رؤف رحیم ﷺ کو بدر میں فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اسلام کو سر بلندی اور عظمت عطا فرمائی۔ آج اسی فتح کی وجہ سے مسجدوں میں اذانیں اور سجدے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام کیلئے قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

اعتکاف کے فضائل وبرکات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ

حضرات محترم .... اللہ جل شانہٗ کی مدد اور اس کے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہم سب کو اشرف الانسان بنا کر دنیا میں بھیجا اور زندگی گزارنے کا طریقہ بھی سکھایا پھر اپنی معرفت حاصل کرنے کیلئے خاص وقت اور خاص راتیں بھی عطا فرمائیں ان راتوں میں انسان کم وقت میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ عبادت اور اس کو راضی کرسکتا ہے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اللہ کی رضا کیلئے دس دن کا اعتکاف بہت ہی مناسب وقت ہے کیونکہ یہ موقعہ سال میں صرف ایک بار مومن کو نصیب ہوتا ہے۔ ایسے موقع سے بندۂ مومن کو ضرور فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اعتکاف کا معنی :

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر عبادت کرنے کیلئے مسجد میں خود کو ٹھہرانے کا نام کا اعتکاف ہے۔ عام طور پر شرعی اصطلاح میں اس سے مراد ایک ایسی عبادت ہے جس میں مسلمان مقررہ مدت کیلئے دنیا سے الگ ہوکر یاد الٰہی اور رجوع الی اللہ کیلئے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے اور یہ عبادت عموماً رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کی جاتی ہے۔

اگر چہ ایسی عبادت کیلئے ہر وقت اپنے آپ کو مسجد میں پابند کیا جاسکتا ہے لیکن عموماً رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کسی مسجد میں گوشہ نشین ہونے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے کہ.......... وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ۔ (البقرہ:۱۸۷) جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھتے ہو۔

حضرت محترم ....اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے درجات میں بھی بلندی ہوتی ہے اور ان پر محویت کا عالم طاری رہتا ہے۔فنا فی اللہ کی منزل تک رسائی ہوتی ہے، انسان دنیا سے اپنے تعلق کو توڑ کر فقط خدا کی ذات سے رابطہ کر لینے کا نام اعتکاف کیونکہ اللہ کریم جل جلالہٗ نے انسان کی تخلیق اس لئے فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔(پ۲۸:الذریات:۵۶)

اللہ نے انسانوں اور جن کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا کہ عبادت کس طرح کی جائے ،اللہ کے محبوب ،آمنہ کے لال، پیکرِ حسن و جمال، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہوسکے تو فقط یہ جان لے کہ وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔(مشکوٰۃ ج ا ص ۸ شرح مسلم ج ا ص ۲۷۳)

حضرات محترم .... اب دیکھنا یہ ہے کہ اعتکاف میں کیا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا بندہ دس دن کیلئے اپنے گھر والوں، بیوی بچوں اور محلہ والوں اور مال و زر کو چھوڑ کر فقط

اللہ تعالیٰ کی ذات کو راضی کرنے کیلئے مسجد میں اعتکاف کرتا ہے اور وہاں نہ دنیا کا غم نہ بیوی بچوں کا وہاں تو فقط اس کی منشاء یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح خدا کی ذات مجھ سے راضی ہو جائے مگر خدا کی ذات اتنی رحیم و کریم ہے کہ وہ خود ارشاد فرمار ہا ہے۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ (البقرہ: ۱۸۶)

اور جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے بندے میرے متعلق تو انہیں بتاؤ میں ان کے بالکل نزدیک ہوں۔

حضرات محترم .... کتنی پیاری آیت ہے۔ ہجوم بلائیں، طوفان مصائب میں، گرداب وہلاکت میں گھیرے ہوئے شکستہ دل اور پریشان انسان کیلئے ان چند لفظوں میں اطمینان وسکون کا کیا روح پرور پیغام ہے، آپ غور فرمائیے انی قریب کے دو لفظوں میں راحت واطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کرر کھ دی گئی ہے۔ دکھ کا مارا جب یہ سنتا ہے کہ میرا مالک میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اے میرے حال کا علم نہ ہو، رنج والم کی خبر نہ ہو بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب، نزدیک ہے۔ رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آجاتا ہے۔ تمہاری زبان پر آئی ہوئی بات تو کیا تمہارے دل میں، منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوت گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں افکار واندیشوں کے وہ نازک ولطیف آبگینے جو ہوئی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے ہیں ان سب کو وہ جانتا ہے، وہ قادر بھی ہے رحمٰن ورحیم بھی تم دست دعا دراز تو کرو تم دامن طلب پھیلا کر تو دیکھو، تم دل کے ہاتھوں سے اس کے در رحمت پر دستک تو دو وہ ضرور تمہاری فریاد کو سنے گا اور قبول فرمائے گا تمہاری بگڑی قسمت سنور جائے گی۔ لیکن جب وہ کرم فرمائے تو سرکش نہ بنجانا اسی طرح سر نیاز اس کے در اقدس پر جھکائے رکھنا اسلام قبول کرنے پر جو ذمہ داریاں تم نے قبول کی تھیں جو

عہد تم نے باندھا تھا ان کو نبھاتے رہنا، رشد و ہدایت پا جاؤ گے کامیاب و کامران ہو جاؤ گے۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۱۶۲)

تجلیات اعتکاف :

اعتکاف کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اعتکاف ان محبوب عبادات میں سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت جلد راضی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس عبادت میں انسان اپنے تمام دنیوی کام چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا بیٹھا ہے اور چند دن یکسو ہو کر محو عبادت رہتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی خاص نظر عنایت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اعتکاف میں قرب الٰہی دوسری عبادات کی نسبت بہت جلد حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی شان بہت نرالی ہے۔

اعتکاف ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ اس کے متعلق حضور جان کائنات شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ هُوَ یَعْکِفُ الذُّنُوْبَ وَیُجْزٰی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا۔ کہ جو شخص اعتکاف کرتا ہے وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں ہی کی ہوں۔

(ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۴۹۹)

ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت :

اخلاص کے ساتھ ایک دن اعتکاف کرنے کا بہت اجر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف

اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے کرتا ہے تو اللہ اسکے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کی دیوار قائم کردیتا ہے ان خندقوں کا فاصلہ زمین وآسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔ (کنزالاعمال)

دو حج اور عمرہ کا ثواب :

ایک اور مقام پر اعتکاف کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے آقا دوعالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جس طرح اس نے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بیہقی شعب الایمان ج ۳)

ہزار سال کی عبادت کا ثواب :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں صدق واخلاص کے ساتھ اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کی عبادت درج فرمائے گا اور قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ (تذکرۃ الواعظین ص ۳۵۸)

معلوم ہوا...... حضرات ذی وقار! اعتکاف میں قرب الٰہی اور قرب مصطفےٰ ﷺ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

تھوڑی دیر کے اعتکاف کا اجر :

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مسجد میں مغرب سے لیکر عشاء تک معتکف رہے۔ نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے سوا کلام نہ کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اپنے کرم سے اس (معتکف) کیلئے جنت میں محل تیار کرے گا۔ (کشف الغمہ)

تین سو شہیدوں کا ثواب : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے پیش نظر ایک دن اور ایک رات کا اعتکاف کرے گا۔ اللہ اسے تین سو شہیدوں کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ (تذکرۃ الواعظین ص ۴۵۷)

فرشتوں کی ہم نشینی :

ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ مسجدوں کے لئے بن جاتے ہیں۔ یعنی وہ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ہم نشین فرشتے ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کبھی مسجد سے غائب ہو جائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں اور یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر ان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو یہ فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ (مسند امام احمد)

آمنہ کے لال کا اعتکاف :

حضرات محترم .... آپ نے بیشمار احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمائیں کہ اعتکاف کی فضیلت وعظمت کتنی زیادہ ہے اس کے ثواب کو دیکھ کر ہر کسی کا دل کرتا ہے کہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آیئے اب آمنہ کے لال پیکر حسن و جمال صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اعتکاف فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آمنہ کے لال پیکر حسن و جمال صلی اللہ علیہ وسلم ...... كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَافَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ۔ (بخاری)
اپنی حیات طیبہ میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے اس کے بعد آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات اعتکاف کرنے لگیں۔

اعتکاف میں قرآن کی تلاوت :

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں پورے قرآن مجید کا دور فرماتے یعنی

قرآن پاک کوزبانی پڑھتے ۔اس کے متعلق حدیث مصطفیٰ ﷺ سماعت فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ...... القرآن کل عام مرۃ فعرض علیہ مرتین فی العام الذی قبض و کان یعتکف کل عام عشرا فاعتکف عشرین فی العام الذی قبض ۔کے سامنے ہر سال میں ایک مرتبہ قرآن کریم پڑھا جاتا تھا لیکن جس سال آپ رفیق اعلیٰ سے ملے تو اس سال قرآن کریم کا دور دو مرتبہ ہوا آپ ہر سال رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرماتے لیکن اس سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔(بخاری)

محبوب خدا کس طرح اعتکاف فرماتے :

وہ کتنا پُر کیف منظر ہوگا جب رسول اللہ ﷺ خود اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینے میں قیام کا دوسرا سال تھا کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روزوں کا خیر مقدم کیا ،اور اسی سال روزے رکھنے شروع کردیئے ۔اس سال رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ کو غزوہ بدر کا واقعہ پیش آیا لیکن اس سے قبل اس سال رسول اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرے کا مسجد نبوی میں اعتکاف کیا۔رمضان المبارک میں آپ دیر تک ذکر وفکر میں مصروف رہتے تھے، چنانچہ پہلے روزہ کی صبح کو فجر کی نماز پڑھ کر آپ پردہ اعتکاف میں داخل ہوگئے۔ یہ پردہ مسجد نبوی کے بائیں کونہ میں ستون توبہ سے آگے ستون سریر کے ساتھ لگایا گیا تھا۔پردہ موٹے سفید رنگ کا تھا، کچھ ضرورت کی اشیاء اور ایک تکیہ بھی رکھ لیا۔ اعتکاف میں آپ کا معمول یہ تھا کہ صبح کی نماز کے کچھ دیر بعد اشراق کی نماز کے نفل ادا کرتے ،نوافل سے فارغ ہونے کے بعد آپ مراقبہ کی صورت میں یا دالٰہی میں مصروف رہتے اور بعض اوقات آرام بھی فرمالیتے ،لیکن عموماً چاشت تک ذکر میں

مشغول رہتے اگر ضرورت ہوتی تو پردہ اعتکاف سے باہر نکلتے اور استنجاء سے فارغ ہونے کے بعد تازہ وضو فرماتے اور پھر پردہ اعتکاف میں تشریف لے آتے اور نماز چاشت کے نوافل ادا کرتے اس کے بعد آپ عموماً استراحت فرماتے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو جاتا، آپ خواب استراحت سے بیدار ہو کر دوبارہ وضو فرماتے اور ظہر کی نماز پڑھاتے۔ اس کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو جاتا، عصر کی نماز باجماعت پڑھاتے پھر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے اتنے میں شام کا وقت ہو جاتا، اور افطاری کے وقت عموماً کھجور سے روزہ افطار فرماتے اور پانی پیتے، لیکن بعض اوقات افطاری کے بعد دودھ بھی استعمال فرماتے۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہو جاتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز باجماعت پڑھا کر آپ اپنے پردے میں تشریف لا کر اوابین کے نوافل پڑھتے اور عموماً چھ نفل ادا فرماتے۔ اس کے بعد آپ کھانا تناول فرماتے، کھانا انتہائی قلیل اور سادہ ہوتا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد آپ اپنے پردہ اعتکاف میں تشریف لا کر نماز تراویح ادا فرماتے اور کبھی نہ پڑھتے۔ مگر زیادہ دیر تک قیام فرماتے۔ پھر رات کے وقت آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دور فرماتے۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں تمام انسانوں سے زیادہ فیاض تھے اور خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بے انتہا فیاضی کرتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کے زمانہ میں ہر رات رسول خدا کے پاس آتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن مجید سناتے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کے معاملے میں چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوتے تھے۔ اس کے بعد اگر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پل بھر آنکھ لگا لیتے ورنہ سارا اعتکاف شب بیداری میں گزارتے، سحری سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے۔ سارا اعتکاف آپ کا

معمول اسی طرح ہوتا تھا، البتہ بعض خاص حالات میں تھوڑی بہت تبدیلی ہو جاتی، اعتکاف کے دوران آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عام ملاقات سے بالکل اجتناب فرماتے لیکن اگر کوئی ضروری بات ہوتی تو اسے سن لیتے۔ دوران اعتکاف آپ ﷺ پر نورانی تجلیات کا ظہور ہوتا بظاہر تو مسجد نبوی کے کونے میں معتکف ہوتے تھے، لیکن در حقیقت آپ ذات باری تعالیٰ کے پاس ہی معتکف ہوتے تھے۔ (رمضان المبارک ص ۳۲۷)

نصاب اعتکاف :

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کرنے کی توفیق مانگنی چاہئے۔ اس کے بعد سحری کیلئے بیدار ہو کر بارہ رکعت نماز تہجد انتہائی خلوص نیت اور رضاء الٰہی کیلئے ادا کریں۔ اس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

نماز تہجد اللہ والوں کی محبوب نماز ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور رحمت الٰہی کا خاص طالب ہو اس بندہ مومن کو اس نماز کا لازماً اہتمام کرنا چاہئے۔ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے۔ نماز تہجد کے متعلق خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں کیونکہ یہ آپ علیہ السلام کیلئے زیادہ فائدہ مند ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام الانبیاء ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا..... تمام فرض نمازوں کے بعد افضل نماز نصف رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔ (مسند امام احمد)

الغرض حضرات محترم .... نماز تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ لیکن آٹھ رکعت کی تعداد میں پڑھنے والا بھی مقبول ہے۔

نماز تہجد کو ادا کرنے والے کیلئے سونا ضروری ہے۔ نماز تہجد معمول کے مطابق ادا کرنے والے کیلئے قبر میں روشنی کا ذریعہ ہوگی۔ رزق میں برکت ہوتی ہے۔ چہرہ پُر نور ہوتا ہے، اولیاء کاملین میں اس کا شمار ہوتا ہے، ایمان کی سلامتی، دل منور و معطر اور معرفت الٰہی اور محبت مصطفےٰ ﷺ کا مرکز و محور ہوتا ہے۔

نماز فجر :

نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد سحری کھائے، سحری اور فجر کی سنتوں تک "یَا وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ" کثرت سے ورد کرتا رہے، اس کا بہت ہی زیادہ فائدہ ہوگا۔ سنت فجر ادا کرنے کے بعد نماز فجر باجماعت ادا کرے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہ ۔ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ..... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پڑھیں۔ (ترمذی جلد اول)

فائدہ : ایک مرتبہ پڑھنے سے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

بعدازاں اسی جگہ بیٹھے سورۃ یٰس کی تلاوت کرے، پھر سورۃ بقرہ کی آخری آیات "اٰمن الرسول" کی تلاوت کریں۔ اسکے بعد اسماء الحسنیٰ اور اسماء النبی ﷺ کا ورد کریں۔ یہ روحانی ترقی اور معرفت الٰہی کی طرف کامیابی اور کامرانی کیلئے مجرب وظیفہ ہے۔

نماز اشراق :

مذکورہ وظائف سے فارغ ہوکر جب سورج قدرے طلوع ہوجائے تو نماز اشراق ادا کریں کیونکہ اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے بلکہ اسی جگہ ادا کرنے سے ایک حج اور ایک عمرہ کا کامل ثواب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت کاملہ سے عطا فرمادیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس

نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور سورج نکلنے پر اس نے (اسی جگہ پر) دو رکعت نفل نماز پڑھی تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی ص ۲۶۷)

نماز اشراق سے فارغ ہو کر چند وظائف اور کریں۔ جن سے رزق میں برکت ہوگی، قبر میں روشنی کا ذریعہ ہوگی۔ عمر میں برکت ہوگی۔ ایمان کی سلامتی ملے گی۔ دنیا اور آخرت کی تمام حاجات اور مشکلات حل ہوں گی۔ انشاء اللہ

۳۱۳ بار : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔

۳۱۳ بار : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ اول آخر درود شریف ۲۱۔۲۱ بار صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

۳ مرتبہ : صبح وشام رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

نماز چاشت :

سورج اچھی طرح نکل آنے پر جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسے چاشت یعنی ضحیٰ کہتے ہیں۔ اس نماز کا وقت سورج کی روشنی خوب پھیلنے سے شروع ہوتا ہے، اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ اور احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔

(ترمذی ابن ماجہ ص ۲۸۹ ج ۱)

چاشت کی نماز ادا کرنے کے بعد کچھ دیر آرام کریں، پھر تازہ دم ہو کر نماز ظہر کی انتہائی ذوق وشوق سے تیاری کریں۔ جب نماز ظہر ادا کرلیں تو سورۃ فتح کی تلاوت کریں، اس کے علاوہ بھی کثرت تلاوت قرآن کرتے رہیں۔ اگر ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کی

کوشش کریں کیونکہ اس کی بھی بڑی فضیلت احادیث میں آئی ہے۔

نماز تسبیح کا طریقہ

سب سے پہلے نماز کی ادائیگی نیت کریں۔ اس کی چار رکعتیں ہیں، مکروہ وقت کے علاوہ جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے، ثناء کے بعد پندرہ بار یہ کلمہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ پھر تعوذ وتسمیہ، سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورۃ پڑھیں۔ پھر دس بار یہی کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ پڑھیں۔ پھر دس یہی کلمہ رکوع میں، رکوع بعد دس بار یہی کلمہ پھر دس بار قومہ میں، دس بار اول سجدہ میں تسبیح کے بعد، سجدہ سے اٹھ کر دس بار پھر دوسرے سجدے میں تسبیح کے بعد دس بار پھر دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے پندرہ بار اور پھر اسی ترتیب سے چار رکعتیں ہر رکعت میں ۷۵ بار اور چاروں رکعتوں میں ۳۰۰ بار یہ کلمہ پڑھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ، شامی، عالمگیری)

نماز عصر : عصر کی نماز کی تیاری اچھی طرح انتہائی خلوص نیت اور ذوق وشوق سے طہارت کامل اور وضو کامل کے ساتھ چار رکعت سنت ادا کریں۔ اس کے بعد درود شریف کی کثرت سے پڑھیں۔ اس کے بعد نماز عصر باجماعت ادا کریں۔ نماز کے بعد سورۃ النباء کی تلاوت کریں۔ پھر

۳۱۳ مرتبہ : اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

اول وآخر درود شریف ۱۱-۱۱ بار پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ۔

افطاری سے پہلے انتہائی خضوع وخشوع سے سے اللہ کریم کے حضور اپنے لئے،

اپنے والدین کیلئے اور تمام امت مرحومہ کیلئے خصوصی دعا کریں اور بندہ ناچیز (محمد منور حسین مجددی) کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

افطاری کا سنت طریقہ : روزہ حلال چیز سے جو بھی میسر ہو اس سے افطار کریں لیکن نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ تازہ کھجوروں یا پانی سے افطار کیا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور پائے اس سے روزہ افطار کرے اور جسے نہ ملے وہ پانی سے افطار کرے کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی شریف)

روزہ افطار کی دعا : اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔

افطاری اور نماز مغرب ادا کرنے کے بعد جو کھانا میسر ہو کھائے۔ بعد ازاں نماز اوابین ادا کرے۔

نماز اوابین : نماز اوابین کی چھ رکعت ہیں۔ نماز اوابین نفل نماز کی نیت سے ادا کریں۔ اس نماز کے بیشمار فوائد و اسرار روحانی ہیں۔ یہ نماز قرب خدا اور قرب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین ذریعہ ہے، اکثر اولیاء کاملین کے معمولات میں سے ہے اور آج بھی صالحین کا معمول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز نفل پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے تو اس کو بارہ برس کی عبادت کا اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ .... ۱۱۱ بار ۔ (۲) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ۱۱۱ بار
(۳) ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

......ایک بار (۴) سیدالاستغفار ....ایک بار

(۵) اَللّٰھُمَّ مَا اَمْسٰی بِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

نمازعشاء کی تیاری انتہائی ذوق وشوق سے کریں کیونکہ نمازعشاء باجماعت ادا کرنے سے آدھی رات کی عبادت کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔نمازعشاء کے بعد نماز تراویح بھی خشوع وخضوع سے ادا کریں۔ نماز تراویح کے بعد سورۃ ملک کی تلاوت کریں۔یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات کا باعث ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں :

(۱)مستحب اعتکاف (۲)واجب اعتکاف اور (۳)سنت اعتکاف۔

مستحب اعتکاف: مستحب اعتکاف کیلئے نہ تو کوئی مدت مقرر ہے اور نہ روزہ شرط ہے۔ یہ اعتکاف چند منٹوں کیلئے بھی ہوسکتا ہے اور دن بھر کا بھی یعنی جب آدمی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور نوافل وغیرہ ادا کرے، تو جب تک دل چاہے وہاں اعتکاف بیٹھا رہے اور جب جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔یوں سمجھئے کہ یہ مفت اور بے محنت ثواب حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، اس لئے آدمی جب بھی مسجد میں نماز کیلئے یا اسلامی تقریب میں شرکت کیلئے جائے تو اندر داخل ہوتے ہی پہلے اعتکاف کی نیت کرے اسکا ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا ثواب بھی مل جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اعتکاف کا ثواب بھی حاصل کرتا ہے گویا ایک تیر میں دو شکار ہورہے ہیں۔دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں مجبوراً دینوی گفتگو کی ضرورت پیش آئے یا تھکا ہوا تھا لیٹا اور سوگیا یا کھانے پینے پر مجبور ہو

گیا۔ تو یہ تمام کام جو مسجد میں نا جائز ہیں۔ اعتکاف کی وجہ سے جائز ہو جائیں گے۔
بعض جگہ مسجد سے متصل امام کا گھر یا حجرہ ہوتا ہے اور باہر جانے کیلئے مسجد میں سے گزرنا پڑتا ہے تو اس صورت میں بھی اعتکاف کی نیت کر لی جائے تو بہتر ہے۔
صدر الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کرلو۔ اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اسکے واقف نہیں انہیں بھی معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں ان کیلئے یاددھانی ہو۔ (بہار شریعت)

نیت اعتکاف :

ویسے تو نیت دل کے ارادے کا نام ہے اس لئے جب کوئی شخص اعتکاف کا ارادہ کرے تو اسے اعتکاف کا ثواب حاصل ہوگا لیکن زبان سے نیت کرنا بہتر ہے اگر یاد ہو سکے تو عربی زبان میں یوں نیت کرے۔ نویت سنة الا عتکاف للّٰہ تعالیٰ۔ یا اردو زبان میں یوں کہے۔ میں اللہ تعالیٰ کیلئے (مستحب اعتکاف) کی نیت کی۔

اعتکاف کی عبادات :

حضرات محترم .... عبادات اعتکاف میں اولین حیثیت نماز پنجگانہ کو حاصل ہے فرض نمازیں نہایت ہی خشوع وخضوع سے ادا کرنی چاہئیں۔

نوافل :

اعتکاف میں نوافل ادا کرنا بہت ہی افضل ہے کیونکہ یہ نفل نمازیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اولیاء کرام اور صوفیاء ان نمازوں کو بڑی توجہ سے ادا فرماتے ہیں البتہ مکروہ اوقات میں کوئی نماز ادا نہ کی جائے۔ جب سورج نکل رہا ہو یا جب غروب ہو رہا ہو یا عین دوپہر کے وقت نماز فجر کے بعد

سورج طلوع ہونے تک اور عصر کی فرض نماز کے بعد مغرب تک نوافل نہ پڑھے جائیں۔نفل نمازیں مندرجہ ذیل ہیں۔

نماز تہجد،اشراق،چاشت اوراوابین ان نمازوں کے نوافل بڑی عاجزی کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔صلوٰۃ التسبیح بھی پورے اعتکاف میں ایک بار ضرور پڑھنی چاہیے۔ان نفل نمازوں کے علاوہ بھی اعتکاف میں نوافل پڑھنے چاہئیں۔کیونکہ رمضان المبارک میں نوافل کا درجہ عام دنوں کے فرضوں کے برابر ہوتا ہے۔اس لئے قضانمازوں کی قضاپوری ہونے کا سروسامان پیدا ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھی کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ اعتکاف میں قرآن پاک سے اللہ تعالیٰ کی رضا ملتی ہے۔اسلئے قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرنی چاہیے،زیادہ سے زیادہ استغفار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔اعتکاف میں سونا کم اور شب بیداری کو اپنا معمول بنانا چاہیے اور مسجد کا احترام کرتے ہوئے مسجد کی صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے۔اور اللہ کی بارگاہ میں رات کے آخری حصہ میں سربسجود ہو کر اللہ سے آہ وزاری کر کے گناہوں سے معافی مانگنی چاہیے جو گناہ بھول کر کئے یا قصداً کئے چھوٹے یا بڑے سب سے صدق دل سے سچی توبہ کریں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق سچے دل سے اللہ کی ذات سے مانگے اور اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور اپنے محبوب ﷺ کی سچی محبت اور ان کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ذکرِ الٰہی اور نزولِ ملائکہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ۞ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ

معزز محترم حضرات ذی وقار :

اللہ تعالیٰ عز وجل کی حمد وثناء کے بعد حضور اکرم ...... نور مجسم ..... شفیع معظم ..... نیز اعظم ...... احمد مجتبیٰ .... محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں لاتعداد مرتبہ درود وسلام جن کی نسبت سے آج ہم سب حضور ﷺ کے امتی ہیں اور اللہ کریم کے محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ سے ہمیں سب سے بڑی عظمت ورفعت یہ دی کہ اپنے نبی ﷺ کا میلاد منانے والوں میں رکھا۔ یہی عظمت ہمارے لئے بہت بڑی سعادت اور ذریعہ نجات کا سبب ہے۔ آج کی یہ عظیم الشان اور فقید المثال محفل پاک جامعہ قرب مصطفےٰ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ہم سب شرکت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ آج محفل پاک میں کلمہ طیبہ اور اس کی برکات کے سلسلہ میں کچھ عرض ہوگا۔ آج کل ہم جہاں بھی کسی کے ایصال ثواب کی محفل میں جس کو ہم لوگ ختم قل شریف، ختم دسواں شریف، ختم چالیسواں شریف اور عرس پاک کی محفلوں میں شرکت کرتے ہیں اور ایسی روحانی اور ایمانی محفلوں میں الحمدللہ کثرت سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہیں۔ آج انشاء اللہ اس محفل میں کلمہ طیبہ کے فضائل وبرکات بیان کرتے ہیں۔ تاکہ اس کا ورد کرنے والوں کیلئے زیادہ سے زیادہ ذوق وشوق کا باعث بن جائے گا اور اس کی وجہ سے زیادہ

سے زیادہ ورد بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی بارگاہ بے نیاز میں التجا ہے کہ وہ اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے زیادہ سے زیادہ کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات محترم .... توجہ وانہماک سے اور محبت وعقیدت، ذوق وشوق سے تشریف رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ..... ایسی بابرکت محفلوں میں شرکت باعث برکت بھی ہے، باعث نجات بھی ہے اور یہی محافل ہمارے قرب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار الٰہی (جل جلالہٗ) کا باعث بنیں گی۔

فضائل وبرکات درود شریف :

حضرات محترم .... حضور اکرم ...... نور مجسم ..... حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے کلام سے زیادہ قریب ہو جاؤں تمہارے دل میں خیالات سے زیادہ قریب ہو جاؤں تمہارے بدن میں تمہاری روح کے زیادہ قریب ہو جاؤں تمہاری آنکھوں میں نور بصارت سے زیادہ قریب ہو جاؤں تمہارے کانوں میں قوت وسماعت سے زیادہ قریب ہو جاؤں تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف بھیجو۔ (مکاشفۃ القلوب)

اس سعادت اور عظمت کو حاصل کرنے کیلئے حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ ہمیں بھی قرب خدا اور قرب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنے کیلئے بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش فرمایئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

ہماری محفلوں میں جہاں ذکر الٰہی کا سماں ہوتا ہے وہاں ذکر نبی ﷺ کا حسین منظر ہوتا ہے۔ ایسی محفلوں کے چاروں طرف نور ہی نور...... سکون ہی سکون..... راحت ہی راحت......... برکت ہی برکت بلکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ذرا تصور مدینہ میں ڈوب کر...... آنکھوں کو بند کر کے مدینے کے تصور میں جھوم جھوم کر با آواز بلند میرے ساتھ مل کر ذکر رسول ﷺ سے محفل کو پُر نور بنائیں۔

خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفٰے نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے
کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
مرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے
مدینے جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدا نخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے
اسیر جس کو بنا کر رکھیں مدینے میں
تمام عمر رہائی کی وہ دعا نہ کرے
نبی کے قدموں میں جس دم غلام کا سر ہو
قضا سے کہنا کہ اک لحہ بھی قضا نہ کرے
شعور نعت بھی اور زباں بھی ہو ادیب
وہ آدمی نہیں جو ان کا حق ادا نہ کرے

حضرات محترم .... آپ اس محفل پاک میں نعت کے ذریعے، نور مصطفٰے ﷺ کے صدقے سے نوری کلام سے اپنے دلوں کو پُر نور بنا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ

اپنے محبوب کریم کی نورانیت کے صدقے سے ہمارے گھروں کو اپنے نور سے منور و معطر کردے۔ آمین ثم آمین

حضرات........اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید وفرقان حمید کے پارہ ۲۸ سورۃ التغابن کی آیت (۱) میں ارشاد فرمایا۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ البیان : اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمینوں میں ہے اس کا مالک ہے اور اس کیلئے سب تعریفیں ہیں اور وہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔

جن لوگوں نے نیک اعمال کئے اور ذکر الٰہی سے اپنے دلوں کو منور و معطر کیا۔ ان کے متعلق اللہ کریم جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔ (پ ۲۴ سورۃ الزمر: ۷۴)

اور وہ (خوش بخت) کہیں گے ساری تعریفیں اس اللہ کریم کیلئے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس (پاک) زمین کا اب ہم ٹھہرائیں گے جنت میں جہاں چاہیں گے پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا۔ (ترجمہ جمال القرآن)

آگے ذاکرین فرشتوں کی صفات کو (پ ۲۴ میں) اس انداز میں بیان فرمایا۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (الزمر: آیت ۷۵)

اور (اے حبیب) آپ دیکھیں گے فرشتوں کو حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے عرش کے اردگرد تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اپنے رب (جلیل) کی حمد کے ساتھ۔

وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الزمر:۷۵)

اور فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ان کے درمیان حق کے ساتھ اور کہا جائے گا سب تعریفیں اللہ کیلئے جو ارب العالمین ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو............ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ کائنات ارض وسماوات کی ہر چیز بلکہ فرشتے بھی حلقہ بنا کر اپنے خالق و مالک کا ذکر کرتے ہیں۔ جو مومنین اور مومنات ......صالحین ......صالحات .....عابدین ....عابدات ......کاملین ....کاملات ...... مسلمین .... مسلمات ......صادقین .....صادقات اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کریں گے، اللہ تعالیٰ عزوجل ان کو دنیا میں کامیابی وکامرانی اور آخرت میں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

اس لئے ہمیں اپنے خالق و مالک کا ذکر کرتے رہنا چاہئے۔ آیئے ذرا مل کر انتہائی ذوق وشوق سے محبت وعقیدت سے باآواز بلند پڑھیے۔

جیہڑا محفل نعت سجاوے گا ۔۔۔ انشاء اللہ مدینے جاوے گا
منہ منگیاں مراداں پاوے گا ۔۔۔ پڑھو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ۔۔۔ ہے محمدؐ پاک رسول اللہ
اوہدی قسمت یارو بھلی ہووے ۔۔۔ جہیدا راکھا مولا علی ہووے
اوہ جہیدا پیر مہر علی ہووے ۔۔۔ پڑھو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ۔۔۔ ہے محمدؐ پاک رسول اللہ
انہاں سب تے کرم کما جاویں ۔۔۔ لکیاں توڑ نبھا جاویں

جدوں مراں تے سوہنیاں آ جاویں — پڑھو لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہُ
اَج سانوں تیری دید ہووے — اِنہاں عاشقاں دی اَج عید ہووے
جدوں مراں تے فرید فریدؒ ہووے — پڑھو لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہُ
جس دل وچ تیرا ڈیرہ اے — جتھے رہندا تیرا پھیرا اے
وچہ قبر دے حضور اکھن گے — اینوں چھڈ دیو ایہہ میرا اے

برکاتِ ذکرِ الٰہی :

پیارے اسلامی بھائیو .... اللہ تعالیٰ عزوجل کے ذکر کی برکات وفضیلت کا اندازہ کوئی جن و بشر نہیں لگا سکتا کیونکہ ذکر خالق کائنات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی عظمت ورفعت سب سے افضل اور اعلیٰ واکمل ہے۔ اس کا ذکر بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے ذکر کی فضیلت کو سمجھنے کیلئے آیئے مشکوٰۃ جلد ا ص ۵۴ پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول، نبی بے مثال، اللہ کے دلدار، امت کے غمخوار، پیکر علم وحکمت۔ اللہ کے پیارے امت کے سہارے، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَارَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اذ کرک بِہٖ ادعُوکَ بِہٖ۔

موسیٰ علیہ السلام نے خالق کائنات کی بارگاہ بے نیاز میں عرض کی۔ یا الٰہی عزوجل .... مجھے وہ وظیفہ عطا فرمایا جس سے میں تجھ کو یاد کیا کروں جس کے ذریعے تجھ سے دعا (کیا) کروں۔ تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

خالق کائنات جل وعلا نے فرمایا۔ اے موسیٰ علیہ السلام کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ....

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ...... یارب ...... یہ ذکر تو تیرے سارے بندے ہی کرتے ہیں۔ میں تو کوئی خاص ذکر چاہتا ہوں جس سے تو مجھے خاص کرے۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔اے موسیٰ علیہ السلام......لو ان السموت السبع و عامرھن غیری والارضین السبع وضعن فی کفہ۔

اگر ساتوں زمینیں ......ساتوں آسمان......عرش بھی ......فرش بھی......سورج بھی......چاند بھی ......ستارے بھی .....لوح بھی ......قلم بھی......جنت بھی ..... دوزخ بھی...... مشرق بھی ......مغرب بھی......شمال بھی .....جنوب بھی......فلک بھی.....افلاک بھی......شمس بھی......قمر بھی......شجر بھی......حجر بھی......ثمر بھی.....اور میرے سوا ان کی تمام آبادی ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھا جائے تو ان سب پر لا الہ الا اللہ کا وزن بھاری ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو...........اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے ذکر کی عظمت بہت زیادہ ہے بلکہ کائنات ارض وسماوات سے بھی زیادہ ہے۔ ذرا توجہ فرمائیں ۔کن کن چیزوں سے بلند وبالا ہے۔آیئے انتہائی ذوق وشوق سے سماعت فرمائیں اور اپنی زبانوں سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی صدا بلند کریں۔

عرش وفرش سے زیادہ............شمس وقمر سے زیادہ

لوح وقلم سے زیادہ..................شجر وحجر سے زیادہ

برگ وثمر سے زیادہ..............فلک وافلاک سے زیادہ

مکین ومکاں سے زیادہ......بلکہ کائنات کی ہر چیز سے زیادہ

کسی شاعر نے یوں ترجمانی کی ہے۔

ثناء گو پتہ پتہ ہے خدایا دم بہ دم تیرا

زمین و آسمان ترے ہے موجود و عدم تیرا

جو دنیا میں تیرا کھا کر ترے شکوے کریں یا رب

تعجب ہے ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا

الغرض .... اس کائنات ارض وسما کی ہر چیز اسی خالق کائنات کے ذکر میں محو ہے۔

ذرا توجہ فرمائیں اور منظر کشی ملاحظہ کریں۔

مکین ومکاں...............اللہ تعالیٰ کے ذاکر

شمس وقمر ....اللہ تعالیٰ کے ذاکر

شجر وحجر.....................اللہ تعالیٰ کے ذاکر

بحر وبر ....اللہ تعالیٰ کے ذاکر

برگ وثمر ....اللہ تعالیٰ کے ذاکر

جمادات وحیوانات ....اللہ تعالیٰ کے ذاکر

معدنیات ونباتات...........اللہ تعالیٰ کے ذاکر

ہاں ہاں......ذرا غور تو کریں کہ

عرش والے اسی کے ذاکر

فرش والے اسی کے ذاکر

لوح و قلم اسی کے ذاکر

جنت والے اسی کے ذاکر

مشرق ومغرب والے اسی کے ذاکر

شمال وجنوب والے اسی کے ذاکر

ہاں ہاں اس کائنات میں تو ....

انبیاء کرام .... اسی کے ذاکر

رسولوں عظام .... اسی کے ذاکر

پیغمبر اسلام ......اسی کے ذاکر

صحابہ کرام ....اسی کے ذاکر

اولیاء کرام ....اسی کے ذاکر

اصفیاء عظام ....اسی کے ذاکر

اتقیاء عظام ....اسی کے ذاکر

الغرض ....

نبی اسی کے ذاکر غوث اسی کے ذاکر

قطب اسی کے ذاکر اوتاد اسی کے ذاکر

ابدال اس کے ذاکر مجدد اسی کے ذاکر

مفسر اسی کے ذاکر مکرم اسی کے ذاکر

قلندر اسی کے ذاکر سکندر اسی کے ذاکر

نقیب اسی کے ذاکر خطیب اسی کے ذاکر

ابدین اسی کے ذاکر تابعین اسی کے ذاکر

کاملین اسی کے ذاکر عاملین اسی کے ذاکر

عارفین اسی کے ذاکر مومنین اسی کے ذاکر

متقین اسی کے ذاکر خاشعین اسی کے ذاکر

قسم اس کی خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے، کائنات ارض وسماوات کی ہر چیز اسی خالق ومالک کی حمد وثناء میں مصروف ہے اور ہر چیز اسی کی ذاکر ہے بلکہ پتہ پتہ، ذرہ ذرہ اسی کے ذکر میں محو ہے کیونکہ اسی میں ہم سب کی نجات ہے اور یہی ذکر ہمیں رضاء الٰہی اور رضائے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کا حق دار بنادے۔

پل سے گذرنے کا پروانہ :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم، فخر بنی آدم، نور مجسم، ہادی سبل، رسول محتشم، محبوب رب عظیم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھ پر یہ آیت لیکر آئے۔

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (سورۃ ابراہیم :۴۸)

جس دن زمین کو کسی اور سرزمین سے تبدیل کر دیا جائے گا اور آسمانوں کو بھی اور سب لوگ اکیلے غلبہ والے پروردگار کے روبرو حاضر ہوں گے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں کیسے حاضر ہوں گے۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ اے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک ایسی سفید سرزمین پر جمع ہوں گے جہاں کبھی گناہ کا کام نہیں کیا گیا۔ جب جہنم چنگھاڑے گی تو فرشتے آسمان سے لپٹ جائیں گے۔ ہر فرشتہ یہی کہے گا۔ یا رب العالمین۔ مجھ پر رحم فرما اس دن پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی مانند ہو جائیں گے اور پہاڑ جہنم کے خوف سے پگھل جائیں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو..............توجہ فرمائیں۔

پھر جہنم کو بلایا جائے گا جو چنگھاڑ رہی ہوگی۔ اسے ستر ہزار فرشتے لگامیں ڈالے اللہ تعالیٰ عزوجل کے سامنے حاضر کریں گے۔ اللہ اکبر......اللہ اکبر

اللہ تعالیٰ عزوجل فرمائیگا......اے جہنم.....بول وہ کہے گی۔ اے میرے معبود! اے میرے خالق تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ تیری عزت و عصمت کی قسم آج میں تیرے لئے ضرور انتقام لوں گی۔ ہر اس شخص سے جس نے رزق کھا کر غیروں کی

پوچھا کی........مجھ سے وہی بچ نکلے گا جس کے پاس اجازت نامہ ہوگا۔سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا جبرئیل علیہ السلام وہ اجازت نامہ کیا ہے؟ جبرئیل نے عرض کی ......آقائے دو عالم ﷺ آپ کو خوشخبری ہو آپ ﷺ کی امت کو وہ اجازت نامہ حاصل ہوگا۔ہاں جس شخص نے بھی لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کی گواہی دی ہوگی اسے جہنم کے پل سے گزرنے کا پروانہ مل جائے گا.........یہ سن کر سرکار دو عالم احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے ﷺ اللہ کا شکر ادا کریں گے اور فرمائیں گے سب تعریفیں اس اللہ تعالٰی کی ہیں جس نے میری امت کے دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

(تنبیہ الغافلین ص ۳۹۹)

معلوم ہوا کہ جنت میں داخل ہونے کیلئے اجازت نامہ کی ضرورت ہوتی ہے۔جنت کا اجازت نامہ کلمہ طیبہ ہے۔ہمیں اس کا ذکر کثرت سے کرنا چاہئے۔

پیارے اسلامی بھائیو..........ذرا مل کر با آواز بلند جھوم جھوم کر اور لبوں کو جنبش دے کر میرے ساتھ مل کر پڑھیں۔

ایتھے اج کملی والے دا ذکر اذکار ہووے گا
خدا شاہد خدا دی شان دا اظہار ہووے گا
اوہنوں وچ حشر دے اللہ میرے نے بخش دنیاں ایں
جہیڑے دل وچ محمد مصطفٰے دا پیار ہووے گا
میرے آقا میرے مولا اوہ دن بختاں دا کد اونائیں
جدوں ایہہ غم دا مارا حاضر دربار ہووے گا
یقیناً بزم دے اندر میرے سرکار آئے نیں
پر نظراں والیاں توں آپ دا دیدار ہووے گا

سوسال کے گناہ معاف :

کلمہ طیبہ کی برکات وعظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ گار بھی اس کو ایک بار خلوص نیت سے پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس بندہ کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

الشیخ عثمان بن حسین احمد شاکر اپنی تصنیف درۃ الناصحین ج ا ص ۳۶ پر ایک روایت تحریر فرماتے ہیں۔

امیر المومنین خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ کلبی ملک عرب کا ایک کافر سردار تھا۔ حضور نبی کریم، رؤف رحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام قبول کرنے کو پسند کرتے تھے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اس کے زیر اثر خاندان کے سات سو قبیلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دحیہ کلبی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔ تو جب دحیہ کلبی نے قبول اسلام کا اردہ کیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعداز نماز فجر وحی نازل فرمائی۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم........ میں نے دحیہ کلبی کے دل میں نور ایمان کو اجاگر کر دیا ہے اور ابھی آپ علیہ السلام کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوگا۔

المختصر : جب دحیہ کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو مدینہ کے تاجدار، امت کے غم خوار، نبیوں کے سرادر۔ اللہ کے دلدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمر مبارک سے چادر کو اُتار اکر اسے زمین پر بچھایا اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اس چادر پر بیٹھنے کیلئے اشارہ فرمایا۔

پیارے اسلامی بھائیو........ جب دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ عزت واکرام دیکھی تو رو پڑے اور آقا دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کو

اٹھایا اسے چوما اور اس کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھ دیا۔ پھر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی کیا شرائط ہیں۔ ان کو مجھ پر پیش کریں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو .... لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اللہ ہیں۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

پیارے اسلامی بھائیو.......... جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ دولت اسلام سے مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس کے بعد زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ پیکر علم و حکمت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہ رونا کیسا ہے۔ کیا ایمان لانے کی وجہ سے یا کسی اور بات کی وجہ سے ہے؟

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم سے کہیں کہ ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دے تو میں اپنے آپ کو قتل کر دوں گا اور اگر وہ مجھے اپنے مال سے صدقہ کرنے کا حکم دے تو میں وہ صدقہ ادا کروں گا۔

آقائے دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وہ کونسے گناہ ہیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کہ میں عرب ملک کے سرداروں میں ایک سردار تھا میں اس بات کو بُرا جانتا تھا کہ میرے گھر بیٹیاں پیدا ہوں۔ پھر ان کی شادی ہو اور لوگ یہ کہتے ہوں کہ فلاں بن فلاں دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کا داماد ہے۔

مقام غور ہے اسلامی بھائیو !

چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی ستر بیٹیاں کو قتل کیا اس کی یہ بات سن کر پیکر

سراپا رحمت ﷺ حیران ہوئے۔ (کہ واقعی تو بڑا گناہ گار ہے۔)

الغرض اسلامی بھائیو .... اس وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ آپ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم .... جب تو نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تھا۔ ہم نے تیرے ساتھ سال کے گناہ اور لغزشیں تمام وبخش دیں اور تیری بیٹیوں کے قتل بھی بخش دیئے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دوران نبی کریم رؤف رحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، رو پڑے۔ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز میں عرض کیا یا اللہ عزوجل۔

جب تو نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے اس کی بیٹیوں کے قتل معاف کردیئے تو ایماندروں کے صغیرہ گناہوں کو کئی مرتبہ شہادت دینے سے کیوں معاف نہیں کرے گا۔

معلوم ہوا کہ اگر انسان خلوص نیت سے کلمہ طیبہ کا قرار کرلیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ سے اس کے سارے گناہوں معاف فرما دیتا ہے۔

اسی لئے تو ہم کلمہ طیبہ کا ورد کرکے مرنے والوں کو ایصال ثواب کرتے ہے۔

الغرض....... حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اپنی زبان حال سے یوں عرض کررہے ہوں گے۔

کوئی زبان خاموش نہ رہے تمام حضرات مل کر با آواز بلند ذوق وشوق سے محبت و عقیدت سے پڑھیے۔

سرکار بناں لطف و عطا کون کرے گا

امت لئی رو رو کے دعا کون کرے گا
رب اپنے گنہگار نوں بھیجے اوہدے در تے
سرکار بناں معاف خطا کون کرے گا
دشمن نے جفا کیتی تے اس منگیاں دعاواں
ایہہ رسم وفا ہور ادا کون کرے گا
جے قدماں چہ سرکار دے موت آوے تے یارو
فیر اپنی حیاتی دی دعا کون کرے گا

ننانوے دفتر :

پیارے اسلامی بھائیو!.................

اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت بہت وسیع ہے اپنے محبوب ﷺ کے امتی کو بخشش کے بہانے بناتا ہے۔ بیشک بندہ کتنا ہی زیادہ گناہ گار کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کریں پھر اس کا ذکر کریں تو اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے اس کے سارے گناہ معاف کردیتے ہیں۔

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الترغیب والترہیب جلد حصہ دوم ص ۶۱۰ پر توحید ورسالت کی گواہی کی برکات کی اور انعامات الٰہی کی بارش تحریر فرماتے ہیں۔ آیئے ذرا توجہ سے سماعت فرمائیں اور اپنے اپنے قلوب واذہان کو منور ومعطر کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نبی بے مثال احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق

میں سے میری امت کے ایک آدمی کو چن لے گا پھر اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے (۹۹) دفتر کھول دے گا۔ ہر دفتر تا حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر خالق کائنات فرمائے گا۔

اے میرے بندے!

ان میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرسکتا ہے؟ لکھنے پر مامور محافظ فرشتوں نے تم پر ظلم تو نہیں کیا ہے؟ بندہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا۔ نہیں میرے پروردگار اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے بندہ کو فرمائے گا......... تجھے کوئی عذر ہے۔ بندہ عرض کرے گا نہیں۔ میرے مالک۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرمائے گا۔ ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی محفوظ ہے۔ اس لئے آج تیرے اوپر ظلم نہیں ہوگا، تب ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا۔ جس میں لکھا ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اے میرے بندے! چل میزان عدل پر حاضر ہوجا..... وہ گناہ گار عرض کرے گا۔ اے میرے پالنے والے اے میرے خالق و مالک ان بڑے بڑے گناہوں کے دفتر کے مقابلے میں اس پرزہ کاغذ کی کیا حیثیت ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل فرمائے گا۔ (دیکھو تو سہی) تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ پھر وہ گناہوں کے دفتر میزان کے ایک پلڑے میں وہ کاغذ کا پرزہ اور دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ تو ننانوے دفتر گناہوں کے ہلکے پڑ جائیں گے اور پرزے بھاری ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے نام سے بڑھ کر کوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی۔ اسی نیکی کی وجہ سے اس بندہ کی بخشش ہوجائے گی۔

معلوم ہوا.......... اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے تو ہمیں کہہ دیجئے۔

مانگنے کا شعور دیتے ہیں
جو بھی مانگو حضور دیتے ہیں
مانگنے والا ہو اگر کوئی
میرے آقا ضرور دیتے ہیں
جام ذکر رسول انور کے
روح و دل کو سرور دیتے ہیں
گنبد سبز کے حسین جلوے
دونوں عالم کو نور دیتے ہیں
میرے آقا گنہگاروں کے
بخش جرم و قصور دیتے ہیں
روز بٹتا ہے ان کے ہاتھوں سے
جتنا رب غفور دیتے ہیں
آستان رسول کے ذرّے
روشنی دور دور دیتے ہیں
جابروں کے نبی کے دیوانے
توڑ پل میں غرور دیتے ہیں
ہم نیازی کسی سے کیوں مانگیں
ہم کو سب کچھ حضور دیتے ہیں

واجب الاحترام دوستو!
اللہ تعالیٰ عزوجل کے کرم وفضل اور رحمت خدوندی اور آقا دو عالم فخر بنی آدم،

نورِ مجسم، رسولِ محتشم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے آپ سب حضرات نے کلمہ طیبہ کے فضائل و برکات سماعت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہماری اور ہمارے والدین اور تمام اہلِ ایمان کی بخشش فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

تاثیر قرآن مجید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ

محتشم حضرات !

اللہ خالق کائنات جل جلالہ کی حمد وثنا کے بعد حضور اکرم ......نور مجسم...... شفیع معظم......رسول اعظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تمام معزز حضرات مل کر با آواز بلند ہدیۂ نعت پیش فرمائیں کیونکہ یہی ہم سب کیلئے ذریعہ نجات

روشن جن کے عشق سے سینے ہوتے ہیں
ان کے دل ہر وقت مدینے ہوتے ہیں
لکھ دیا جائے جن پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
موجوں سے وہ پار سفینے ہوتے ہیں
زینت بن جائیں جو یار کی محفل کی
وہ سب انمول نگینے ہوتے ہیں
جاتے ہیں سرکار کے در پر لوگ وہی
عشق کے جام جنہوں نے پینے ہوتے ہیں
روز سجاتے ہیں جو محفل آقا کی
اپنے تو ہر روز شبینے ہوتے ہیں

لائق صد احترام دوستو!

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ ہے، اس کی بڑی شان وعظمت ہے۔ اس ماہ مبارک میں خالق کائنات نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام آسمانی کتابوں کی سردار کتاب قرآن مجید فرقان حمید کو نازل کیا۔ اس کتاب مبین میں تمام علوم کو جمع فرما دیا اور آج مجھ ناچیز کو تاثیر قرآن مجید کے موضوع پر خطاب کی دعوت دی ہے۔ اللہ خالق کائنات اپنے محبوب کریم......رؤف رحیم.....احمد مجتبیٰ......محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہمیں حق بیان کرنے اور حق سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

معزز حضرات!

اللہ رب العالمین (جل جلالہٗ) نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں اس کی شان ومقام بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

(سورۃ الحشر:۲۱)

اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا اور پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے تا کہ وہ غور وفکر کریں۔

شان نزول:

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مقدسہ کی تفسیر جلد ۴ ص ۵۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ پہاڑ کو اگر عقل وفہم عطا کیا جاتا اور پھر قرآن اس پر نازل کیا جاتا وہ اس کی ہیبت و

جلال سے سر تسلیم خم کر دیتا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ انسان جو ایک مشت خاک ہے اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایسے کلام کے مواعظ میں غور نہ کرے اور اس چشمہ فیض سے سیراب نہ ہو۔

معزز حضرات!

قرآن مجید فرقان حمید سر چشمہ ہدایت بھی ہے..............اور ظلمت کدہ کیلئے نور مبین بھی بیماروں کیلئے پیغام شفاء بھی.........اور راہزنوں کیلئے سراپا ہدایت بھی..........علماء کرام کی خطابت کیلئے راہ نما بھی ......اور گناہ گاروں کیلئے پیغام بخشش بھی..........قبر والوں کیلئے نور بھی......اور پل صراط سے گزرنے والوں کے لئے روشنی بھی.........اہل محبت کیلئے جام توحید بھی ....اور اہل مودت کیلئے پیغام راحت بھی.......عشاق کیلئے راہ نجات بھی ہے.......اور اہل محشر کیلئے انعام وسکون بھی۔

کرامت کا تاج :

حضرات ذی وقار! ....قرآن ایسی لا ریب کتاب مبین ہے جس کی تلاوت دنیا میں بھی فائدہ دیتی ہے اور آخرت میں بھی فائدہ دیتی ہے کیونکہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا، قرآن کی تلاوت کرنے والوں کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور کرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن پڑھنے والا قیامت کے دن آئے گا تو قرآن فرمائے گا اے رب العالمین (جل جلالہ) اس کو جنتی لباس پہنا پھر اس کو کرامت کا تاج پہنایا جائے گا، قرآن مجید پھر اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا اللہ اس کو اور زیادہ عطا فرما اے رب اس سے راضی ہو جا اور قرآن مجید پڑھنے والے سے کہا

جائے گا قرآن مجید پڑھتا جا اور ترقی کرتا جا اور ہر آیت کے بدلہ میں اسے ایک نیکی زیادہ دی جائے گی۔ (امام حاکم بحوالہ شرح مسلم جلد ۲ ص ۵۶۸)

رحمتوں کا نزول :

حضرات محترم .... قرآن مجید اللہ کریم جل جلالہ کا کلام ہے اور یہ کلام تمام آسمانی کتابوں کی سردار ہے جو اس کی تلاوت اپنے گھروں میں جمع ہو کر کرتے ہیں یا درس قرآن مجید کا اہتمام کرتے ہیں، قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، اسکی محافل سجاتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ....

آمنہ کے لال .... پیکر حسن و جمال

صاحب شرف و کمال .... نبیوں کے تاجدار

نور الانوار .... سید الابرار

رسولوں کے شہکار .... مدینے کے تاجدار

دو عالم کے مختار .... عاشقوں کے دلوں کے قرار

اللہ کے دلدار .... امت کے غمخوار

احمد مجتبیٰ ..... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ

اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ۔

جو اللہ کے گھروں میں سے کسی کے گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کو پڑھیں اور اس کا آپس میں درس دیں تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔

وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ۔ انہیں رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ (سنن ابوداؤد جلد ص ۵۲۹)

معزز اسلامی بھائیو!

جہاں ذکر قرآن مجید ہوتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی ہے، مسجدوں میں اکٹھے ہو کر کلام اللہ کی تلاوت اور ذکر الٰہی۔ ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ذکر اولیاء کاملین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کرنا اور کروانا، اہتمام کرنا اور اہتمام کرنے والوں کے ساتھ تعاون کرنا یہ سارا اس حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ عزوجل ان افراد کا ذکر قرآن مجید میں کرتا ہے، اپنے مقربین فرشتوں میں کرتا ہے۔

قیامت کے دن نور :

حضرات ذی وقار ....آپ تاثیر قرآن مجید ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید فرقان حمید کی عظمت کا اندازہ اس فرمان عالیشان سے لگائیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

عنہ نے حضور اکرم.... نور مجسم.... شفیع معظم.... احمد مجتبیٰ.... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی اٰیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ کُتِبَتْ لَہٗ حَسَنَۃٌ مُّضَاعَفَۃٌ۔

کہ جو شخص ایک آیت کلام اللہ کو سنے اس کیلئے دو چند نیکی لکھی جاتی ہے۔

وَمَنْ تَلَاھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

اور جو تلاوت کرے اس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (رواہ احمد)

محشر کے غم سے آزاد :

لائق صد احترام دوستو! ....اللہ خالق کائنات جل جلالہ' کے کلام کی تلاوت دنیا اور آخرت میں کامیابی کی دلیل ہے۔

حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کے دن کا خوف دامن گیر نہ ہوگا نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا۔ جب مخلوق اپنے حساب کتاب سے فارغ ہوگی وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ کے واسطے قرآن شریف پڑھا اور امامت کی۔ اس کے خلوص کی وجہ سے اس کے مقتدی اس سے راضی رہے۔

دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز کیلئے بلاتا ہو صرف اللہ کی رضا کیلئے، تیسرا وہ شخص جو اپنے مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی۔ (طبرانی)

پیارے اسلامی بھائیو! ....آپ نے پُر نور فرمان عالی شان سماعت فرمایا قیامت کی سختی اس کی دہشت، اسکا خوف اس کی مصیبتیں اور تکالیف ایسی نہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے خالی ہو یا بے خبر ہو۔ قیامت کے دن بھی تلاوت قرآن پاک کرنے والوں کو ان

کی مصیبتوں اور تکالیف سے نجات ملے گی۔اس لئے تمام مومنین اور مومنات کو اس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہئے۔

الغرض........ بلکہ روایت ہے صاحب مسند بزار روایت فرماتے ہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین وجمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن کے سینہ کے درمیان ہوتا ہے۔ جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور سوال وجواب کیلئے منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں تا کہ سوال کے جواب میں یکسوئی حاصل کریں گے مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے۔ میرا دوست ہے میں کسی حال میں بھی اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات کیلئے مامور ہو تو اپنا کام کرو میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جب تک اس آدمی کو جنت میں داخل نہ کراؤں۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی وہ قرآن مجید ہوں جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ تو بے فکر رہ منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے، اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ ملا اعلیٰ سے اس کیلئے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے۔ جو ریشم کا ہوتا ہے اس کے درمیان مشک بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھے اور تمام مسلمانوں کو نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

(مسند بزار)

محترم حضرات! .... آپ نے فضائل قرآن مجید پر روایت کو سماعت فرمایا کہ قبر میں کتنی عظمت ورفعت ہے، تلاوت قرآن مجید پڑھنے والوں کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرات ذی وقار...... ذرا توجہ فرمائیں کیا فضیلتیں ہیں تلاوت قرآن میں............

عظمت ہے تو تلاوت قرآن مجید میں
برکت ہے تو تلاوت قرآن مجید میں
رفعت ہے تو تلاوت قرآن مجید میں
عزت ہے تو تلاوت قرآن مجید میں
رحمت ہے تو تلاوت قرآن مجید میں
سعادت ہے تو تلاوت قرآن مجید میں
کمالات ہیں تو تلاوت قرآن مجید میں
کرامات ہیں تو تلاوت قرآن مجید میں
نجات ہے تو تلاوت قرآن مجید میں

ہاں ہاں........غور سے سنو اے اہل دل!

قبر کی روشنی ہے............ تلاوت قرآن سے
دیدار مصطفٰے ہے.............. تلاوت قرآن سے
محشر کی ٹھنڈک ہے............تلاوت قرآن سے
پل صراط کی سلامتی ہے..........تلاوت قرآن سے
دخول جنت ہے............ تلاوت قرآن سے
حضور کی شفاعت ہے..........تلاوت قرآن سے
دیدار الٰہی ہے............... تلاوت قرآن سے

تلاوت قرآن سے دلوں میں انقلاب آیا :

لائق صد احترام .... موسیٰ بن محمد الہاشمی بہت بڑے دولت مند تھے، ہر وقت شباب و شراب کے دلدادہ اور لہو ولعب کے شوقین تھے اور ہر وقت موسیقی کی محافل سجانے کے شوقین تھے۔ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ عیش وعشرت کی نذر کردیتے تھے۔ ایک دن اپنے بالا خانہ پر محفل موسیقی میں گانا سن رہے تھے کہ سریلی دلپذیر اور حلاوت سے بھرپور آواز کانوں میں پڑی۔ دل پر قابو نہ رہا۔ یہ گانا نہیں تھا بلکہ گانے سے مختلف بڑی ہی پرسرور اور پرنور اور دل کی گہرائیوں میں انقلاب برپا کردینے والی آواز تھی۔ دل میں بڑا شوق اور ذوق پیدا ہوا تو اپنے ایک ملازم کو اس آدمی تک بھیجا۔ ملازم نے دیکھا کہ مسجد میں ایک نوجوان قرآن کریم کی تلاوت میں دنیا و مافیہا سے بے خبر مصروف ہے۔ ملازم اسے پکڑ کر موسیٰ بن محمد الہاشمی کے پاس لے آیا۔ موسیٰ نے اس نوجوان سے فرمائش کی کہ مجھے وہ پڑھ کر سناؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ اس نوجوان نے قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ مطففین کی تلاوت شروع کردی۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ (سورۃ مطففین آیت ۲۵-۲۶)

بے شک نیکوکار راحت وآرام میں ہوں گے پلنگوں پر بیٹھے (مناظر جنت کا) نظارے کررہے ہوں گے آپ پہچان لیں گے ان کے چہروں پر راحتوں کی شگفتگی انہیں پلائی جائے گی سربمہر خالص شراب اس کی مہر کستوری کی ہوگی۔

الغرض .... اس کے بعد اس نوجوان قاری قرآن نے عذاب الٰہی والی آیت تلاوت کی تو موسیٰ الہاشمی اس کے ساتھ لپٹ کر رونے لگا اس نے اسی وقت سچے دل سے توبہ کی اور موسیقی کی محفل ہمیشہ کیلئے ختم کردی۔ محفل شباب وشراب سے متعلق

لوگوں کو فارغ کر دیا اور سچے دل سے گناہوں سے تائب ہو کر باقی زندگی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں گزاری۔ (عجب قرآن، عجب تاثیر)

حضرات محترم ....اس واقعہ سے معلوم ہوا قرآن مجید فرقان حمید ایک ایسی لاریب کتاب ہے جس کی تلاوت سے پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جاتا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ بن محمد الہاشمی کے دل کو موم کیا۔ اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) ہمیں تلاوت قرآن زیادہ سے زیادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

روم کے پادری کا قبول اسلام :

محتشم حضرات......... ایک دن خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے، اچانک ایک آدمی آپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ اس کی آواز سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ روم کے پادریوں کا سردار ہوں، میں نے ایک دن ایک مسلمان جنگی قیدی کو آپ کی آسمانی کتاب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے سنا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے اور اس کی نافرمانی سے ڈرتا رہتا ہے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

معزز حضرات ....اس پادریوں کے سردار نے کہا میں عربی زبان اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے جب یہ آیت سنی تو غور وفکر کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی دنیا اور آخرت کے بارے

میں جو ہدایات اس میں بیان کی گئی ہیں ۔ان تمام امور کا خلاصہ اس آیت میں موجود ہے۔ یہ آیت سن کر اس کی فصاحت و بلاغت اور جامعیت سے متاثر ہو کر میں اسلام لے آیا ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ۔(ضیاء النبی)

وہ علاج کرنے آیا اور خود شفایاب ہو گیا :

محتشم حضرات .... اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے جب اپنے محبوب کریم ﷺ کو لوگوں کی اصلاح واحوال کیلئے بھیجا تو کفار مکہ نے آپ ﷺ پر طرح طرح سے ظلم کیا اور مختلف انداز سے آپ کو تنگ کیا، کبھی آپ کو جادوگر کہتے اور کبھی مجنوں کہتے اور کبھی کچھ کہتے ۔

امام ابونعیم بن احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف ''دلائل النبوۃ'' صفحہ ۲۲۰ پر پر تحریر فرمایا ہے کہ عبدالرحمٰن عدوی سے روایت ہے کہ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں ایک مرتبہ عمرہ کرنے کیلئے مکہ شریف آیا وہاں ایک مجلس میں بیٹھا جس میں ایک طبیب، ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے تو ابوجہل نے اس کو کہا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہے جس کا نام محمد (ﷺ) ہے اس نے ہماری وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ہمارے خیالات کو پراگندہ اور خداؤں کو باطل قرار دیا ہے۔ امیہ نے جواب دیا یہ شخص یقیناً مجنوں ہے۔ ضماد کہتے ہیں میرے دل میں ان کی باتیں بیٹھ گئیں اور میں نے تہیہ کرلیا کہ میں اس شخص کا علاج کروں گا۔ میں یہاں سے اُٹھ کر نبی کریم ﷺ کی تلاش میں پھرنے لگا مگر اس دن وہ نہ ملے، اگلے دن میں نے آپ کو مقام ابراہیم کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں آپ ﷺ کے قریب بیٹھ گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں آپ کے پاس بیٹھے ہوئے عرض کی .... اے فرزند عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) میری

طرف توجہ کریں۔ آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میں ریح کا علاج کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا علاج کر سکتا ہوں۔ یہ کوئی بڑی بیماری نہیں۔ میں نے آپ سے بھی گئے گزرے مریضوں کا علاج کیا ہے۔ میں نے آپ کی قوم کی گفتگو سنی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ انہیں جاہل قرار دینے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے ان کے مردوں کو گمراہ اور خداؤں کو باطل قرار دینے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا ایسی باتیں وہی کر سکتا ہے جسے کچھ جنون ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ نے گفتگو کا یوں آغاز کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاسْتَعِيْنُهٗ وَاُوْمِنُ بِهٖ وَاَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلُهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ (دلائل النبوۃ ص ۲۲۱)

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ میں اس کی ثنا کہتا ہوں، اس سے مدد چاہتا، اس پر ایمان لاتا اور اس پر توکل کرتا ہوں۔ جسے اللہ کریم ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہی دے اس کا کوئی ہادی نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ضماد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس سے زیادہ حسین اور بہتر کلام کبھی نہ سنا تھا۔ میں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی کہ آپ یہ کلام مجھے دوبارہ سنائیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ سنا دیا۔ میں نے کہا آپ کی دعوت کیا ہے۔ نبی پاک ﷺ فرمانے لگے میری دعوت یہ ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو، بتوں کی محبت دل سے نکال دو اور میری رسالت پر ایمان لاؤ۔ میں نے کہا ایسا کرنے پر مجھے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا تمہارے

لئے جنت ہوگی۔ میں نے بے ساختہ پکارا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ....

میں بت پرستی سے باز آیا، آئندہ اس کے قریب نہ جاؤں گا اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندہ خاص اور رسول معظم ہیں۔

ضماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے آپ ﷺ کے پاس ہی قیام رکھا، قرآن کریم کی چند سورتیں یاد کیں اور اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا۔ (دلائل النبوۃ ص ۲۲۱)

محتشم حضرات .... معلوم ہوا کہ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کا علاج کرنے کیلئے حاضر ہوا مگر نگاہ نبوت کے فیضان سے دولت اسلام کو حاصل کر کے صحابی رسول بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ عظمت قرآن اور صاحب قرآن کی نگاہ کا فیضان تھا کیونکہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بارگاہ میں جو بھی آتا گیا حضور ﷺ اس پر کرم ہی کرم کرتے گئے۔ اسلئے تو شاعر کہتا ہے۔

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے
میں ان کی در کی غلامی پہ کیوں نہ ناز کروں
سہارا ان کا رہا دن مرے گزرتے گئے
یہ ان کی بندہ نوازی کا ہی کرشمہ ہے
مرے نصیب تھے بگڑے مگر سنورتے گئے

لائق صد احترام دوستو .... قرآن مجید کی تلاوت ہر حال میں باعث برکت و عظمت بلکہ نزول ملائکہ ہے اور خصوصی طور سورۃ بقرہ اور آل عمران کا اپنے گھروں میں

تلاوت کرنا باعث نزول ملائکہ کا سبب ہے۔ آیئے حدیث مصطفی ﷺ سماعت فرمایئے۔

حضرات ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم قرآن کی تلاوت کرو، اس لئے کہ وہ روز قیامت اپنے اصحاب (پابندی کے ساتھ تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے والوں کی) شفاعت کرے گی (خاص طور سے) تم دو روشن وتابندہ سورتوں (سورۃ بقرہ اور آل عمران) کی تلاوت کرو، اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے وہ دو گھٹا ہوں یا دو ہلکی بدلیاں ہوں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہو) یا وہ صف بستہ پرندوں کے دو جھنڈ ہوں۔ یہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑیں گی۔ گویا یہ دونوں سورتیں زوردار سفارش کریں گی اور خصوصیت کے ساتھ سورۃ بقرہ کی تلاوت کرو، اس لئے کہ اس کی تلاوت کرنا باعث برکت اور اس کا ترک کرنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست اس کے حاصل کرنے کی قدرت نہ رکھ سکیں گے۔

(مشکوٰۃ، مسلم شریف)

محتشم حضرات .... روز محشر جب سورج بالکل قریب ہوگا۔ ایسی کڑی اور ہولناک دھوپ ہوگی کہ جس کی شدت سے اللہ کی پناہ۔ ایسے سخت وقت میں یہ دونوں سورتیں اپنے تلاوت کرنے والوں کے سروں پر بدلیوں کی شکل میں یا پرندوں کی قطاروں کی شکل میں سایہ فگن ہوں گی۔ اس طرح جس طرح کہ پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر مبارک پر سایہ فگن ہوتے تھے۔ (مرقات جلد۲ص ۵۸۱)

لائق صد احترام بھائیو .... آج کے عظیم الشان فقید المثال جلسہ میں عظمت قرآن پر بیان ہورہا ہے۔ ویسا تو اس کی عظمت یہی بہت ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کے اوپر نازل ہوا ہے۔ اسکے اتنے زیادہ فضائل وبرکات بیان کرنے

کا مقصد فقط یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت ورفعت زیادہ سے زیادہ ہو اور اس کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سورۃ بقرہ و آل عمران کو سیکھو اس لئے کہ یہ دونوں وہ روشن و درخشندہ سورتیں ہیں، قیامت کے دن اپنے اصحاب پر سایہ فگن ہوں گی اور وہ اس طرح ہوں گی جیسے دو گھٹا یا ہلکی دو بدلیاں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہوگی) یا پرندوں کے دو جھنڈ ہوں۔

(الترغیب والترہیب ج۲ص۶۲۶)

یقیناً قرآن کریم اپنی تلاوت ونگہداشت کرنے والے سے قیامت کے دن اس وقت ملے گا جب وہ اپنی قبر سے نکلے گا۔ قرآن مجید ایک رنگ بدلے ہوئے آدمی کے روپ میں ہوگا اور وہ اس شخص سے کہے گا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ آدمی کہے گا کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا؟ قرآن پاک کہے گا میں تمہارا وہی ساتھی ہوں جس نے تلاوت کیلئے تمہیں دوپہر کی کڑی دھوپ میں پیاسا رکھا اور جس نے تمہیں راتوں کو بیدار رکھا، جب کہ ہر تاجر اپنی تجارت میں مصروف تھا اور آج تیرے لئے ہر تجارت کا نفع ہے۔ دنیاوی تجارت کرنے والوں کو ان کی تجارت کا نفع آج کچھ بھی نہیں ملے گا مگر تم جو قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعے ایک تجارت آخرت کیلئے کررہے تھے، تو بس آج سارا نفع تیرے ہی لئے ہے پھر اس کے داہنے ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں خلد پیش کی جائے گی اور اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اسکے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا میں نہیں ہوسکتی۔ اس کے والدین کہیں گے کس نیکی کے بدلے ہمیں یہ تاج پہنایا گیا۔ جواب میں کہا جائے گا

تمہارے لڑکے (یا لڑکی) نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اس کے بدلے میں پھر (قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے سے) کہا جائے گا تم قرآن پڑھو اور جنت کے درجوں اور بالا خانوں میں چڑھتے چلے جاؤ چنانچہ جب تک وہ قرآن مجید پڑھتا رہے گا خواہ وہ ٹھہر ٹھہر کر ہی کیوں نہ پڑھے وہ اوپر چڑھتا ہی چلا جائے گا جہاں قرآن کا پڑھنا ختم ہوگا وہی جنت کا مقام اس کا حصہ ہوگا۔ (کنز العمال ج ا ص ۱۴۳/ مسند امام احمد، دارمی مستدرک از حاکم)

وہ قاری قرآن زبان حال سے یوں پکار ہوگا کہ

اُن کی یادوں کے انوار سے جو دل کے آنگن سجاتے رہیں گے
مصطفیٰ ان کی خوابوں میں آکر اپنے جلوے دکھاتے رہیں گے
نام اُن کا لبوں پر سجا کر ہم مقدر جگاتے رہیں گے
ساتھ جب تک دیا زندگی نے اُن کی نعتیں سناتے رہیں گے
ہر گھڑی تھی حسین سے حسین تر لحہ لحہ تھا بہتر سے بہتر
دن جو گزرے درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر بھر یاد آتے رہیں گے

پیارے اسلامی بھائیو!............... آپ نے عظمت قرآن مجید سماعت فرمائی۔ الغرض انسان ختم ہوسکتا ہے، دن ختم ہوسکتا ہے اور رات ختم ہوسکتی ہے، کاغذ ختم ہوسکتا ہے لکھنے والے ختم ہوسکتے ہیں، مگر قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے عظمت قرآن پاک اور عظمت صاحب قرآن ختم نہیں ہوسکتی۔

عظمت سورۃ اخلاص :

حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک معرکہ پر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو ہر نماز میں اپنی

قرات قل ھواللہ احد..... پرختم کرتے جب وہ لوگ واپس ہوئے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا تم اس سے پوچھو کس وجہ سے وہ ایسا کرتا تھا۔ ان لوگوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سورۃ خالق کائنات لی صفت ہے اور میں اس کو پڑھنا محبوب رکھتا ہوں۔ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا اسے خبر دے دو، کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ....... سبحان اللہ....... سبحان اللہ

بخاری شریف کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو صحابی پابندی سے قل ھواللہ احد پر قرأت ختم کرتے تھے، ان سے آمنہ کے لال ﷺ نے پوچھا۔ اے میرے پیارے صحابی کیوں نہیں وہی کرتے تھے جو تمہارے ساتھی تمہیں حکم دیتے تھے اور تم ہر رکعت میں اسی سورۃ کو کیوں پڑھتے تھے۔ اس صحابی نے جواب دیا میں اسے محبوب رکھتا ہوں تب مدینہ کے تاجدار آقا سرور عالم ﷺ نے فرمایا اس سے تمہاری یہ محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی۔ (الترغیب والترہیب، ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم، رؤف رحیم، نور مجسم، شفیع معظم، نبی اعظم رسول مکرم احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان غلام یا باندی کسی دن یا رات میں سو بار سورۃ اخلاص یعنی "قل ھواللہ احد" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ ضرور بخش دے گا۔ (کنز العمال ص ۱۴۹).

چار سو شہیدوں کا ثواب :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آمنہ کے لال پیکر حسن و جمال صاحب شرف و کمال، اللہ کے دلدار، نبیوں کے تاجدار، رسولوں کے شہکار، اللہ کے یار مدینے کے تاجدار احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا جو ایک بار قل ھواللہ احد..... پڑھے اس

کیلئے برکت ہوتی ہے اور جو دو بار اسے پڑھتا ہے تو اسکے اور اس کے گھر والے دونوں کیلئے برکت ہوتی ہے اور اگر اسے تین بار پڑھے تو اس کیلئے اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کیلئے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ اسے بارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں بارہ محل تعمیر فرمائے گا اور جو اسے بیس مرتبہ پڑھے گا وہ انبیاء کے ساتھ اس طرح ہوگا اور حضور نے بیچ والی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر بتایا یعنی جیسے بیچ اور شہادت کی انگلی ملی ہوئی ایسے وہ انبیاء کے ساتھ ہوگا، پچیس سال کے گناہ سوائے قرض و خونریزی کے سب بخش دے گا اور اگر وہ اسے دو سو بار پڑھے اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا اور اگر وہ اسے چار سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار سو ایسے شہیدوں کا اجر لکھے گا جن کے گھوڑے مارے گئے اور جن کا خون بہایا گیا یعنی میدان جنگ میں وہ شہید ہوئے اور اگر وہ ایک ہزار مرتبہ اسے پڑھے تو جب تک وہ بذات خود اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے یا کوئی اور نہ دیکھ لے اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی۔ (درمنثور ج۶ ص ۴۱۳ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی)

نظر رحمت کی برکات :

حضرات مکرم .... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ جو نماز کی پاکی کی طرح یا کسی کے ساتھ سورۃ فاتحہ پڑھ کر سو مرتبہ سورۃ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد ...... پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹائے گا اور اس کے جنت میں دس درجے بلند کرے گا اور جنت میں اس کیلئے سو محل تعمیر فرمائے گا اور اس کے عمل کو اس دن تمام بنی آدم کے عمل کے برابر اٹھائے گا اور جیسے اس نے ۳۳ بار قرآن پڑھا ہو شرک سے علیحدگی کا ذریعہ فرشتوں کے حاضر ہونے

کا سبب اور شیطان کے بھاگنے کا ذریعہ ہے اور عرش کے قریب اس کی ایک آواز ہوتی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نظر رحمت فرما دے اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔ (کنز العمال ج ا ص ۵۳۰، شعیب الایمان از بیہقی)

فضیل بن عباس اور تاثیر قرآن :

محتشم حضرات.......... آپ قرآن پاک کی عظمت و رفعت سماعت فرما رہے ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے آخری واقعہ پیش کر رہا ہوں۔ جس کے سماعت کرنے سے آپ کے دلوں میں خوف خدا اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہو جائے گا کیونکہ یہ خداوند قدوس کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ اس کی نورانی کتاب جو کہ سراپا ہدایت ہے۔ جو کوئی بھی توجہ سے اس کی سماعت کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اسکے دل کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس پر اپنی رحمت اور فیض کی بارش برساتا ہے۔۔ حضرت فضیل بن عباس اپنے زمانے کے مشہور ڈاکو تھے، ایک دن انہوں نے کسی قاری سے قرآن پاک کی یہ آیت سنی۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔ (الحدید:۱۶)

کیا مومنوں کیلئے یہ وقت نہیں آیا کہ انکے دل خوف سے اللہ کے ذکر کیلئے آمادہ ہو جائیں۔

معزز محتشم حضرات.............. یہ پُر تاثیر آواز سن کر فضیل بن عباس کا دل کانپ اٹھا۔ ان کی آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے چھٹ گئے، فضیل بن عباس بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوئے اور عرض کی اے اللہ!..... میں تیرے خوف کو دل میں بسا کر تیری عبادت کرنے کو تیار ہوں۔ یہ قرآن پاک کی برکت اور فیض کا نتیجہ تھا کہ اپنے زمانے کا نامور ڈاکو حضرت فضیل بن عباس اپنے زمانے کے صف اول کے اولیاء کاملین میں سے سرفہرست گردانے گئے۔ (عزم نو۔ قرآن نمبر)

لائق صد احترام دوستو!............عظمت قرآن پاک کے متعلق آیات بینات اور احادیث نبوی ﷺ اور تاریخی واقعات کو جمع کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت اور اس کا ترجمہ وتفسیر پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ آخر میں اللہ خالق کائنات (جل جلالہٗ) کی بارگاہ بے نیاز میں التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ سے ہم سب کو قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

جشنِ نزولِ قرآن اور نزولِ ملائکہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝ بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ

حضرات محترم .... اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد حضور نبی کریم رؤف رحیم نور مجسم شفیع معظم سرکار دو عالم فخر بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے آج ماہ رمضان المبارک کی ۲۶ تاریخ اور ستائیسویں رات ہے۔ جہاں اور بہت سی فضیلتوں اور رفعتوں سے معمور یہ رات ہے۔ وہاں سب سے بڑی فضیلت اور رفعت اس رات کی یہ بھی ہے کہ اس رات کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے قرآن کریم وفرقان حمید کو نازل فرمایا۔ اسی لئے اس رات کو جشن نزول قرآن بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نزول قرآن کے صدقہ سے ہمارے دلوں کو نور قرآن سے منور ومعطر فرمائے اور اس قرآن مجید کو پڑھنے، پڑھانے اور اسکی آیات میں غور و فکر اور معانی کی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آیئے چند بار حصول برکت کیلئے بارگاہ رسالت میں دورد وسلام کے پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں کوئی لب خاموش نہ رہے باآواز بلند انتہائی ذوق وشوق سے مل کر پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا سَیِّدَ الصَّالِحِیْنَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا سَیِّدَ الْمُتَّقِیْنَ

حضرات ذی وقار .... ماہ رمضان المبارک کی پرنور ساعتوں اور نزول قرآن، عظمت قرآن اور جشن قرآن کے سلسلہ میں ہم سب مسجد میں حاضر ہیں اور فرشتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ ہر طرف نور ہی نور ہے بلکہ ہر طرف رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ ایسی محافل قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہیں............ کیونکہ

؎ جہاں ذکر حبیب ہوتا ہے
خود خدا بھی قریب ہوتا ہے
ان کی محفل میں بیٹھنے والا
آدمی خوش نصیب ہوتا ہے

حضرات محترم .... آج کی پرُنور محفل جشن نزول کے سلسلہ میں منعقد ہے جس میں ہم قرآن کے فضائل و برکات بیان کرنے کی سعادت کریں گے۔ قرآن کے قاریوں کی عظمت اور شان بیان کرتے ہوئے سورۃ العنکبوت میں ارشاد ہے۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (سورۃ العنکبوت:۴۹)

بلکہ یہ ان لوگوں کے سینوں میں واضح آیتیں ہیں جن کو علم دیا گیا۔

اس آیت کے متعلق حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس امت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے حفظ کرنے کی نعمت عطا کیا ہے۔اس سے پہلی امتیں اپنی کتاب کو دیکھ کر پڑھتی تھیں۔اس وقت دنیا میں تورات، انجیل اور زبور آسمانی کتابیں مختلف زبانوں میں موجود ہیں۔ ہندوؤں کی وید بھی ہے۔لیکن

کسی کتاب کا دنیا میں ایک بھی حافظ نہیں ہے۔ یہ صرف قرآن مجید کی خصوصیت ہے۔ کہ دنیا میں اس کے لاکھوں بلکہ کروڑوں حافظ موجود ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔

آیت بینات (واضح آیتوں) سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی اہل کتاب اپنی کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ کہ آپ نبی امی ہیں لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ان آیتوں کو چھپالیا۔

(قرآن اور صاحب قرآن)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیات بینات کے مصداق ہیں۔ آپ ایک آیت نہیں بلکہ آیات ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی ایک نشانی نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اللہ تعالیٰ کی یہ کثیر نشانیاں ہیں۔ نیز آیات سے دین کے احکام کا علم ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے تمام احکام کا علم حاصل ہوا! اور ایک قول یہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب آیات بینات ہیں اور اس کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المومنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے متعلق بتائیے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کیا تم قرآن مجید نہیں پڑھتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔ (صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کے احکام پر عمل کو انسانی پیکر

میں دیکھنا چاہو تو وہ پیکر مصطفےٰ ﷺ ہیں اور اگر سیرت مصطفےٰ ﷺ کو نظم اور عبارت میں دیکھنا چاہو تو وہ متن قرآن ہے۔ اسی بات کو ڈاکٹر محمد اقبال نے یوں بیان کیا۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ
لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آپ گنبد تک تیرے محیط میں جناب

لفظ قرآن کا معنی اور فلسفہ:

حضرات محتشم.......... آیئے دیکھیں کہ کتاب اللہ کو قرآن کیوں کہتے ہیں اور اس کی وجہ اور فلسفہ کیا ہے۔

قرآن کے تین مشتق معنی (منہ) بتائے گئے ہیں۔(۱) قَرْءٌ (۲) قِرَاءَةٌ (۳) قَرْنٌ ۔(تفسیر کبیر پ۲)

(۱) قَرْءٌ : کے معنی ہیں جمع ہونا۔قرآن میں چونکہ تمام اولین و آخرین کے علوم جمع کردیئے گئے ہیں۔اس لئے اسے قرآن کہتے ہیں۔آیات کا مجموعہ ہے اور تمام رنگوں نسلوں، علاقوں اور ملکوں کے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو کر جمع کرتا ہے۔اسی وجہ سے اس مقدس کتاب کا نام ہوا قرآن۔

(۲) اس کے معنی ہیں پڑھی ہوئی چیز۔اب اس قرآن پاک کا نام اس لئے

ہے کہ یہ پڑھا ہوا اترا یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھتے تھے اور سرور عالم ﷺ یاد فرما لیتے تھے۔ بخلاف دیگر آسمانی کتابوں کے کہ وہ لکھی ہوئی نازل کی گئی تھیں نیز جس قدر اس کو پڑھا گیا یا پڑھا جا رہا ہے۔ یا آئندہ پڑھا جائے گا۔ اس قدر دوسری دینی یا دنیوی کتاب نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ آئندہ پڑھی جائے گی۔ مسلمان تو مسلمان اسے کفار بھی پڑھتے ہیں۔ بلکہ مغربی ممالک یعنی یورپ اور امریکہ وغیرہ میں بے شمار غیر مسلم قرآن پڑھتے اور سمجھتے ہیں اور دولت ایمان سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ان ممالک کے مذہبی ادارے پریشان ہیں کہ قرآن کس طرح صلیب کے پرستاروں کو نور ہدایت کی رہنمائی کر رہا ہے۔ (فالحمد للہ علی ذالک)

(۳) قَرْنٌ : اسکے معنی ہیں ملنے اور ساتھ رہنے کے ہیں۔ چونکہ حق وہدایت اس کے ساتھ ہیں۔ اس کی سورتیں اور آیات ایک دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہیں، اور اس میں عقائد، اعمال اخلاقیات، سیاسیات، عبادات اور معاملات ساتھ ساتھ ہیں نیز یہ ہر حالت میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے۔ کسی وقت جدا نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی، قبر میں بھی اور حشر میں بھی ساتھ رہے گا۔ ان وجوہ کی بنا پر اس کا نام قرآن ہے۔

ملائکہ کا نزول :

حضرات ذی وقار .... تلاوت قرآن مجید کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اللہ کے رسول...... آمنہ کے لال...... پیکر حسن وجمال...... صاحب شرف وکمال...... نبی بے مثال

...... احمد مجتبیٰ ...... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے، اور آپس میں اسے سیکھتی سکھاتی ہے، تو اس قوم کے افراد پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے۔ رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے پر باندھ کر ان پر چھائے رہتے ہیں۔

وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ ۔ اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۲ س۵۶۲)

حضرت ذی وقار ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں ...... مسجد میں ...... مدرسہ میں ...... کارخانہ میں .... دوکان میں .... بازار میں .... سفر میں ...... حضر میں ...... خلوت میں .... جلوت میں .... بلکہ جہاں بھی قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت ہوتی ہے، وہاں اللہ کی رحمتوں اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے بے شمار مواقع صحابہ کرام کی زندگیوں میں آئے، صحابہ قرآن کی تلاوت کررہے ہوتے اور وہاں پر انوار وتجلیات اور رحمتوں بلکہ ملائکہ کا نزول ہوتا۔ آیئے ذرا سماعت فرمایئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات کھجوروں کے کھلیان میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے، کہ اچانک ان کا گھوڑا (جو ایک جانب بندھا ہوا تھا) کودنے لگا وہ تلاوت سے رُک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا۔ وہ پھر تلاوت قرآن کرنے لگے تو گھوڑا پھر کودنے لگا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر ہوا کہیں یحییٰ (ان کا بیٹا جو ایک جانب گھوڑے کے پاس سو رہا تھا) کو کچل نہ دے میں اُٹھ کر

گھوڑے کے پاس گیا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں میرے سر کے اوپر ایک سائبان سا ہے جس میں چراغ کی روشنی ہے اور وہ فضا میں نور بن کر اوپر بلند ہو گیا حتیٰ کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے صبح اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کیا.... یا رسول اللہ ﷺ آج آدھی رات کے وقت میں اپنے کھجوروں کے کھلیان میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ کہ اچانک میرا گھوڑا کودنے بدکنے لگا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے....... عرض کی۔ میں نے پڑھا تو گھوڑا کودنے لگا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

اے حضیر کے بیٹے! تم پھر بھی پڑھتے رہتے (تمہیں تلاوت موقوف نہ کرنی چاہئے تھی) میں نے تلاوت موقوف کر دی کیونکہ میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہے تھے، مجھے خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا میرے بیٹے کو کچل نہ دے پھر میں نے ایک سائبان سا دیکھا جس میں چراغ سے نور روشن تھے وہ فضا میں بلند ہو گیا حتیٰ کہ پھر مجھے نظر نہ آیا۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

تِلْكَ الْمَلَا ئِكَةُ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَاتَسْتَتِرُ مِنْهُمْ۔ یہ ملائکہ تھے جو تمہاری تلاوت سننے آئے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ ان میں سے کوئی فرشتہ پوشیدہ نہ رہتا۔ (بخاری، مشکوۃ، الترغیب والترہیب ج ۲)

حضرت محترم .... دیکھا آپ نے تلاوت قرآن کی برکات کہ انسان جب بھی کتاب اللہ کی تلاوت انتہائی ذوق وشوق سے کرتا ہے تو ان کی تلاوت پر خالق کائنات کی طرف سے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ آج ہم بھی اگر اسی ذوق و

شوق سے تلاوت قرآن کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں تو ہماری زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب آسکتا ہے وہ لوگ جو اس کتاب کے ماہر اور عالم ہیں اور اس کو حفظ کر کے اپنے سینے میں محفوظ کر لیتے ہیں وہ کتنے خوش نصیب ہیں بلکہ ان کے حفظ قرآن کی شان وعظمت یہ ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ۔ (مسلم شریف، بخاری، مشکوٰۃ ص ۴۹۷)

قرآن کریم کا عالم معزز فرشتوں اور محترم ومعظم نبیوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو اور قرآن اس پر گراں ہو اس کیلئے دوگنا ثواب ہے۔

معلوم ہوا.....حافظ اور قاری کی عظمت ورفعت اسکی قیامت کے دن اس کا مقام

معزز فرشتوں میں ہوگا	معظم نبیوں میں ہو گا
معظم رسولوں میں ہوگا	صحابہ کرام میں ہو گا
اولیاء کرام میں ہو گا	اتقیاء میں ہو گا
اصفیاء میں ہو گا	صلحاء میں ہو گا
اتقیاء میں ہو گا	صالحین میں ہو گا
عاملین میں ہو گا	کاملین میں ہو گا
عارفین میں ہو گا	ذاکرین میں ہو گا

یہ ہے نسبت قرآن مجید کی کہ دنیا وآخرت میں کتنا اعلیٰ مقام ہے۔ کیونکہ قرآن مجید بھی میرے آقا و مولا مدنی مدینے والے صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے، بلکہ قرآن مجید کی الحمد کی لام سے لیکر والناس کی س تک سارے کا سارا قرآن میرے آقا دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے پھر قرآن کے قاری کی زبان پہ ہر وقت یہ صدا ہوگی۔

نعت سرکار کی پڑھتا ہوں میں، بس اسی بات سے گھر میں میرے رحمت ہوگی
اک تیرا نام وسیلہ ہے میرا، رنج وغم میں بھی اسی نام سے راحت ہوگی
یہ سنا ہے کہ بہت گور اندھیری ہوگی، قبر کا خوف نہ رکھنا اے دل
وہاں سرکار کے چہرے کی زیارت ہوگی ان کو مختار بنایا میرے مولا نے
خلد میں بس وہی جا سکتا ہے جس کو حسنین کے بابا کی اجازت ہوگی
دو جہاں میں اسے پھر کون پناہ میں لے گا
ہو گا رسوا سر محشر وہ جسے زہرا کے بچوں سے عداوت ہو گی
کہیں یسٰین کہیں طٰہٰ کہیں واللیل آیا جس کی قسمیں میرا رب کھاتا ہے
کتنی دلکش میرے محبوب کی صورت ہوگی حشر کا دن بھی عجب دیکھنے والا ہوگا
زلف لہرا کے وہ جب آئیں گے پھر قیامت میں بھی اک اور قیامت ہوگی

حافظ قرآن عرش معلیٰ کے سائے میں :

حضرات محترم .... حافظ قرآن کی عظمت ورفعت کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے کہ حافظ قرآن کی تلاوت کا تذکرہ عرش معلیٰ پر ہو رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم.... نور مجسم... شفیع معظم.... رحمت عالم... نبی مکرم.... احمد مجتبیٰ... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَّالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا اس کیلئے اس کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔......... لا اقول..... میں نہیں کہتا۔ الٓمٓ حَرْفٌ وَّلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ....... کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے۔ لام ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف ہے۔ (گویا الم پڑھنے سے نوے نیکیاں مل جاتی ہیں)

(ترمذی، الترغیب والترہیب ص ۵۶۷ ج۱)

قیادت کا حق دار حافظ قرآن :

حضرات ذی وقار .... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آمنہ کے لال...... پیکر حسن و جمال...... صاحب شرف و کمال....... نبی بے مثال .... رسول باکمال .... سرکار دو عالم .... فخر بنی آدم .... نور مجسم .... شفیع معظم ..... احمد مجتبیٰ..... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن مجید پڑھنے کا حکم فرمایا۔ تو جسے جو کچھ یاد تھا اس نے پڑھا...... پھر مدینے کے تاجدار...... سید الابرار..... احمد مختار ...... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹے آدمی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے فلاں تجھے کچھ یاد ہے قرآن ...... اس آدمی نے عرض کیا۔ مجھے فلاں فلاں سورہ اور سورۃ بقرہ یاد ہے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ پیکر حسن و جمال صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر فرمایا۔ جا تو ان (سب لشکریوں) کا امیر ہے۔ اس پر معززین میں سے ایک شخص بولا۔ اللہ کی قسم میں نے تو صرف اس لئے سورۃ بقرہ نہیں سیکھی (کہ اس کے طویل ہونے کی وجہ سے) اسے میں نماز

میں نہیں پڑھ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن سیکھو اور اس کو پڑھتے رہا کریں۔ اس لئے کہ جو قرآن سیکھے پھر اسے پڑھے اس کی مثال اس تھیلے کی طرح ہے جس میں مشک بھرا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو جگہ جگہ پھیل رہی ہو۔ اور جس نے قرآن پڑھنا سیکھا اور سینے میں لئے سورہا۔ (کبھی تلاوت کی) اس کی مثال اس تھیلے کی سی ہے جس میں مشک بھر کر اس کا منہ سی دیا ہو۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا) (الترغیب والترھیب ص ۵۶۷)

قرآن کریم کی حفاظت اللہ کریم نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے اور جس طرح اس کے معانی ومفاہیم کیلئے علماء کے سینوں کو منتخب فرمایا اس طرح اس کے ظاہری الفاظ وحروف کی حفاظت کیلئے کچھ خوش نصیب سینوں کو منتخب فرمایا۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو آج تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اور تاقیامت محفوظ رکھے گا۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (سورۃ فاطر: ۳۲)

پھر ہم اپنے منتخب شدہ بندوں کو اپنی کتاب (قرآن مجید) کا وارث بنایا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (سورۃ العنکبوت: ۴۹)

(سچی بات تو یہ ہے) وہ قرآن پاک ہی کی روشن آیات ہیں جو ان (خوش نصیبوں) کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ جن کو (صحیح معنوں میں) علم عطا ہوا۔

امت کے انہی خوش نصیبوں لوگوں کو حفاظ قرآن یا حاملین قرآن کہا جاتا ہے۔ کتب احادیث میں ان خوش نصیب اشراف امت کے فضائل کا پورا ایک انبار اور ذخیرہ موجود ہے۔ اختصار کے ساتھ ان میں سے چند احادیث لکھی جاتی

ہیں۔ ورنہ تو

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

یاد رہے کہ قرآن مجید کی حفاظت اور اسکی تعلیمات کی اشاعت کے سلسلہ میں حفاظ وعلماء دونوں طبقے سرگرم ہیں بلکہ حامل قرآن کے اندر اگر علماء کرام کو بھی شامل رکھا جائے تو بجا ہے۔

حافظ قرآن کی عظمت :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تین شخص ایسے خوش نصیب ہونگے کہ انہیں قیامت کی ہولناکیاں بھی پریشان نہ کرسکیں گی اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا، اور وہ کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے یہاں تک کہ مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے ایک وہ آدمی جس نے اللہ کی رضا کیلئے قرآن پڑھا اور پھر اس سے قوم کی امامت کرائی اور وہ قوم اس سے راضی رہی اور دوسرا وہ داعی جس نے نماز کیلئے بلایا اللہ کی رضا کی خاطر اور تیسرا وہ غلام جس نے اپنے اور اپنے مالک نیز اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان معاملات کو نہایت عمدگی سے نبھایا۔

(رواہ طبرانی فی المعجم الاوسط، الترغیب والترہیب ص ٥٦٦ ج ١)

حافظ قرآن اپنے والدین کیلئے باعث رحمت :

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرأ القرآن وعمل بما فيه ألبس الله والديه تاجا يوم القيامة

ضوء ہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا فما ظنکم بالذی عمل بھذا۔ (مسند احمد۔ ابوداؤد، المستدرک، الترغیب والترہیب ص ۵۶۶ ج ۱)

جس قرآن کریم پڑھا اوراس کے احکامات پرعمل کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنائے گا جس کی روشنی زیادہ حسین ہوگی سورج کی روشنی سے تمہارے گھروں میں۔ اس آدمی کے مرتبہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جس نے اس پرعمل کیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ لطف وکرم ہے کہ بیٹے کی وجہ سے اس کے باپ کو سرفراز فرماتا ہے جبکہ شرح السنۃ للبغوی میں اس طرح ہے۔

من قرا القرآن فاحکمہ وعمل بما فیہ البس والدہ تاجا یوم القیامۃ۔ (ج ۴ ص ۴۳۶)

جس نے قرآن پڑھا پھر اسے اچھی طرح یاد رکھا اور اسکے احکامات پرعمل کیا۔ تو اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ والدین کو تاج کے علاوہ اللہ قیامت کے دن عزت وکرامت کا جوڑا بھی عطا فرمائے گا۔

اس کے متعلق مدینے کے تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان سنیں اور دل ودماغ کو باغ باغ کریں فرمایا۔

من قرا القرآن وتعلمہ وعمل بہ البس یوم القیامۃ تاجا من نور ضوء ہ مثل ضوء القمر ویکسی والداہ حلتین لایقوم لھما الدنیا فیقولان بم اکسینا ھذا فیقال باخذ ولد کما القرآن۔

(الترغیب والترہیب ص ۵۶۹ ج ۱، کنزالاعمال ص ۳۳۷)

جس نے قرآن پڑھا اور اسے سیکھا اور اس پرعمل کیا اسے (حافظ قرآن کو

قیامت کے دن نور کا تاج پہنایا جائے گا، اس کی روشنی چاند کی طرح ہو گی اور اس کے والدین کو دو جوڑے پہنائے جائیں گے جن کا معاوضہ پوری دنیا نہیں ہو سکتی وہ دونوں عرض کریں گے کس عمل کی وجہ سے ہمیں یہ پہنائے گئے تو انہیں کہا جائے گا تمہارے بیٹے کے حفظ قرآن کی وجہ سے

حافظ قرآن کے والدین پر اس شرف وکرامت کا تذکرہ ایک اور حدیث میں ان الفاظ سے ہے۔

ینادی منادا این الذین کانوا لا تلهيهم رعية الانعام عن تلاوة كتابی فیقومون فیلبس احدهم تاج الكرامة ويعطي النور بيمنه والخلا بشماله فان كان ابواه مسلمين كسياحلة خيرا من الدنيا ومافيها فيقولان انى حذا لنا فيقال بما كان ولد كما يقرء القرآن۔

(کنز الاعمال ج ا ص ۵۳۹)

ایک ندا دینے والا ندا دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں چوپاؤں کے چرانے بھی میری کتاب کی تلاوت سے غافل نہ کیا پس وہ کھڑے ہو جائیں گے، پھر انہیں کرامت کا تاج پہنایا جائے گا، نور دائیں ہاتھ میں خلا بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے پس اگر اس کے والدین مسلمان ہوئے تو ان دونوں کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جو دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہو گا وہ عرض کریں گے یہ لباس ہمیں کیوں پہنایا گیا انہیں کہا جائے گا تمہارے بیٹے کی وجہ سے جو قرآن پڑھا کرتا تھا۔

حافظ قرآن اپنے گھر والوں کیلئے باعث رحمت :

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے ارشاد فرمایا۔

من قرا القرآن فاستظهره فاحل حلاله وحرم حرامه ادخله اللّٰه به الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد وجبت لهم النار۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷۔ ابن ماجہ، ترمذی)

جس نے قرآن پڑھا پس اسے زبانی یاد کیا اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اسکے حرام کو حرام جانا اللہ اسکے سبب سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسکے دس اہل خانہ میں اس کی سفارش قبول فرمائیگا جن عذاب نار واجب ہو چکا ہوگا۔

حافظ قرآن کی عظمت ورفعت کا اندازہ ان لفاظ سے لگایئے کہ پیارے آقا رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرا القرآن وحفظه ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد استوجب النار۔ (ابن ماجہ ص ۱۹)

جس نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کیا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی شفاعت اس کے ان دس اہل خانہ کے بارے میں قبول فرمائے گا جب پر عذاب نار واجب ہو چکا ہوگا۔

راہی جنت ، حافظ قرآں　　منبع راحت ، حافظ قرآں
کنز ہدایت ، حافظ قرآں　　پیکر حکمت ، حافظ قرآں
نور خدا قلب و نظر میں　　حسن تلاوت ، حافظ قرآں
دین متین کی سرفرازی　　روح بصیرت ، حافظ قرآں
مسجد و منبر کی ہے رونق　　کیف و مسرت، حافظ قرآں

(قرآن اور صاحب قرآن ص ۶۰،۶۱)

حافظ قرآن جنت میں :

يقال لصاحب القرآن اقرا وارق ترتل كما كنت ترتل في الدنيا فان منزلك عند آخر آية تقراها۔ (ترمذی، ابوداؤد)

صاحب قرآن سے کہا جائے گا قرآن کی تلاوت شروع کر اور اوپر (منازل جنت) طے کرتا جا اور قرآن ترتیل سے پڑھ جیسا تم دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتے تھے۔ یقیناً تمہاری منزل آخری آیت کے پاس جو تم پڑھو گے۔

جنت میں داخل ہو کر حافظ قرآن سے قرآن پڑھنے کیلئے کہا جائے گا، حافظ قرآن جس محبت وشوق وخلوص وللّٰہیت سے دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا اسی کے مطابق وہ جنت میں منازل ومدارج طے کرتا چلا جائے گا۔

جنت میں درجات کا کوئی شمار نہیں اور حافظ قرآن کو کتنے درجے ملیں گے اس کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ دنیا میں اس نے جتنا قرآن پاک پڑھا تھا ان آیات کی مجموعی تعداد کے برابر درجات بلند کئے جائیں گے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیات قرآنی کے مطابق جنت کے درجات ہوں گے اور جب وہ آخری آیت پڑھے گا تو جنت کے سب سے اعلیٰ درجے پہ پہنچ جائے۔

حافظ قرآن بارگاہ خداوندی کا مقرب ہے :

حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

عن انس بن مالك قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان لله اهلين من الناس قالوا يا رسول الله من هم قال اهل القرآن اهل الله وخاصته۔ (ابن ماجہ/ حدیث ۲۱۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: بنی نوع انسان میں کچھ اللہ والے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اہل قرآن ہیں۔ اہل قرآن ہی اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں۔

حافظ قرآن قابل رشک انسان :

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا حسد الا علی اثنین رجل اتاہ اللّٰہ القرآن فھو یقوم بہ اناء اللیل واناء النھار ورجل اتاہ اللہ ما لا ینفق منہ اناء اللیل واناء النھار۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۴ متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ رشک دو آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن کی دولت سے سرفراز فرمایا پس وہ دن اور رات کی طویل گھڑیوں میں اس کی تلاوت میں مصروف رہتا ہے دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ رات دن اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا رہتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ص ۵۶۶ ج ۱)

حسد (جو کہ مذموم ہے) اور رشک میں فرق کرتے ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ حسد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی اور دوسری مجازی۔ حقیقی حسد یہ ہے کہ صاحب نعمت کیلئے نعمت کے زوال کی تمنا کی جائے اور یہ باجماع المسلمین حرام ہے۔ لیکن مجازی حسد وہ دوسرے لفظوں میں رشک ہے اور رشک کسی کے ہاں نعمت دیکھ کر اس کی آرزو کرنا ہے۔ (المرقاۃ ص ۳۲۷ ج ۴)

مندرجہ بالا حدیث شریف میں حسد بمعنی رشک ہے۔ یعنی اس میں

دوسرے کو ملنے والی نعمت کے زوال کی تمنا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بھی یہ نعمت مانگنے کا جذبہ ہے جو کہ عین حکم الٰہی ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ بھلائیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ہماری آج کی حاضری کو قبول فرما کر ہماری بخشش اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا بارگاہِ رب العزت

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کتاب کو اپنی بارگاہ بے نیاز میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر اپنے محبوب مکرم، شفیع معظم ﷺ کے صدقہ سے مجھے، میرے والدین اور کاتب اور تمام امت مصطفےٰ ﷺ کو دنیا و آخرت میں کامیابی اور ذریعہ نجات......قبر کی روشنی......آخرت میں بخشش......دیدار الٰہی.........شفاعت مصطفےٰ ﷺ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بجاہ سید المرسلین ﷺ بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

احقر العباد

صاحبزادہ ابوالمبشر محمد منور حسین مجددی، قادری

KHUTBAT-E-RAMZAN AL MUBARAK



Rs 140/-

اعظم پبلیکیشنز

AZAM PUBLICATION

477, Gali Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-6

Ph:. 011-23288875, 9250728875, 9718444323

E-mail:. azampublisher@gmail.com Facebook: noori.ehtesham9718